

اردو ترجمہ

# امیر الکونین

یعنی  
دو جہاں کا بادشاہ

قدوة السالکین سید المتقین فانی ہو  
سلطان العارفين حضرت سلطان باہو قدس الغریز

تصحیح و ترتیب

محمد سکیل مصطفیٰ اعوان صابری حقیقی  
محمد عیسیٰ صابری حقیقی

اردو ترجمہ کتاب

# اسیر برادرز

دو جہاں کا بادشاہ

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفين، فناہ فنا فی ہُو

مصنف: الطیف

حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز

محمد عیسیٰ مصطفیٰ اعوان صاحب برقی حشیہ

تصنیف



042-7246006

اسیر برادرز

الغناء والقرآن

مختار من مشاعر مشرق

ناشر ملک شیر حسین

بن اشاعت مئی 2007ء، اراک 1428ھ

کپڑنگ ورڈز مییکر

سرورق فیضی گلاس ہدیرکٹ ۱۰

قیمت 100 روپے



## فہرست مضامین

۹	علم و اقسامِ حضرات
۱۱	فقیر کے مراتب
۱۱	فقیر کی پہچان اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۳	اقسامِ علم
۲۳	ظاہری و باطنی علوم
۳۵	عرق کے اقسام
۳۸	شرح فقر اہل ہوا اور اہل خدا
۴۴	شرح معرفت
۴۸	فقیر اہل توحید اور اہل تقلید کی پہچان
۵۲	حدیثِ قدسی
۵۲	حدیثِ قدسی
۵۹	مرشدِ کامل اور طالبِ صادق
۶۱	شرحِ علم
۶۶	فقرِ اختیاری و اضطراری
۶۹	شرحِ ذکر

- ۷۵ ..... اقسام قبور اور دعوت پڑھنا
- ۸۴ ..... شرح تصور و تصور برزخ
- ۸۶ ..... شرح فقر عالم
- ۸۹ ..... شرح فقر و شرح مرتبہ فقر
- ۹۵ ..... شرح مراقبہ
- ۱۰۲ ..... عارف اور نماز
- ۱۰۴ ..... قادری طریقہ
- ۱۰۷ ..... مراتب جمعیت
- ۱۱۲ ..... اقسام آیات قرآن
- ۱۱۳ ..... حاجی الحرمین الشریفین کی شرح
- ۱۱۷ ..... شرح اولیاء اللہ
- ۱۲۶ ..... شرح دعوت
- ۱۳۹ ..... شرح دعوت عظیم
- ۱۴۲ ..... شرح نعم البدل
- ۱۴۳ ..... مراتب ہمہ اوست
- ۱۴۹ ..... اقسام باطن

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على  
رسوله محمد وآله واصحابه واهل بيته اجمعين ط

بعد ازاں اس تصنیف کا مصنف غالب الاولیاء عارف خدا دائم بحضور مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم تلقین و تعلیم دست بیعت کردہ محمد رسول اللہ ﷺ مرید دست گرفتہ حضرت شاہ محی  
الدین ولی اللہ۔ غلام قادری سروری طیب القلوب با معالجتہ شفاء اور چہرہ وجود کو مطلوب کا  
بخشنے والا باہو فتانی ہو، ولد با یزید عرف اعوان ساکن قلعہ شور کوٹ عرض پرداز ہے کہ محی  
الدین غلام با اخلاص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نگ زیب بادشاہ عبید اللہ کے زمانے  
میں جس کی نگاہ ہر وقت حق پر ہے۔ چند کلمات جو مہمات کی چابی اور مشکل کے قفل کشا  
ہیں۔ جمع کر کے ان کا نام امیر الکونین ﷺ رکھا ہے اور پڑھنے والے کو اولی الامر فتانی  
اللہ بے حجاب اللہ اور عینہ بطین کا خطاب دیا ہے۔ تصوف کی یہ کتاب قرآن شریف کی با  
تاثیر تفسیر ہے۔ جس کے مطالعہ سے انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ ظاہر میں دنیاوی  
خزانوں کا تصرف اور پوری پوری عنایت الہی اور باطن میں معرفت و ہدایت الہی کا تصرف  
حاصل ہوتا ہے جو شخص اس کتاب سے کوئی کام کی بات نہ نکال سکے یا مجلس محمدی صلی اللہ  
علیہ وسلم کا واصل نہ ہو سکے تو ہلاکت احوال کا وبال اس کی گردن پر ہے۔ وَأَمَّا السَّائِلَ  
فَلَا تَنْهَرُوا وَاَمَّا بِرَحْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (۹۳-۱۱۱۰) اور سائل کو نہ جھڑکوا اور اپنے پروردگار

کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

دریک تصرف ہر تصرف یافت گنج  
 ہر کہ خواند بالیقین او را چہ غم  
 واقف اسرار گردد از الہ  
 ذکر را بگذار مذکورش مکن  
 ہر کہ یا بدکنہ کن عامل بود  
 ایں مراتب کمالاں از حق عطاء

با عطاء مرشد در روز پنج  
 ہر ورق گنج است اکسیر کرم  
 از مطالعہ با خدا با مصطفیٰ ﷺ  
 غرق فی التوحید شواز رازکن  
 در حقیقت معرفت کامل بود  
 روز اول سبق از علم خدا

یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو لا یتحاج فقیر اور کونین کا عالم ہے۔ درویشوں کی ہمیشہ خزانہ ہے۔ جس شخص کو درویشوں کی صحبت سے الہی خزانے حاصل نہیں ہوتے وہ ہمیشہ خراب و خستہ حال اور پریشان رہتا ہے۔ فقیر صاحب امر ہے۔ اگر بادشاہ ظل اللہ بھی ساری عمر طلب میں صرف کرے تو بھی ولی اللہ فقیر کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن اگر فقیر چاہے تو قرب الہی کی توجہ سے بادشاہ کے ساتھ ملاقات کر سکتا ہے اور بادشاہ کو اس طرح اپنی طرف کھینچ سکتا ہے کہ بادشاہ ننگے پاؤں بڑی عاجزی کے ساتھ حلقہ بگوش غلام کی طرح حاضر ہو جائے۔

پس معلوم ہوا کہ ظل اللہ فقیر ولی اللہ کے حکم میں ہے۔ لیکن فقیر کامل ہونا چاہئے۔ اگر کامل ہے تو دونوں جہان اس کے تصرف میں ہیں۔ فقیر پورا پورا فیض بخش ہوتا ہے۔ یہ کلزا گدا فقیر کہلانے کے مستحق نہیں جو نفس کے قیدی اور غلام بنے ہوئے ہیں۔ فقیر بذاتہ حاکم اور امیر ہوتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو مفلس و گدا کو ساتوں ولایتیں بخش سکتا ہے اور اگر چاہے تو ساتوں ولایتوں کے بادشاہ کو اس طرح پھینک دے کہ اس کا نام و نشان تک کم کر دے۔ یہ خدمات فقیر کونین امیر اہل ذات کے ذمے ہیں۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ جس نے عز و شرف حاصل کیا۔ فقیر سے حاصل کیا۔ جو درویشوں کا منکر ہے وہ دنیا و آخرت میں خراب و خستہ حال رہتا ہے۔ فقیر وہ ہے جسے دائمی حضور حاصل ہو اور علم دعوت میں۔ عامل اور کامل ہو۔ صاحب امرا سے کہتے ہیں جس

کا امر روکا نہ جائے۔ کیونکہ فقیر کی زبان رحمانی تلوار ہوتی ہے۔ جس چیز کے لیے وہ لفظ کن کہتا ہے۔ وہ امر الہی سے دیر میں یا جلدی ہو ضرور جاتی ہے۔ فقیر کے دل کو دائمی حضور حاصل ہوتا ہے اور بذریعہ دعوت اسے الہام با صواب ہوتا ہے۔ صاحب امر اسے بھی کہتے ہیں۔ جس کا امر سب پر غالب ہو اور اس پر کوئی غالب نہ آسکے۔ خواہ وہ اکیلا ہو۔ خواہ لشکر کے ساتھ۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر امر الہی سے امر پر غالب ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى: وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔ اس امر سے مراد یہی دعوت ہے جو شیطان پر غالب اور اس کے مخالف ہے۔ دعوت پڑھنے والا فقیر روشن ضمیر اور عین العیان بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ناقص مرشد تکلیف اٹھایا کرتا ہے۔ لیکن کامل خزانہ بخشا ہے اور دائمی دیدار عطاء فرماتا ہے۔

فقیر کی انتہا کیا ہے؟ جس کو علم اس کے حال کے لیے کافی ہو۔ پس معلوم ہوا کہ یہ لاف زن مدعی جو فقر کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بعض صرف فقر ہی سے فقر کو پہنچتے ہیں اور بعض حال سے اور بعض احوال سے اور بعض اعمال سے، بعض اقوال سے، بعض افعال سے۔ ہزاروں میں سے کوئی شخص ہوتا ہے جو سلطان الفقر کی لازوال معرفت کو حاصل کرتا ہے اور جسے عین جمال کا وصال حاصل ہوتا ہے اور جس نے فقر کا مشاہدہ کیا ہو۔ پس معلوم ہوا کہ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے صرف فقر کا لباس پہنا ہوا ہے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایسا ہوگا جو فقر کا انتہاء مقام حاصل کرتا ہو۔ فقر ایک نور ہے۔ جس کا نام سلطان الفقر ہے۔ جسے یہ حاصل ہے اسے اللہ تعالیٰ ہمیشہ مد نظر رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ ایک لحظہ میں وہ حضوری میں جا پہنچتا ہے۔ خدا تو نہیں ہوتا۔ لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتا۔ فقیر ایک نور صفا اور قرب الہی سے ایک ملک عظیم ہے اور فقیر کو قدیمی جمعیت حاصل ہے۔ ملک میں نفس امارہ دنیائے نسیم اور شیطان رجیم کبھی داخل نہیں ہوتا ہے۔ وہ امن میں ہو جاتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ فقر کے متعلق چار چیزیں ہیں۔ ازل ابدا دنیا اور عقبی جسے فقر کا ملک

کہلاتا ہے وہ ان چار پر حکمران ہوتا ہے اور دونوں جہان اس کے غلام ہو جاتے ہیں اور



ان چاروں کے رہنے والے فقیر کی نگاہوں میں مفلس دکھائی دیتے ہیں۔ اے احمق بے حیا! یہ فقر کے مراتب ہیں۔

۴ فقر رامن دیدہ ام پر سیدہ ام ہر حقیقت فقر را خوش دیدہ ام  
 واضح رہے کہ تمام پیغمبروں نے فقر کے مرتبے کی التجا کی ہے لیکن نہیں ملا۔ صرف جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ جو آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے سپرد کیا۔ یہ فقر محمدی ﷺ فخر محمدی ﷺ محض فیض ہے۔ فقر کے تین مراتب ہیں۔ جس میں بے شمار غیبی خزانے حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں پہلا قدم طریق ہے۔ دوسرا قدم توجہ ہے۔ جس سے جس منزل یا مقام پر چاہے پہنچ سکتا ہے۔ یہ توجہ محض توفیق ہے۔ تیسرا قدم غرق فنا فی نور اللہ ہونا اور مجلس محمدی ﷺ کا حضور حاصل ہونا ہے۔ جس فقیر کا قلب نور اور قالب کوہ طور کی طرح ہے اور خود بمنزلہ کلام اللہ ہے۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح جواب با صواب سنتا ہے۔ ایسا شخص دراصل پیر و مرشد ہونے کے لائق ہے۔ ورنہ عورتوں کے پیر تو بہت ہیں۔ جو بمنزلہ حجام ہیں جو قینچی سے لوگوں کے بال کاٹتے ہیں۔ پیر ایسا ہونا چاہئے جو بے نیاز اور صاحب دعوت تیغ برہنہ ہے اور جسے قرب فی اللہ اور بقا باللہ کا تصرف حاصل ہو اور جسے نور نو اور حاصل ہو اور جولی مع اللہ میں غرق ہو اور لایحتاج ہو۔ لیکن ایک اور صورت سب کو حاصل ہے۔ جس میں دنیاوی محبت سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جو کہ بدعت کی جز ہے۔ مجلس محمدی ﷺ سے دیکھنے والے کو دو مرتبے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک قرب اور دوسرے اس قرب میں نظر پیغمبر سے توفیق یا تحقیق بعض کو مقام جمالیات اور جمعیت محمود حاصل ہوتی ہے۔ جذب مجذوب مردود ہے۔ پس مجلس محمدی ﷺ اور آنحضرت ﷺ کی ۱۰۔ کسوٹی کی طرح ہے۔ جس سے صادق اور کاذب میں تمیز ہو جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی حضوری سے مشرف ہونے کے مراتب صرف اسم اللہ کے حضرات سے حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔

واضح رہے کہ اس قسم کی دعوت کل الکلید اور معرفت توحید کا مغز ہے۔ فقیر قرب الہی سے الہی خزانوں کا مالک ہوتا ہے اور ولی اللہ کل اللہ پر غالب اور لایحتاج ہوتا ہے۔ وہ کسی

سے التجا نہیں کرتا۔ مرشد کامل سے صادق طالب کو یہ سب کچھ نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ ظاہر میں ظاہری خزانے اور باطن میں ہدایت کا تصرف پہلے روز کے سبق سے حاصل ہوتا ہے۔ طالب اس کتاب کے مطالعہ سے روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ جس سے لوگوں کے نیک و بد کا احوال معلوم کر لیتا ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ مراتب منجم درویش کے ہیں۔ کیونکہ اس میں مذہب کی کچھ صداقت نہیں پائی جاتی۔ پیر و مرشد وہی ہے جو کہ طالب بے طاعت کو شروع ہی میں قرب الہی کا مشاہدہ بغیر کسی مجاہدہ کے اور گنج بے رنج، معرفت بے محنت، راز بے ریاضت اور نور حضور کی تحقیق کی توفیق عطا کرے۔ یہ تمام مراتب تمام آیات قرآنی کے ناظرات و حضرات سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان سے تمام علوم عیاں ہو جاتے ہیں اور دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ حضرات و ناظرات سے مردہ دل بھی زندہ دل ہو جاتا ہے۔

### علم و اقسام حضرات

جو مرشد پیر، فقیر، درویش، ولی، عارف، خدا، اہل علم، دعوت، عالم باللہ، واصل ولی اللہ، حضرات نہیں جانتا وہ احمق ہے۔ جو اپنے آپ کو برائے نام صاحب باطن اور پیر و مرشد کہلواتا ہے۔

حضرات و ناظرات کے کئی اقسام نام نشان اور رسوم ہیں۔ حضرات کی اصل یہ ہے کہ وصل و قرب الہی جمعیت توحید مطلق ہی اور قیوم سے حاصل ہو۔ جس سے کل و جز واضح ہو جائے اور جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ منکشف ہو جائے۔ حضرات کی پانچ قسمیں ہیں۔ اول حضرات وجود دوم حضرات موجود۔ سوم حضرات مطلوب۔ چہارم اٹھارہ ہزار عوالم کے حضرات۔ پنجم دنیا نفس اور شیطان مردود کے حضرات۔ ان ہی کو دینی اور دنیاوی پانچ خزانے کہتے ہیں۔ جو مرشد حضرات سے طالب اللہ کو ہر ایک مرتبہ نہایت نہیں کرتا اور حضرات با توفیق سے ہر مرتبہ کی تحقیق نہیں کرتا اور حیات و ممات کے درجات عز و جاہ اسے نہیں دکھلا دیتا وہ ناقص اور ادھورا ہے۔ اس سے تلقین کا حاصل کرنا مرید کے لیے حرام ہے۔ کیونکہ طالب کو حضرات اور ناظرات

کی تلقین حضوری کے سوا ذکر، فکر، مراقبہ اور مکاشفہ و رد و طائف کچھ نہیں بتانا چاہئے۔ کیونکہ طالب اگر ساری عمر ان باتوں میں کوشش کرتا رہے تو بھی کسی مطلب کو نہیں پہنچتا۔ ان مراتب میں طالب ناقص اور ادھورا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس ادھورے پن سے کیا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ طالبی، مریدی، مرشدی اور پیری میں دنوں کا شمار نہیں ہوتا۔ کامل مرشد ہاتھ پکڑتے ہی حضور میں پہنچا دیتا ہے اور تمام حوادث سے اس کا رخ پھیر کر ایک لحظہ میں حضور میں لے جاتا ہے۔ لیکن ناقص مرشد نال مثل کرتا رہتا ہے اور آج کل کرتا رہتا ہے۔ برخلاف اس کے کامل مرشد بذریعہ توجہ کسی اور ہی راستے سے یکبارگی حضور میں لے جاتا ہے۔ جو سالہا سال کی ریاضت سے بھی ہاتھ نہیں آتا۔ اگرچہ وہ ذکر روحی یا قلبی ہی کیوں نہ ہو۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات کی راہ توفیق کی چابی ہے۔ جس سے تمام چھوٹی بڑی مشکلات حل ہو سکتی ہیں جو یہ سب کچھ دکھا دے۔ وہ مرشد بحق رفیق ہے۔

واضح رہے کہ اگر نفسانی اور شیطانی تمام آفات و حوادث کو ایک مکان میں بند کر دیا جائے تو اس کی چابی دنیا ہے۔ اسی طرح ان کے وجود میں معرفت، توحید، نور اور قرب حضور کے خزانے بند ہیں۔ جن کی چابی اسم اللہ ذات کے حاضرات ہیں۔ جو ان سے واقف ہے اور اسم اللہ ذات کی کنہ سے پڑھتا ہے۔ وہ دونوں جہان میں بے نیاز ہو جاتا ہے۔ "الفقر لا یحتاج الا الی اللہ" فقر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا

سہ ہر کہ این راہے نداند لاف زن ہر کہ داند حاضرات آل جان من  
نفس کے حاضرات نفس سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ قلب کے حاضرات قلب سے  
روح کے روح سے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضرات اسم محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حاضرات اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ انتہائے فقر کے  
حاضرات سے تمام مقام و درجات حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔ حاضرات  
مراتب کے نعم البدل ہیں۔ اسم قادری کیسے گنج اور وجود طلسمات ہے۔ جسے حاضرات  
ہی کھول سکتے ہیں اور عین بعین دکھلا سکتے ہیں۔ ان حاضرات کا صاحب تصور صاحب  
حضوری اور شہسوار قبور ہوتا ہے۔

## فقیر کے مراتب

واضح رہے کہ فقیر کے تین مراتب ہیں۔ مکان لاہوت میں رہ کر انوار معرفت کا دیدار کرے اور دونوں جہان کی زندگی کی قوت اس میں ہو اور ہمیشہ خاموش ہو کر غرق فی التوحید ہونے سے طالب کی حاجت ہونے مرید کی۔ وہ شخص کامل ہے۔ جو مرید اللہ کو حضور میں پہنچائے اور سائل کو محروم نہ رکھے۔

واضح رہے کہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کے حضرات سے پہلے دن ہی سبق حاصل ہوتا ہے۔ اس سے انسان فقیر کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ نفس پر حاکم اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور اسے فنا و بقا کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ مردان خدا پہلے نفس کو ٹھیک بناتے ہیں۔ پھر معرفت حضوری کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ پھر انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ مجاہدہ وغیرہ سے مستغنی ہو جاتے ہیں۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ من عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء“ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا۔ اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔“ نفس کو اسم ذات کے تصور سمیت پہچاننا فنا و بقا ہے اور اس سے رب کو پہچاننا بقا و در بقا ہے۔ اے مردہ دل بے حیا! یہ عارفوں کی ابتداء ہے۔

## فقیر کی پہچان اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

اہل روح فقیر کی یہ پہچان ہے کہ وہ جسم میں جان کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ روحانیت کی وجہ سے میرے احوال ہیں۔ جو اہل نفس باطن میں اہل روحانیت کا ہم صحبت ہو۔ وہ نص حدیث ذکر مذکور اور عین حضور میں باشعور ہوتا ہے۔ یعنی باطن میں نور توحید میں مستغرق ہوتا ہے اور مجلس محمدی ﷺ سے ایک دم کے لیے بھی جدا نہیں ہوتا۔ دائمی مجلس محمدی ﷺ سے نصیب ہوتی ہے۔ گو ظاہر میں وہ عام لوگوں سے گفتگو میں ہی کیوں نہ مشغول ہو۔ افسانہ حقیقی تمام ایہ فقیر صاحب شریعت کے مقام میں ہے۔ وہ ایسے لشکر کی طرح ہوتا ہے جسے شریعت محمدی ﷺ کا شرف اور رحمانی قرب حاصل ہوتا ہے۔

اہل بدعت فقیر شیطان کا مرید ہے اور صاحب شریعت فقیر اللہ تعالیٰ سے یگانہ ہے۔ اہل بدعت فقیر باؤ لے کتے کی طرح ہے۔ ایسے لوگ گو فقیر کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن وہ فقیر نہیں بلکہ فتنگر گدا (روٹی مانگنے والے بھکاری) اور نفس کے کتے ہیں۔ باطن میں معرفت الہی سے محروم روزی کے لیے سائل بنتے ہیں۔ ڈاڑھی منڈواتے ہیں۔ ایسوں کو عمر بھر طریقت اور معرفت کی خبر نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ اندھے ہو کر روٹی کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ ایسے اہل بدعت فقیر کالے منہ والے دن رات گناہ میں مشغول اور اپنے آپ سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ارواح کی روحانیت کے احوال سے مطلق محروم ہوتے ہیں۔ وحدانیت لقا کی معرفت سے بالکل بے بہرہ اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے باطن سے بے خبر ہوتے ہیں۔ جو لوگ مجلس نبوی ﷺ کی زیارت کرتے ہیں۔ وہ یکبارگی ولی اللہ اور عارف عیاں کے مرتبے پر پہنچ جاتے ہیں۔ یا یکبارگی انہیں مجذوب کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ یا یکبارگی محمود کو پالیتا ہے۔ یا مراتب محبوب مردود تک پہنچ جاتا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ مجلس نبوی ﷺ کے دیکھنے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے۔ کیونکہ یہ مجلس بہشت سرشت ہے۔ مجلس حضور میں نص حدیث اور ذکر مذکور کا تذکرہ رہتا ہے۔ مجلس نبوی ﷺ سے بعض محمود نیک خصلت بن جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کسوٹی ہے۔ اس کے دیکھنے سے وجود کے اندر کا پوشیدہ کذب ظاہر ہو جاتا ہے اور صادق جب اس مجلس کو دیکھتا ہے تو اس کا وجود سرا سر نور ہو جاتا ہے اور پھر اسے مجلس نبوی ﷺ کی حضوری دائمی طور پر ہو جاتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مجلس محمدی ﷺ بہشت سرشت ہے۔ کیونکہ جس طرح بہشت میں صرف پاک لوگوں کا گزر رہے اور پلید، نجس، دنیا، مردار اور شیطان اور کافروں کو جرات نہیں کہ اس میں داخل ہوں۔ اسی طرح مجلس محمدی ﷺ میں صرف پاک لوگوں کا گزر ہے۔ پلید ہرگز باریاب نہیں ہو سکتے نہ ہی یہ لوگ بہشت کعبہ مدینہ اور روضہ مبارک میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی شیطان میں یہ قدرت ہے کہ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک اختیار کرے یا قرآن شریف یا سورج یا چاند یا کعبہ یا

مدینہ یا اصحاب کبار رضی اللہ عنہم یا شاہ محی الدین دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت اختیار کرے۔ غلبات ہدایت سے جو صورت بن جاتی ہے۔ وہ غرق لی مع اللہ ہوتی ہے اور وہ صورت جو دنیاوی محبت کے دل میں ہونے سے بنتی ہے۔ وہ سراسر بدتی اور سیاہ ہوتی ہے۔ مجلس نبوی ﷺ کا دیدار کر۔ والے کے لیے دو مراتب مخصوص ہیں۔ ایک قرب دوسرا اسی قرب میں نظر پیغمبر سے توفیق بعض کو مقام جلالیت بعض کو جمعیت محمود نصیب ہوتا ہے اور بعض مجذوب مردود بھی ہو جاتے ہیں کیونکہ مجلس نبوی ﷺ کی زیارت کسوٹی ہے۔ جس سے سچے جھوٹے کی تمیز ہو جاتی ہے۔ مجلس نبوی ﷺ کی حضوری کے مراتب صرف اسم اللذات کے حاصلات سے ہو سکتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوں۔

واضح رہے کہ اگر آدم علیہ السلام سے لے کر جناب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے سارے انبیاء اصفیاء اور مرسل پیغمبروں کے تمام ثواب جمع کئے جائیں اور تمام اولیاء غوث قطب رلیٰ اوتاد ابدال وغیرہ سے سارے ثواب جمع کئے جائیں۔ نیز فرشتوں مومنوں مسلمانوں اور جن انسانوں کے ثوابوں کا ایک مجموعہ بنایا جائے تو ان ساروں کے مجموعوں کو ثواب حسنات عظیم کہیں گے اور یہ سب کچھ اسم اللذات کے تصور سے حاصل ہو سکتا ہے۔ تمام گناہگاروں کافروں مشرکوں کاذبوں اور اہل خطا و گناہ کے تمام قصور خطا میں اور گناہ اکٹھے کئے جائیں تو اس سارے گناہ کو گناہ کبیرہ کہیں گے۔

پس خدا سے غافل ہونا گناہ کبیرہ کی جڑ ہے۔ پس اہل دور اور اہل حضور کبھی مل کر نہیں بیٹھ سکتے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قصہ خوانی اور افسانہ دانی کی راہ اور ہے اور اللہ میں یگانہ ہونے کی اور یگانہ اور بیگانہ ایک مجلس میں بھلے معلوم نہیں ہوتے۔ یہ تمام مراتب علم کے نور کی برکت سے ہیں۔ علم کا نور وہ چیز ہے۔ جو عالم کے حضور سے مشرف کر دیتا ہے۔

واضح رہے کہ حضوری بھی دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جو اسم ذات کے تصور سے حاصل ہے۔ جس سے قرب وصال ہا کھ آتا ہے۔ دوسرے بلا تصور جو ذکر فکر مراقبہ اور اعضاء کے اہمال سے ہاتھ آئے۔ ناقص کے لیے یہ سب کچھ وہی اور خیالی باتیں ہیں۔ بلندی میں جو

سکر کی وجہ سے گرمی احوال ہوتی ہے۔ وہ ناقص مرشد کی وجہ سے ہوتی ہے۔  
تصور کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک بامشاہدہ حضوری۔ جس سے قرب با توفیق حاصل  
ہوتا ہے۔ دوسرے بے حضوری۔ وہ سراسر شیطانی اور نفسانی حرص و ہوا کی تاثیر سے ہوتا  
ہے۔

واضح رہے کہ ازلی لذت اور ابدی لذت متفق ہیں اور دنیاوی لذت آخرت کی حورو  
تصور اور بہشتی نعمتوں کی لذت سے متفق ہیں لیکن جب نور خدا کی لذت وجود میں آتی  
ہے۔ تو پہلی چاروں وجود سے نکل جاتی ہیں

لذت دیدار بہ لذت دیدار وہ  
لذت دیدار بر دل من بنہ  
ہر کہ را لذت نشد و حدت لقا  
لعنت بر زندگی آں بے حیا  
وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى (۱۷-۷۲) جو اس دنیا میں  
اندھا ہے وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

### قطعہ

ہر کہ اینجائے نہ بیند بے نصیب  
بے خبر از معرفت اہل از رقیب  
روئے سیاہ بہ بود از دل سیاہ  
دل سیاہ شد از حب دنیا عز و جاہ  
اگر تو آجائے تو دیکھ لے۔ ورنہ شیطان لعین کی قید میں رہ  
بہ میں قدرت بہ ہیں وحدت حضورش  
بہ ہیں رحمت پر از ہم ذات نورش  
اللہ بس باقی ہوس۔

اگر حجاب کنی از خدا فرشتہ شوی  
چنانچہ مسکینی از مرد ماں حجاب اینجا

### مثنوی

ہیں امروز چوں گویند فردا  
بعین از عین پنم نیست پروا  
بہ پنم با چشم عین العیانی  
چو زندہ قلب روح و نفس فانی  
مثل بستہ بصورت کے تواند  
سرف شد حضوری راز داند

وجود واصلان زان گشت قائم  
 ز غیر حق ہمہ از خود بریدہ  
 حضوری با حضور است نور بانور  
 حقیقت حق رسیدہ عین راز است  
 قلب قالب ز وحدت حق لقاشد  
 لاہوتی را نہایت با جمال است  
 بہ پنم سر پہاں آشکارا  
 کہ غیر لاسوے از دل سلب کن  
 سرے از تن جدا کن راہ نمائی  
 کہ اول و آخر از ہو لقاشد  
 میاں از ہو بہ بیند یافت ہو  
 بجز ہوئے باہو نیست گردد  
 ز خود رفتہ شود با حق وصال است

ز سخن و اقرب شود پیغام دائم  
 فقیر آں کس کہ ایں جامن رسیدہ  
 نماندہ احتیاج ذکر مذکور  
 نماندہ ہیچ پردہ چشم باز است  
 زہے دولت بدیدہ حق لقاشد  
 نہ آنجا علم نے غوغائے قال است  
 نماندہ بردلم افسوس مارا  
 دودل را نیست راہ یکدل طلب کن  
 بیارے طالباً بے سر بیائی  
 باہو باہو فنا باہو بقاشد  
 کہ ہو عینک شدہ چشم باہو  
 کسے منکر زہو مردود گردد  
 مثل بستہ بمثل است

جس شخص کولی مع اللہ فنا فی اللہ مع قرب الہ حاصل ہے۔ اس کے لیے ورد و وظائف ذکر و فکر اور اعضائی عمل کی طرف متوجہ ہونا گناہ ہے۔ غوث قطب بمنزلہ امراء اور فقیر بمنزلہ بادشاہ کے ہیں۔ بادشاہ کو عدل سے کام نہ کہ محنت و مشقت سے۔ اس کو گفتگو سے کیا واسطہ۔ یہ تو روبرو مشرف بہ حضور ہو کر کلام کرتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "فایسما تولوا فثم وجہ اللہ" جس طرف تم رخ کرو۔ اس طرف ہی اللہ تعالیٰ کا رخ ہے

ہر کہ از خود بگذرد یا بد حضور

ہر طرف پنم پیام ذات نور

اللہ تعالیٰ بس ماسوئی اللہ ہوس

دریا بمشیت خاک مگر نے نمے شود

روشن ضمیر راچہ غم از اخلاط خلق

یہ مرتبہ اس شخص کا ہے جس کا قلب ہی بمنزلہ وحی ہو



تاگلو پر مشوکہ دیگ آہ  
آب چنداں مخور کہ ریگ آہ  
کامل کی خوراک اس کا مجاہدہ اور اس کی خواب مشاہدہ ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ اس شخص  
کو حاصل ہوتا ہے جس کی روح وحی کا حکم دیتی ہو

چوں معدہ بود خالی از طعام  
در اں وقت معراج باشد تمام  
مگر مکمل وہ شخص ہے جس کے لیے کھانا یا نہ کھانا، بھوکے رہنا یا پیٹ بھر کر کھانا، سستی  
اور ہوشیاری، جاگنا یا سونا یکساں ہو۔ یہ مرتبہ وحی اسرار کا ہے

خام را مستی بود از ہم خیال

مست را ہوشیار گرداند خیال

مگر اکمل شخص علم معرفت کا عامل ہوتا ہے کہ بوجھ اٹھانے والالذ و جانور۔ یہ مرتبہ اس  
شخص کا ہے جس کی زبان بمنزلہ وحی ہو اسے قرب الہی سے پیغام آتے ہیں۔ صرف اسے  
پیغمبر علیہ السلام کا مرتبہ نہیں حاصل ہوتا نہیں تو وہ دائمی طور پر مجلس نبوی ﷺ اولیاء اللہ علماء  
باللہ سے پیغام لیتا دیتا رہتا ہے۔ پس دعوت پڑھنے کے لیے قابل ولایت وہ شخص ہے جو  
حضور پیغمبر ﷺ سے پیغام لے دے سکے۔ اس کا وجود نور اور معقور ہو اور اللہ تعالیٰ ہر وقت  
اس کے مد نظر رہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر رہے۔ مجلس محمدی میں داخل ہونا۔ سوال و  
جواب کا حاصل کرنا۔ باطن میں ہم صحبت اور ہم سخن ہونا اور جب دل چاہے لے جانا یا  
لانا۔ حضوری و قرب محمدی ﷺ سے مشرف ہونا اور احوال سے واقف ہونا اسم اللہ ذات  
کے حضرات کے تصرف کے ذریعے آسان بات ہے۔ لیکن خوں بونے خلق علم، حلم،  
ترک، توکل، ارادت، سعادت، اجازت، حکم، فقیر کی ہدایت، فنا و بقا کا عنایت ہونا اور رضا  
صبر اور حیائے محمدی ﷺ پر قابض ہونا از بس مشکل ہے۔ ہاں! اگر کسی کو اللہ تعالیٰ عنایت  
کردے تو اور بات ہے۔ باتوفیق مرشد غالب الامر اور قافلہ کا سالار ہوتا ہے۔ عرض یہ کہ  
دینی اور دنیاوی خزانوں کا تصرف معرفت الہی کا تصرف، غرق بنانی اللہ ہونا۔ ذکر، فکر، مراقبہ،  
مکاشفہ، تجلیات، اٹھارہ ہزار عوالم کے مقامات کی سیر۔ کل و جز کا مسخر کرنا اور ان کو اپنی قید  
میں لانا آسان کام ہے لیکن وجود میں وسیع رکھنا از بس مشکل ہے۔ خلقت کی تکلیف،

ملامت غیبت اور دکھ سے رنجیدہ مت ہو بلکہ ان کے بوجھ کو اپنے سر پر اٹھا اور انہیں نہ ستا۔ کیونکہ نجات کم ستانے میں ہے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے، جب آپ ﷺ کو کافروں کا ذیوں، منافقوں، جاسدوں نے حد درجہ ستایا تو کیا فرمایا؟ یسألک رب محمد لم یخلق محمد اے محمد (ﷺ) کے پروردگار کاش کہ محمد (ﷺ) پیدا نہ کیا جاتا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہے تو دوسرے کی کیا مجال کہ دم مارے۔

جو شخص فقر کی ہدایت، ملک اور ولایت کی انتہا پر پہنچتا ہے۔ اسے لوگ دیوانہ اور خبطی کا خطاب دیتے ہیں اور گھروالے اسے احمق کہتے ہیں کیونکہ حقیقت و معرفت کے اندھے اسے نہیں جانتے وہ بے عقل حیوان ہیں۔

چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: العقل ینام فی الانسان الانسان مرآت الانسان، الانسان مرآت الرب۔ عقل انسان میں ہوتی ہے اور انسان انسان کا آئینہ ہے اور انسان پروردگار کا آئینہ ہے۔ عارف باللہ اور صاحب نظر کے لئے دلی آنکھیں درکار ہیں۔ نہیں تو ظاہری آنکھیں تو حیوان مثلاً سٹور، ریچھ گائے اور گدھے بھی رکھتے ہیں۔

عقل دو قسم کی ہے۔ ایک عقل کل جو لازوال ہے اور دوسری عقل جز۔ جو موحب احوال ہے۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لا فرق بین الحيوان والانسان الا بالعلم۔ انسان اور حیوان کا صرف علم کا فرق ہے۔

آنچه مطلب بود کلی یا تم  
کس نے یا بد کہ نہاں ساختم  
این خزانہ شد نصیب با شعور  
مے شناسد عارفاں اہل حضور  
باہو در ہو گم شدہ فی اللہ فنا  
نام باہو متصل شد با خدا

قَوْلُهُ تَعَالَى: وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔  
مرشد کسوتی کی طرح ہوتا ہے اور حضوری حکمت سے حکیم ہوتا ہے۔ کامل مرشد

طالب اللہ کو کھانے پینے پر شکم کرواتے ہیں۔ اور قسم قسم کی نعمتیں اور میوے کھلاتے ہیں اور توجہ باطنی کے توفیق سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ناقص مرشد طالبوں کو ذکر و فکر میں عاجز کر دیتا ہے۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ مرشد کامل مرید کو پہلے ہی روز کامل بنا دیتا ہے اور مکمل مرشد سے پہلے ہی دن طالب مکمل ہو جاتا ہے اور مکمل مرشد سے طالب اللہ پہلے ہی روز اکمل ہو جاتا ہے اور جامع مرشد پہلے ہی روز طالب کو جامع بنا دیتا ہے۔ مرشد نور سے پہلے ہی روز نور میں فنا ہو جاتا ہے اور مرشد حضور سے پہلے ہی دن طالب صاحب حضور بن جاتا ہے، لیکن یہ تمام مراتب فقر کے ابتدائی مراتب کی بھی برابری نہیں کر سکتے۔ فقیر مرشد سے پہلے ہی روز فقر کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ فقیر کا نہ کوئی مرتبہ ہوتا ہے نہ مقام بلکہ مقام فنا و بقا ہمیشہ اس کے مد نظر رہتا ہے۔ ولغاتم الفقر فهو الله۔ جب فقر درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو ذات سے ذات مل جاتی ہے۔ اے احمق خام! یہ تمام مراتب فقیر کے ہیں۔

فقیر اس شخص کو کہتے ہیں جو اللہ ذات سے باقی ہو، کیونکہ وہ اس کی ذات سے اپنے آپ کو زندہ رکھتا ہے اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا اثبات کرتا ہے۔ اے ماسوئی اللہ سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ اور اس کے لئے زندگی اور موت یکساں ہو جاتی ہے۔ یہ مراتب صاحب نظر فقیر کے ہیں۔ ہر ملک کے ظل اللہ بادشاہ پر فقیر غالب خاکم ہوتا ہے جو صرف ایک نگاہ سے تمام زمین کو سونا چاندی بنا دیتا ہے۔

اے احمق ڈھور ڈانگر! فقیر اللہ تعالیٰ سے نگاہ نہیں اٹھاتا۔ احمق گدھے لوگ دنیا کی طلب میں بے عزت اور رسوا ہوتے ہیں اور پھر طلب معرفت اور دیدار کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ نفس کے قیدی ہیں۔ مردہ دل شرمسار ہوتے ہیں اور روح ان سے بیزار ہوتی ہے۔ جو باطن باطل سے خالی ہے۔ حق کی جانب سے وہ حق پر ہے۔ ظاہر میں اس کے تصرف میں قوت توفیق ہوتی ہے۔ فقر سلوک سے تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ سلطان الفقر صاحب سلطنت بادشاہ ہے جس کی نگاہ میں ہر سلوک اور ہر مقام ہے۔ اسے ہر طالب کی بابت معلوم ہوتا ہے کہ آیا یہ محمود ہے یا مقصود ہے یا مردود ہے یا مرتد یا لایرید۔

جس طرح ظاہری علوم بکثرت ہیں۔ اسی طرح سلک سلوک باطنی بھی بے شمار ہے۔  
 اگر میں انہیں لکھوں تو کئی بڑی بڑی جلدیں درکار ہوں۔ صرف تھوڑا سا بیان کرتا ہوں۔  
 سلک دو قسم کی ہے۔ سلک کامل اور سلک ناقص۔ سلک کامل میں قبض، بسط، سکر، صحو، ذکر، فکر،  
 مراقبہ اور مکاشفہ عین بعین ہوتا ہے۔ سکر وہی ہے جس کی ابتداء اور انتہاء دونوں میں قرب  
 الہی کے مشاہدے کا حضور حاصل ہو۔ اس سلوک کی بنیاد معرفت وصال ہے۔ اگر سالک  
 ان صفات سے متصف نہ ہو تو وہ ناقص ہے۔ وہ بے فائدہ سا لہا سال محنت و کوشش کرتا  
 ہے اور پرلے درجے کا احمق ہے۔ اگر کوئی شخص ظاہر میں بڑی ریاضت و محنت کرتا ہے اور  
 بادشاہ اور امراء کو مسخر کرنے کے لیے سخت محنت کرتا ہو اسے سمجھ لو کہ عوام میں سے ہے اور  
 گمراہی کے جنگل میں پڑا ہے اور لاہوت کے خواصوں سے بے نصیب ہے

ہر کرا خواہد دید قرب و لقا ہر کرا داند کند دوری جفا

اہل لقا اور اہل جفا کی ہمنشینیں کبھی راست نہیں آتی

چند گوئم ناقص شرمندہ را

از ہوا باز آ و آ جانب خدا

اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اگر کوئی شخص دعویٰ  
 کرے کہ وہ معرفت صدق میں صادق ہے اور فنا و بقاء میں اسے بقاء حاصل ہے تو اس امر  
 کے لیے دو لام گواہ ہیں۔ ایک لا الہ الا اللہ یعنی وہ شخص ”موتوا قبل ان تموتوا“ کے مقام  
 میں ہونا چاہئے۔ یعنی اس کی دنیاوی اور نفسانی خواہشات بالکل زائل ہونی چاہئیں۔  
 دوسرے لام لاہوت جو مکان سے مشرف کرتا ہے۔ دوست کا اس طرح پر دیدار دیکھنا  
 حسب ذیل آیت کے مطابق جائز ہے۔

قوله تعالیٰ مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ (۱۷-۷۲) جو شخص

اس دنیا میں اندھا ہے۔ وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا

مگر گوئم کور چشمے را بہ بین کے بہ بیند کور چشمے بے یقین

نا بینا اور نا بینا کی ہمنشینیں راست نہیں آتی۔ اسے اندھے اس اندھے پن اور تاریکی

کے لیے جو تیری آنکھ پر شیطانی پردے اور تیرے دل پر نفسانی پردے کے پڑنے سے پیدا ہوئی ہے۔ ایسی بینائی کی طلب کر جس سے معرفت الہی کا یقینی نور تجھے حاصل ہو۔ جب وہ خراب پردے تیری آنکھوں اور دل پر سے اٹھ جائیں گے تو عین بعین بینا ہو جائے گا

تکتہ از غین غضبی دور کن      تا بیابی عین را از عین کن  
کن زکن حاصل شو دکنش زکن      خافلاں را بس بود این یک سخن

جو شخص لفظ کن کا صاحب ہے۔ سلک و سلوک کی ابتداء اور انتہاء اس کی زبان پر ایک لفظ ہے۔ پس صاحب کن اور صاحب سخن کو سلک و سلوک کی حاجت ہے۔ کیونکہ وہ تو ایک ہی بات سے معرفت پروردگار کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اس کے ذریعے وہ عہد الست سے اللہ تعالیٰ سے پیوست ہو جاتا ہے۔

پس صاحب سلک و سلوک کن سخن سے بے خبر اور محروم ہے۔ گو وہ لوگوں کی نگاہوں میں مخدوم و بزرگ ہی کیوں نہ ہو

ہر کہ شد مخدوم از خدمت فقر      نظر فقرش بہ بود از سیم وزر  
خرس را آدم کند با یک نظر      بس بود تعلیم علم از سر بسر  
گردن بزن این ناقصاں طالب طلب      طلب کن اے طالبان کامل برب

اہل مجلس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحانی مجلس کی طرح قم باذن اللہ کہہ کر ولی اللہ اہل قبور سے ایک دوسرے کے ساتھ روحانی قوت کے سبب ہمکلام ہوتے ہیں۔ یہ توفیق اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”تفکر ساعة خیر من عبادت الثقلین“ گھڑی بھر کی سوچ بچار دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ سوچ بچار سیر طبقات سے کچھ لگاؤ نہیں رکھتی۔ یہ فنا فی اللہ ہو کر مشاہدہ میں مستغرق ہوتا ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: ”وَاللّٰی رَبِّكَ فَرَّغْتَ“ (اے حبیب ﷺ!) اپنے پروردگار ہی کی طرف رغبت کرو، جو فقیر اسم اللہ ذات کی توفیق سے اپنے نفس پر حکمران۔ فنا فی اللہ روشن ضمیر عارف باللہ صاحب کیمیائے نظر باطن صفا، ہمیشہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم کی مجلس اقدس میں حاضر۔ عالم با تاثیر عالم ظاہری و باطنی میں ماہر ہو اور جسے اسم اللہ ذات کے حضرات سے تصرف توجہ و تفکر کی تحقیق حاصل ہو۔ وہ دونوں جہان کو اس طرح سمجھتا ہے۔ جیسے مٹی میں دانہ سفید۔ وہ دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ ایسے شخص کو لکھنے پڑھنے اور تین انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا حاجت ہے؟ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور کی توفیق اور اسم اللہ ذات کے تصرف کا منکر ہے۔ وہ دراصل جھوٹا اور بے دین ہے۔

پس معلوم ہوا کہ عارف باللہ کو لاہوت و لامکان سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ قرب بقاء باللہ اسے نصیب ہوتا ہے اور وہ خود صاحب نظارہ ہوتا ہے۔ اسے نقلی نمازوں اور استخارہ کی کیا ضرورت ہے؟ جو عارف ولی اللہ عالم باللہ معرفت توحید و وصال میں مستغرق ہے۔ اسے ریل و فال کی کیا ضرورت ہے۔ جو علم لوح محفوظ پر لکھے ہیں۔ وہ سب کے سب عارف باللہ پر منکشف ہوتے ہیں۔ جو شخص کہتا ہے۔ وہ نہیں جانتا اور جو نہیں کہتا وہ جانتا ہے۔ فقیر "اذا تم الفقر فهو الله" کے مالک کا مالک اور صلح کل ہوتا ہے۔ یعنی سب کی چابی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ با تمام عالم پاکی کا بند و بست ازل پاکیزگی کے تصرف عقبی کا عقبی پاکیزگی کے تصرف اور دین کے تصرف سے اسے حاصل ہوتا ہے۔ یہ مراتب صلح کل فقیر ہیں

ہر تصرف در علم آوردہ ایم . ہر تصرف ترک کردہ بردہ ایم  
فکر کی یہ راہ گفتگو کے متعلق نہیں۔ بلکہ اپنے مشاہدہ اور احوال کی دید پر منحصر ہے۔ جو  
فقیر فقرنی اللہ میں کامل ہے۔ اس کے لیے ذکر، فکر، مراقبہ اور مقام حرام ہے

### قطعہ

مردہ دل عالم بود بے معرفت      زندہ دل عالم بود عیسیٰ صفت  
مردہ دل زندہ کند با یک نظر      موسیٰ را تعلیم شد علم از خضر  
پس معلوم ہوا کہ کل اپنے جز کالا بحتاج ہے اور جز اپنے کل کا محتاج ہے۔ جو فقیر کل

ہے اور باقی تمام اہل طبقات مثلاً غوث، قطب وغیرہ کے مراتب بمنزلہ جز ہیں۔ فقر محی الدین کل الکلید، عارف توحید، قادری، تکلیف اور تقلید سے فارغ ہے۔ قادری اسے کہتے ہیں جو تمام مقامات صرف نظر ہی سے طے کر ڈالے اور جس کا طالب صرف ایک ہی نگاہ میں انتہاء پر جا پہنچے۔ قادری کو یہ توفیق حاصل ہوتی ہے کہ باطن میں قرب الہی سے آواز سنے۔ جو قادری کے سامنے دم مارتا ہے۔ وہ بے دین ہے۔ قادری کا دشمن تین حکمتوں سے خالی نہیں۔ یا ناقص ہے۔ یا نارسیدہ اور یا معرفت ربانی سے اندھا ہے۔ قادری متحمل اسم ربانی کا عامل، زندہ قطب، فانی النفس، صاحب اختیار، لازوال ہوتا ہے۔ خواہ کہے یا نہ کہے

باہو شخص را سعد گرداند نظر نظر ناظر را بود روح الامر  
یہ مراتب فقیر کو پہلے دن ابتداء ہی میں حاصل ہو جاتے ہیں۔

اے عارف و عالم باللہ! اے عاقل اہل حضور ولی اللہ! اے صاحب شعور ظل اللہ! تمہیں واضح رہے کہ علم توریت، علم انجیل، علم زبور، علم قرآن، اسم اعظم، علم کیمیا اور جو کچھ چاروں کتابوں میں ہے اور علم احادیث نبوی ﷺ، قدسی علم صحیفہ و خواب و الہام جملہ پیغمبران اور علم ظاہر و باطن اور حکمت حکیم اللہ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین ﷺ تک اور تمام مخلوقات کن فیکون اور اٹھارہ ہزار عوالم لوح محفوظ، عرش اکبر، کرسی، علم ازل و ابد، علم دنیا و عقبی، علم دیدار مشرف رب العالمین وغیرہ وغیرہ۔ سب کچھ اسم اللہ کی شرح ہے اور اسم اللہ ذات کے طے کرنے میں ہے۔ ان میں سے کوئی چیز بھی اسم اللہ ذات کے طے کرنے سے باہر نہیں۔

واضح رہے کہ جو شخص فقر میں قدم رکھتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنے آپ کو علم ظاہری و باطنی میں آزما لے کیونکہ اگر جاہل آدمی فقر شروع کرے گا تو آخر کار وہ مجنون و پریشان ہو کر رجعت کھا کر دیوانہ اور کافر بن جائے گا اور اس کا دل سلب کر لیا جائے گا۔ جیسا کہ جناب سرود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "ومن توہد بغیر علم فی آخر عصرہ او مات کافراً" جس نے بغیر علم زہد کیا۔ وہ آخری عمر میں یا دیوانہ ہو یا کافر مرا۔

## اقسام علم

علم دو قسم کا ہے۔ ایک ظاہری دوسرا باطنی۔ ظاہری عالم زبانی علوم کے عالم ہوتے ہیں اور انہیں وجود کا علم ہوتا ہے۔ لیکن باطنی قلب کے عالم ہوتے ہیں۔ جس شخص کو علم باطنی اور معرفت و توحید الہی پورے پورے حاصل ہیں۔ اسے ظاہری علوم کی کیا ضرورت ہے۔ مطلب یہ کہ ظاہر علم دلالت اور راستی کا گواہ اور راستے کا نگہبان ہے۔ رفیق طریق اور رفیق با توفیق علم باطنی ہے۔ جس طرح علم ظاہر ہے۔ اسی طرح علم باطن ہے۔ علم ظاہر بمنزلہ نمک ہے اور علم باطن بمنزلہ طعام۔ جس طرح طعام میں نمک جذب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح علم باطن میں علم ظاہری گم ہو جاتا ہے۔ علم ظاہری چراغ کی طرح ہے اور علم باطن آفتاب کی طرح۔ علم ظاہری دودھ ہے تو علم باطنی مکھن و گھی، علم ظاہری بدن ہے تو علم باطنی روح ہے۔ علم ظاہری زراعت ہے تو علم باطنی غلہ ہے۔ علم ظاہری تیس سالہ محنت و مشقت کے بعد کہیں نصیب ہوتا ہے لیکن علم باطنی اسم اللہ ذات کے حضرات سے ایک لحظہ میں حاصل ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ مرشد کامل ہو۔

اسم ذات کے حضرات سے علم لازوال ہوتا ہے۔ باطنی عالم ظاہری عالم پر اس طرح غالب ہوتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس کے سینے سے سارا علم سلب کر لے۔ یہاں تک کہ ظاہری عالم کو حروف تہجی بھی یاد نہ رہیں۔

## ظاہری و باطنی علوم

ظاہری علم چودہ ہیں اور باطنی ستر کروڑ تین لاکھ پچاس ہزار پانچ سو اکتیس ہیں۔ چنانچہ ذکر و فکر کے ہزاروں ہی علم ہیں اور عالم ملک کے بھی ہزار ہا عالم ہیں۔ باطنی علوم کے کھنڈے کے لیے کئی دفتر چاہئیں۔ کیونکہ یہ علوم بے شمار ہیں۔ مرشد کامل پہلے ہی روز میں یہ سارے علوم سکھا دیتا ہے۔ جس سے طالب تمام کلی و جزوی علوم میں روشن ضمیر صاحب عیال اور مکان لاسہت کا عارف بن جاتا ہے۔ یہ عالم فقیر نفس پر حکمران کا پہلا سبق ہوتا ہے۔ ایسا شخص دونوں جہان کا تماشا پشت تاخن پر دیکھ سکتا ہے اور خود صاحب نظر ہوتا ہے

اور سرتو حد و معرفت۔ کوری کوری تحصیل اور نفس اس میں اصل ہوتی ہے۔



طالب اللہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مرد اور دوسرا مرد غازی۔ مرد واوہ جو دن رات اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس و شیطان سے لڑائی کرتا رہے اور غازی مرد وہ جو اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار سے اغیار کے سرتن سے جدا کر دے اور لڑائی سے بے کھٹکے ہو جائے۔ یعنی مطلب یہ کہ استقامت عبادت سے بڑھ کر ہے۔ اس استقامت والے کو عالم باللہ اور عارف ولی اللہ کہتے ہیں۔ کیونکہ علم کی اصل وصل الہی ہے۔ جو علم بقاء ہے اور بقاء کی اصل لقاء ہے۔ جو عالم معرفت الہی لقاء بقاء اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت طلب نہیں کرتا۔ وہ عالم کس طرح کہلا سکتا ہے۔ اس واسطے کہ طالب دنیا بے حیا، مردار خور اور چوپایوں سے بدتر ہوتا ہے۔ جو عارف فقط نظر ہی سے علم کو رواں کر سکتا ہے اور توجہ سے طالبوں کو حضور میں پہنچا سکتا ہے۔ اسے ظاہری علم پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟

علم بہر معرفت وحدت لقاء ہر کہ خواند بہر دنیا بے حیا  
 قولہ تعالیٰ ”ولا تشتروا ابایاتی ثمنًا قليلًا“ (۲-۳۱) ”میری آیتوں کی قیمت کم

نہ لو۔“

علم، نصیحت اور الہی رازوں کی معرفت کے لیے ہوتا ہے  
 ہر کہ خواند الفت عالم شد تمام قید او عالم شود ہم خاص و عام  
 قولہ تعالیٰ ”ونفخت فیہ من روحی“ (۱۵-۲۹) اور اس میں اپنی طرف کی  
 خاص معزز روح پھونک دوں۔ جب ہوں تو میں اسم اللہ کی انتہاء کی کنہ معلوم نہیں کر سکوں  
 گی۔

پس اہل دعوت عالم وہ ہے۔ جو اسم اللہ ذات کے قرب سے با ترتیب کنہ مقام کن  
 فکھ ان سے پڑھے اور ماضی حال اور مستقبل کی کوئی بات اس سے پوشیدہ نہ ہو۔ تمام  
 انبیاء اصفیاء نبی مرسل، غوث قطب اور اولیاء اللہ کو وسیلہ اور رفیق با توفیق بنائے۔ اسم اللہ  
 ذات کی کنہ (حقیقت، تہہ، انتہا، باریکی وغیرہ) کے تصرف، توجہ، نظر، فکر، مشاہدہ، تجلیہ، نور،  
 غرق، حضور فنا و بقا، جمعیت، جمال، معرفت وصال اور محبت طلب و توفیق احوال، شوق،  
 شفقت، قلب سلیم اور روح رحمت سے کُنْ فَيَكُونُ میں جب سات روز وجودیہ مطلق کی

جائے تو حکیم اللہ کی ساتوں حکمتیں حاصل ہوتی ہیں اور قلب قالب اور سارا وجود اس طرح پختہ ہو جاتا ہے کہ ساری عمر بلکہ قیامت تک چلہ خلوت مجاہدہ اور ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی۔

ہر علم را در علم اللہ بخواں      اسم اللہ با تو ماند جاوداں  
آنچه خوانی غیر اللہ لاسوی      آں علم برباد شد کبرو ہوا  
پس معلوم ہوا کہ جب مرشد تلقین دوست بیعت کرے اور ذکر و فکر کی تعلیم کرے اس وقت صاحب ذکر کے دل میں جس قسم کے خطرات و وسوسے اور توہمات ہوں گے۔ عاقبت میں بھی وہی اسے نصیب ہوں گے۔

چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”الاعمال بالنیات“ اعمال نیتوں پر موقوف ہیں۔ نیز فرمایا ”النهاية هي الرجوع البداية“ شروع کی طرف لوٹنے کو نہایت کہتے ہیں۔ جو مرتبہ نہایت کی طلب کرتا ہے۔ وہ صاحب ہدایت ہے۔ جو شخص ہدایت و نہایت کا مرتبہ طے کر لیتا ہے۔ اسے جمعیت حاصل ہو جاتی ہے اور یہ مرتبہ اشغال اللہ سے ہاتھ آتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جو عالم علم کی پوری تحصیل کر لے اور جو ذکر الہی کرتے کرتے کبڑا ہو جائے تو ایسے عالم کو علم اولیٰ ایسے ذکر کو ذکر باطن میں مجلس نبوی ﷺ میں لے جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زبان مبارک سے فرماتے ہیں۔ اے عالم جو کچھ تو علم چاہتا ہے مانگ۔ تاکہ تجھے علم عطاء کیا جائے۔ اگر اس وقت عالم علم معرفت الہی کی طلب کرے تو غلطی نہیں کرتا اور عالم باللہ اور عارف ولی اللہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح ذکر کو بھی فرماتے ہی۔ اگر اس وقت عالم دنیاوی عز و جاہ طلب کرے تو دنیاوی عز و جاہ یا قرب بادشاہ ظل اللہ میں نفس کا قیدی بن جاتا ہے۔

چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ طالب الخیر طالب اللہ و ذکر الخیر ذکر اللہ طالب اللہ اچھا طالب ہے اور ذکر الہی اچھا ذکر ہے۔  
طالب اسم اللہ ذات کے تصور کی طلب کرتا ہے۔ جس سے تمام مطالب حل ہو سکتے

ہیں۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”الدنيا قوس احواد ثہا  
سہلم ففروا الی اللہ حتی نجات الناس“ دنیا کمان ہے اور اس کے حادثات تیر  
ہیں، پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو یہاں تک کہ تم نجات پا جاؤ۔ اشتغال اللہ یکدم  
اور اثبات قدم احوال یکدم کے کہتے ہیں اور اثبات قدم کیا ہے اور اشتغال اللہ کی راہ کیا  
ہے اور احوال کا کون گواہ ہے۔

سو واضح رہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا اور کن فیکون کی ندا دی۔ تو قدرت الہی  
سے تمام مخلوقات ظاہر ہو گئی اور نور محمدی ﷺ مشہور ہو گیا۔ پھر قادر کل شیء قدیر کی  
قدرت سے الست بربکم کی آواز ہر ایک روح کے گوش گزار ہوئی تو انہوں نے قالوا  
بلی کہا۔ بعض روحمیں اس کہنے سے حال کی مستی میں آ گئیں۔ چنانچہ اسی دیدار کی حضوری  
میں مستغرق رہ کر ہی ماں کے پیٹ میں آ گئیں اور اسی مشغل میں ماں کے پیٹ سے باہر  
نکلیں اور مادر زاد ولی اللہ مرتے دم تک اسی مشغل میں رہے۔

چنانچہ جاں کنی۔ اسرائیل کے کرنا پھونکنے سے اور قیامت میں آنے قائم ہونے تک  
وہ اسی مشغل میں رہتی ہیں۔ پھر میدان قیامت میں آنے پر بھی اشتغال اللہ میں مشغول رہتا  
ہے۔ پل صراط سے گزرنے بہشت میں آنے حور و قصور کے دیکھتے وقت بھی وہی مشغل  
رہتا ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب طہور کا ساغر لے کر پیتے وقت  
اور پھر پانچ سو سال رکوع میں اور پھر پانچ سو سال سجود میں پڑے رہتے ہیں اور پھر اس  
رکوع و سجود میں نکلتے وقت اور دیدار معبود سے مشرف ہوتے وقت بھی اسی مشغل میں رہتا  
ہے۔ یہ بلا زوال معرفت کے مراتب ہیں۔ ان سے قرب حضوری وصال اور ابتداء سے  
انتهاء تک تمام کل و جزوی حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔

پس کامل مرشد وہ ہے جو جامع نور تک پہنچانے والا حضوری سے مشرف کرنے والا  
باطن معمور اور وجود مغفور ہو۔ پیر و مرشد کے لیے لازم اور فرض نہیں ہے کہ اسم اللہ ذات اور  
کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کے حاضران طالب اللہ کو کن کے ذریعے  
ابتداء سے انہاء تک کا تمام شاد کھاوے اور دیدار سے مشرف کر دے اور ہر گزری بکار ریاضت

و طاعت حضوری میں پہنچا کر منصب دلائے اور شغل الہی میں مشغول کر دے۔

جس مرشد کو مذکورہ بالا مراتب اور قرب حضوری اور معرفت وصال حاصل ہے۔ وہ کامل ہے ورنہ مرشد خام ہے۔ اس سے تلقین حاصل کرنا مطلق حرام ہے۔ اگر باطن میں اشغال الہی معرفت الہی اور قرب و وصال الہی کی لذتیں نہ ہوتیں تو سب کے سب سالک گمراہ ہوتے۔ جو شخص اس راہ راست سے واقف ہے۔ اسے حضوری و قرب الہی با توفیق حاصل ہے اور راستے کا رفیق با توفیق ہے۔ جو شخص اس میں شک کرے۔ وہ بے دین ہے۔ باطنی راہ آج تک شرک، کفر، نفس امارہ، دنیا اور شیطان سے فارغ ہے جو اس میں داخل ہوا۔ وہ امن میں ہو گیا۔ یہ مراتب ان اشخاص کے ہیں۔ جن کا باطن صفا ہے۔  
موتوا قبل ان تموتوا اولیاء اللہ کا مرتبہ ہے۔ اللہ بس باقی ہوں۔

کل و جز در یک حرف عارف شناس

شامی شامند عارفاں را ہر لباس

جسم رادر اسم پنہاں مے نمود معرفت معراج وحدت میر بود

یہ مراتب شاہ فی اللہ اشخاص کے ہیں

چناں کن جسم رادر اسم پنہاں کہ میگردد الف در بسم پنہاں

اس بوجھ کا اٹھانا مردوں کا کام ہے۔ اہل لاہوت و لامکان کامل انسان شرف البشر مثلاً انبیاء اور اولیاء ہی اسم عظمت اور بار عظیم کو اٹھا سکتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ "انا عرضنا الامانة و علی السموات و الارض و الجبال فابین

ان یحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان انه کان ظلوماً جهولاً"

(۷۲-۳۳) ہم نے امانت جب زمینوں آسمانوں اور پہاڑوں کے پیش کی تو انہوں نے اس

کے اٹھا لے سے انکار کر دیا۔ ~~پس اللہ نے انہیں~~ انسان نے اٹھا لیا۔

معرفت میں تین باطنی مراتب کے وقت صبر و روم عطاء کے وقت شکر اور

سوم قضا پر راضی رہنا۔ جو شخص معرفت کا دعویٰ کرے اور اس میں یہ باتیں نہ پائی جائیں تو

مجھ لو کہ وہ سچا نہیں ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ معرفت سے صفا آئینے کی طرح تمام مراتب نظر آتے ہیں اور صاحب معرفت کو ہر مقام اور ہر مرتبہ کی نہ صرف واقفیت ہوتی ہے بلکہ انہیں دیکھتا بھی ہے۔ لیکن معرفت کی اصل نور ہے۔ جس سے عارف کو دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ یہ دائمی حضوری بعض کو وہم سے جو وحدانیت سے حاصل ہوتی ہے۔ بعض کو خیال سے جو قرب و حضوری وصال اللہ سے ہو۔ بعض کو توجہ سے جو توحید تحقیق کی توفیق سے ہو۔ بعض کو فکر سے جو فنائے نفس اور روح کی فرحت ہے۔ بعض کو تصور سے جو ترک و توکل سے کہ نیک بخت کے لیے ہر روز سعادت کا دن ہے اور بد بخت کے لیے ہر روز بد بختی کا دن ہے اور اہل کفر کے لیے ہر روز ابتری کا دن ہے۔ بعض کو تصرف سے کہ عارف کی نگاہ دونوں جہان پر ہوتی ہے۔ بعض کو حال سے بعض کو قال سے کہ اسے ہر مرتبہ اور ہر ولایت کی واقفیت ہوتی ہے۔ یہ مراتب عارف باللہ عالم عارف اور عالم باللہ اور ولی اللہ کے ہیں

خویش را افتاں و خیزاں بر سر منزل بیار	انتظار شہپر توفیق بردن کاہلیت
ہرچہ داری پیشتر از مرگ کس بر خود فشار	پست شمع برنی آید کارے پیش او
آنچہ بر خود چشم داری و آں ز مرد چشم دار	ہرچہ بر خودے پسندی بر کساں آنرا پسند
ہم زباں را پشتہ ہم چشم را پوشیدہ دار	خانہ در بستہ فالوس حضور حاضر است
حاجت جنت گزارد چو پیشش رویار	ہر کہ این دست رو سینہ بر سائل نہاد

امام خام کو وساوس شیطانی لاحق ہوتے ہیں اور اسے جس چیز کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ وہ بھی خام خیال ہوتا ہے۔ ناقص کا ذکر فکر اور مراقبہ بھی بے تحقیق ہوتا ہے۔ جسے با تحقیق حاصل اسے مراقبہ با توفیق حاصل ہوتا ہے۔

غرق ایک قسم کا عیب ہے۔ غیب کو ہم کس طرح تحقیق کر سکتے ہیں۔ مراقبہ حضوری کو با توفیق ہے۔ توفیق کیا ہے؟ ایک نور ہے۔ جسے توفیق حاصل ہے۔ وہ نور توحید میں غرق ہے اور غیب اللہ تعالیٰ سے سوال کا جواب لے سکتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ خاص غرق باطن میں صاحب حضوری ہے اور صاحب باطن اس وقت باشعور ہوتا ہے۔ یہ تمام حیت مستغرق ہونے میں ہے۔ اصلی راہ مستغرق ہونا ہے۔

سو ولی اللہ ہوا کرتے ہیں۔ جو باطن میں مستغرق یاد الہی نہ ہو۔ وہ باطل ہے۔ کیونکہ جو خاص ہیں انہیں رب جلیل کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ اس راہ سے دل روشن ضمیر اور خود جی قیوم میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ جو اس مطالعہ میں مستغرق ہے۔ وہ جی قیوم کو جانتا ہے۔ اسے مطالعہ لوح محفوظ کی حاجت نہیں۔ محبت محرم راز طالب کو خدا رسیدہ بنا دیتا ہے اور کاذب طالب نفسانی خواہشات کی طلب کرتا ہے۔ یہ تمام برکت و عظمت اسم اللہ کی ہے۔ قاضی الحق اس امر کے لیے ذاکر سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک ذکر دوام دوم مشاہدہ حضوری مداہم۔

قاضی الحق فکر سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک فنائے نفس دوم وجود میں حرص و ہوا کا نہ ہو۔ قاضی الحق مراقبہ سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک معرفت دوسرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس۔ قاضی الحق اہل محبت سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک مشاہدہ دوسرے مشاہدہ میں مجاہدہ۔ قاضی الحق طلب سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک طلب دیدار دوسرے بیزار از مردار۔

قاضی الحق مرشد سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک نگاہ سے دلی آنکھیں کھول دے۔ دوسرے طلب کو نور الہی میں مستغرق کر دے۔

قاضی الحق صاحب مذکور سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک مجلس حضور دوسرے قرب الہی سے الہام نور۔

قاضی الحق فقر سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک فیض دوسرے فضل مثل باران رحمت۔ قاضی الحق درویش سے دو گواہ طلب کرتا ہے ایک دائمی درد دوسرے علم لوح محفوظ کا شب و روز مطالعہ۔

قاضی الحق عالم سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔ دوسرے معرفت الہی کی طلب نیک اعمال کا کرنا۔

قاضی الحق قاضی سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ اول اللہ تعالیٰ کو قدرت قدیم سے حاضر جہے دوسرے مفلس اور یتیم سے رشوت نہ لے۔ اہل حق کو حق دلائے۔ جھوٹے کو

جھوٹا قرار دے۔ مجھے ان لوگوں کی حالت پر سخت تعجب ہے۔ جو اپنے نفس کے قاضی بن کر دن رات اس کا محاسبہ نہیں کرتے۔ ایسے لوگ گھلانے کے کیونکر مستحق ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ تو ڈھور ڈھوروں سے بھی بدتر ہیں۔

عزیز من! جو شخص ازل پر قدم اور حساب گا پر نظر رکھتا ہے۔ وہ دن رات کو ایک ہی سمجھ کر ہر وقت یاد الہی میں مشغول رہتا ہے اور دنیا کو ایک سرائے خیال کرتا ہے۔ دنیا کافروں کے لیے جمعیت اور جنت ہے۔ یہ آرائش کا مقام نہیں بلکہ امتحان اور آزمائش کا مقام ہے۔ کیا تجھے دنیا پسند ہے یا خدا؟ اور کیا تجھے دنیا پسند ہے یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم؟ اس دنیا کو فرعون نے پسند کیا تھا۔ یہ محض فتنہ و فریب نفس اور متاع شیطان ہے۔ اس کا طالب ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔ جو شخص دنیاوی مال جمع کر کے شیطان کے کہنے کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ وہ بخل کا مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ اگر اس سے بچ سکتے ہیں تو صرف تین شخص۔ اول صاحب تصرف شبینہ دوم صاحب تصرف روزینہ سوم صاحب تصرف عارف باللہ جو بے نفاق و بے کینہ ہو۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”الدنيا مرزعة الاخرة“ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ یعنی اور ہر طرح سے قابل نفرت ہے۔ اگر اس میں کچھ خوبی ہے تو فقط یہ کہ اس میں رہ کر عاقبت کے لیے کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے

ہر کہ اس راہے ندارند کورتر کے شناسد عارفاں را بے بصر  
اسم اللہ بس گراں است کن نگاہ این حقیقت را بداند مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
تجھے معلوم ہے کہ بعض فقیر تو کسی کی پروا نہیں کرتے۔ انہیں گنج عنایت اور تمام جہان کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ لیکن بعض فقیر بے حمیت ہوتے ہیں۔ جو روٹی کے ٹکڑے کی خاطر مارے مارے پھرتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کو مفلس فقیر بھی پڑھتے ہیں اور فقیر غنی بھی اسم اللہ میں کوئی فرق نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک تو مفلس ہی رہتا ہے اور دوسرا غنی ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جو شخص اسم اللہ ذات کی عظمت عزت اور قدر جانتا ہے۔ اسے اسم اللہ عزت عظمت اور قدر کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے اور جو اس کی عزت نہیں کرتا۔

وہ فکر و فائقے میں مبتلا رہتا ہے۔ علماء کا علم کی وجہ سے یہی حال ہوتا ہے۔ جو حقیقی عالم ہے۔ اسے ہر طرح کی توفیق حاصل ہے۔

واضح رہے کہ فقیر کامل درویش مکمل عالم عادل عارف اکمل ولی اللہ اور غوث و قطب کی یہ پہچان ہے کہ وہ فنا فی اللہ کی کنہ کے مقام میں ہو کر تصرف تصور توجہ اور تفکر کے ساتھ اسم اللہ ذات کے بلنے سے آیات قرآنی منکشف کر سکے اور اسم اعظم کی برکت سے دونوں جہان کا نظارہ ہتھیلی اور پشت ناخن پر کر سکے۔

مرشد کامل صادق طالب کو پہلے ہی روز شروع سبق میں یہ مراتب اسم اللہ ذات کے تصور اور تصرف سے عنایت کر سکتا ہے۔ دعوت کا پڑھنا کوئی آسان کام نہیں کیونکہ اس میں اسرار الہی کے بڑے خزانے ہیں۔

قولہ تعالیٰ "ادعونی استجب لکم" (۶۰-۴۰) مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

اے عزیز از جان! واضح رہے کہ اسم اللہ ذات ایمانی نور اور فیض و فضل الہی سب کچھ طبی قلب میں مرقوم ہے۔

قولہ تعالیٰ "اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ" (۲۲-۵۸) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھا گیا ہے اور جنہیں اپنی روح سے مدد دی گئی ہے۔ اس قسم کے دلوں کو جنہیں قرب الہی کا تعلق حاصل ہے۔ قلب سلیم کہتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ان کے نفس مردہ اور قلب زندہ اور روشن ضمیر اور روح بیجا ہوتی ہے۔ قلب ہی صراط مستقیم ہے۔ بشرطیکہ بحق تسلیم ہو اور یہی مجموعہ کل ہے۔

قولہ تعالیٰ "یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم" (۸۸-۳۶) قیامت کے دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد صرف قلب سلیم فائدہ بخش ہوگا۔ قلب سلیم اسے کہتے ہیں جو وسوسوں، وہموں، خطرات، خناس، خرطوم، نفس و شیطان اور حادثات دنیاوی سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے پر ہو۔ ایسے



دل پر ربانی رحمت و شفقت ہوتی ہے۔ ایسا شخص قرآنِ رحمن کے موافق اور نفس و شیطان کا مخالف ہوتا ہے۔

دعوت کا پڑھنا تین طرح کا ہوتا ہے۔ اول دعوتِ زبانِ با علمِ قالِ ضروری جس میں سچ بولنا اور حلال کھانا شامل ہے۔ دوسرے اسمِ اللہ ذات کے تصور کی زبان سے تصدیق کی جائے اور قلب کی حضوری ہو۔ چنانچہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”لا ينظر الى صوركم ولا ينظر الى اعمالكم ولكن ينظر في قلوبكم و نياتكم“ ”اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔“

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”تيت المومن خير من عمله“ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ ”یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق مقرب حق، معشوق الہی، منظورِ نظرِ خدا، مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر اور نورِ مطلق کی توحید میں غرق ہو۔ اس وقت عبادت کا ترک کرنا ہی سعادت ہے۔ کیونکہ اس وقت عبادت معرفتِ خدا سے باز رکھتی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ”ومن ارادة العبادات بعد الحصول الوصول فقد كفر و اشرك بالله تعالى“ جس نے اللہ تعالیٰ کو حاصل کر لینے اور اس سے مل جانے کے بعد عبادت کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر اور شرک کیا۔“ کیونکہ حصول و وصول کے مراتب حق الیقین ہوتے ہیں۔ اسی واسطے وہ ہمیشہ مشاہدہ حضوری میں ہوتا ہے۔ جو شخص حضور سے روگردانی کرتا ہے اور حضور سے عبادت کو اچھا جانتا ہے۔ ایسا شخص چونکہ حق کو پوشیدہ کرتا ہے۔ اس لیے کافر ہو جاتا ہے۔

شد وجودے نور از سرتا قدم ہر کہ فی اللہ نور شد آں راچہ علم  
یہ راہِ قرب و آگاہی ہے۔ اس میں سر کو قدم بنا کر چلنا چاہئے۔ چنانچہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”متشی عن الرأس جلدون الاقدام“ قدموں کے سوا سر کے بل چلنا چاہئے۔ ”یہ مراتب ایسے مراتب سے حاصل ہوتے ہیں جن میں ظاہری آنکھیں بند کر کے باطنی آنکھیں کھولی جائیں۔ ان مراتب کو وہی شخص جانتا ہے۔ جو فقر کی تمامیت اور انتہاء کو پہنچ گیا ہو۔ قولہ تعالیٰ ”واذکر ربك اذا نسيت“ اپنے پروردگار کو تو

اس وقت یاد کر جب تو اپنے آپ کو بھول جائے۔“

پس معلوم ہوا کہ ذکر سے فنا فی اللہ نور حضور کے مراتب اور وحدانیت حاصل ہوتی ہے۔ ذکر فکر مراقبہ وجود کو بھلا دیتے ہیں۔ چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”من عرف ربہ فقد کل لسانہ“ جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گوئی ہو گئی۔“ یہ مراتب عظیم الشان لاہوت اور مکان کے ہیں۔

واضح رہے کہ سلک سلوک معبود کی حضوری کی راہ ہے۔ کیونکہ حضوری نفس امارہ کو قتل کرنے والی تلوار ہے اور حضوری میں اہل حضور کو مطلوب و مقصود کے تمام مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ جو طالب مرشد سے حضوری طلب نہیں کرتا۔ وہ مردود ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں دنیا مردار کی محبت باقی ہے۔ جو اسے معرفت الہی اور راہ حضوری کے دیدار سے باز رکھتی ہے۔ حضوری کی راہ وحدت و لقا سے مشرف کر دیتی ہے۔ جو طالب مرشد سے وحدت و لقا طلب نہیں کرتا۔ وہ بے ادب و بے حیا ہے۔ راہ معرفت اور راہ مکان و لاہوت قلب کے زندہ ہونے سے ہاتھ آتی ہے۔ جو دل بقائے دوام سے بیدار ہوتا ہے۔ اسے جذب اور کشش کے ذریعے قرب الہی سے نور حضور کا دیدار حاصل ہے۔ مبتدی اور منتہی کا تمام چھوٹا بڑا سلک سلوک معرفت الہی مشاہدہ جمعیت جمال علوم توحید حی قیوم اور لوح محفوظ کا لکھا ہوا سب کچھ اسم اللہ ذات کے حضرات کے تصور سے ایک دم میں صاف صاف نمودار ہو جاتا ہے اور باطنی آنکھوں سے عین بعین دیکھا جاتا ہے۔ جو شخص اس بارے میں شک کرتا ہے۔ وہ کافر بے دین ہے۔ یہ سارے مقام سر سے ناف تک کی مشق وجودیہ سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو شخص ان مراتب پر نہیں پہنچتا۔ وہ محض لاف زنی کرتا ہے۔ مشق وجودیہ کے مراتب حسب ذیل نظم میں مندرج ہیں۔

### نظم

ایں بود اسرار وحدت بالیقین  
ہو تصور را زباں خود ساختن

مشق سرتاپا رساند خوش بہین  
ایں تصور برزخ از ہو یافتن

مے برد با تو تصور کبریا  
 از تصور سینہ سبز الہ  
 از تصور ناف بہ نفس و خلاف  
 مشق پنجاہ پنج ناف تا بسر  
 مشق محرم میکند ہمز از رب  
 ابتدائے مشق با شد معرفت  
 مشق معراج است دائم با حضور  
 کے شناسد مشق را محروم تر  
 با تصور مشق اللہ پیچ پیچ  
 طے بگرداند ترا این مشق حق  
 مشق توفیق است با تحقیق داں  
 مشق مہر راہ رحمت حق نما  
 مشق تصدیق است حال عارفاں

ایں مراتب عاشقاں واصل خدا  
 با تصور دل شود ناظر نگاہ  
 ہر کہ این را ہے نداند لاف لاف  
 از تصور مشق شد صاحب نظر  
 با حیا و با وفا و با ادب  
 و ز مشق دم زندہ شود عیسیٰ صفت  
 و از حضوری مشق شد در غرق نور  
 بے خبر معرفت آں گاؤ خر  
 ہر کہ این را ہے نداند پیچ پیچ  
 زیر پائے مشق شد جملہ طبق  
 عارفاں را مشق دائم با عیاں  
 مشق معشوق است دائم دل صفا  
 ابتدائے مشق باشد لا مکاں

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "حسنات الابراز سینات المقربین"

ابرار کی نیکیاں مقربوں کے لیے بمنزلہ برائیاں ہیں۔

اسم ذات کی حضوری سے دعوت قلب سراسر قبولیت ہے۔ جس وقت با توجہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کی برکت سے دونوں جہان صرف توجہ ہی سے طے ہو سکتے ہیں اور تصرف و قید میں آسکتے ہیں اور دونوں جہان کو پشت ناخن پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس شخص کی یہ حالت ہو اسے نقش اور دائرہ پر کرنے، موکل فرشتہ مسخر کرنے، حصار جنونیت، نخس و سجد وقت، جلالی اور جمالی حیوانات کے کھانے، زکوٰۃ، نصاب، دور بدوز بدل، قفل اور لکھنے پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سب ناقص کے وہم اور وسوسے ہیں۔ کامل شخص ان سب کو چھوڑ دیتا ہے اور ان کی پروا تک نہیں کرتا۔ تیسرے دعوت نوری جو روح کی زبان سے پڑھی جاتی ہے۔ اس کے پڑھنے والے سے دنیا اور آخرت کے تمام اسرار پوشیدہ نہیں رہتے۔ عقلمند عامل وہ

ہے جو تمام کو اپنے مرتبہ تصرف میں لائے اور ایک دم بھی اپنے نفس پر لذت کو جائز قرار نہ دے۔

قولہ تعالیٰ ”بما انزلت من خیر فقیرہ“ واضح رہے کہ فقیر چار صفت سے موصوف ہونا چاہئے۔ اس کی نگاہ میں دنیا و آخرت ظاہر مکشوف ہوتی ہیں

بانظر عالم کند عارف فقیر      درقید او عالم شود ہر ملک گیر  
ناظر غرق آورد مرد حضور      باشعور احتیاج ندارد از قیل وقال ذکر مذکور

بانظر عالم کند مفلس غنی      بانظر ناظر کند حاضر نبی ﷺ  
ہر کہ منکر از وحدت کرم      کافرے مشرک شو و اہل از صنم  
راہ اسلامی بہ تصدیق زباں      دل زباں چوں یک شود بیند عیاں  
غرق فی درذات آل باشد حضور      غرق شد اثبات وحدت ذات نور

### غرق کے اقسام

غرق کئی ایک قسم کا ہوتا ہے۔ چنانچہ جسم اسم کے نور میں غرق ہو اور اپنے آپ کو بھول جائے۔ غرق روحانی، غرق قلبی، فی امان اللہ، غرق سلطانی، غرق قربانی، غرق فی اللہ ربانی، غرق لاہوت مکانی، غرق عین العیانی، غرق نور سبحانی، غرق نور ایمانی اور وہ غرق جس میں کوئی پردہ نہ رہے۔ یہ تمام قسم کے غرق اسم اللہ ذات کے حضرات کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان باتوں میں طریق سے غلط اور صحیح میں تمیز ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اصل بروصل فرض عین ہے۔ یہ مراتب بھی اسم اللہ ذات کے تصور کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اگر اسم اللہ ذات کی مشق وجود یہ مع تفکر کی جائے تو ماضی حال اور مستقبل تینوں زبانوں میں حقیقت مکشف ہو جاتی ہے۔ مذکورہ بالا غرق کے علاوہ جو اور غرق ہیں۔ وہ سراسر خام خیالی اور بے معرفتی پر دال ہیں اور معرض زوال ہیں۔ مثلاً غرق دنیا، جو سراسر پریشانی ہے۔ اس کی اصل وہم، جنونیت اور حیرانی ہے۔ دنیاوی غرق والا معرفت کی معراج سے محروم رہتا ہے

غرق وحدت رہبری را پیشوا با غرق حاضر شود عارف خدا  
 اور صاحب غرق بحر وجود میں غواصی کرتا ہے اور ہر دم معرفت کے موتی نکالتا ہے۔  
 ان مراتب کو اہل ہوس کیا جانیں۔ عالم اس شخص کو کہتے ہیں کہ علم میں اس درجے کو پہنچ  
 جائے کہ سوائے حقیقی قوم کے اور کچھ نہ رہے

حقیقی قوم پیش تو قائم تو گرفتار دیگرے دائم  
 جو شخص الحمد لله رب العلمین پڑھتا ہے اور اس کی تفسیر بھی جانتا ہے۔ وہ اگر  
 مخلوق کا محتاج ہو تو سمجھ لو کہ وہ شیطان ہے

ضد شکر کردم بمنت ضد ہزار نیست ما را جز خدا کس اعتبار  
 جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”طلب الرزق  
 اشد من طلب اجله“ رزق کی طلب اجل کی طلب سے زیادہ سخت ہے۔

قولہ تعالیٰ ”وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها“ روئے زمین پر  
 کے سب چلنے والوں کے رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔  
 (۶-۸)

اے نفس جو ہماری روزی ہے۔ اس میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔ بعض رزق کو طلب  
 کرتے ہیں اور رزق ان سے دور بھاگتا ہے اور بعض ایمان طلب کرتے ہیں اور ایمان ان  
 سے بیزار ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طلب کرتا ہے۔ رزق اس کی طلب کرتا ہے اور ایمان  
 اس کے رگ و ریشے میں سرایت کر جاتا ہے۔ یہ تمام مراتب ہمہ از اوست کے یعنی تمام  
 اس کے حکم کے تحت ہیں۔ بندہ خدا سے جدا نہیں۔ بندہ وہ جو بندگی کرے۔ بغیر بندگی  
 سراسر شرمندگی ہے۔ لیکن بندگی دائمی سے اور اس میں کامل معرفت ہو۔

عزیز من! انسان تحصیل سے شناخت کیا جاسکتا ہے۔ تحصیل چار طرح کی ہے۔  
 نفسانی عقل دنیا کی طلب کرتی ہے۔ دلی عقل باطنی معرفت کی طالب ہوتی ہے۔ روحی  
 عقل ناشائستہ افعال سے روکتی ہے۔ حیا کی عقل اسرار الہی سے مشرف کرتی ہے جس میں  
 ان چاروں اقسام کی عقل پائی جائے۔ اسے ایمانی نور اور پوری عقل حاصل ہوتی ہے اور  
 یہی باتوفیق حضوری کا وسیلہ ہے

ہر مطالب آخرت دریاقم      اسم اللہ پیشوائے ساختم  
گم شدم در ذات وحدت لازوال      معرفت توحید نیست حق وصال  
توحید مثل آبجو و عارفان در آب جو      ماہی چوں در آب گمشد آب گو  
اس مقام پر پہنچ کر زندگی اور موت یکساں ہو جاتی ہے

روح بر لاہوت قالب زیر خاک      قلب ذاکر است قلب را چہ باک  
گم قبر گم نام بے نام و نشان      جسہ را با خود برند در لا مکان  
وز خاک باہو ہو براید ہو بنام      عارفان را ذکر باہو شد تمام

اے عزیز! ہر ایک مرتبہ طے یقین میں ہے اور یقین کا مرتبہ اس شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ جو دین میں پکا ہے۔ یقین انبیاء اور اولیاء اللہ کی پیشوائی کا نتیجہ ہے اور خدا کی طرف سے رہبری کرنے والا ہے۔ جیسے یقین سے انسان خدا رسیدہ نہیں ہوتا۔ جو کفر اور شرک سے بھی نہیں نکال سکتا۔ اسے یقین نہیں کہہ سکتے۔ وہ از روئے نسل دلی غلاظت ہے۔ یقین اعتبار کے درجے پر پہنچا دیتا ہے اور اعتبار دیدار کو کہتے ہیں۔ اعتبار کا مرتبہ عارفوں کے نصیب ہوتا ہے۔ عارف فقیر اہل دیدار ہوتے ہیں۔ اعتبار اعتقاد کے درجے پر پہنچا دیتا ہے اور اعتقاد سراسر اتحاد ہے۔ اس سے اخلاص فتاوی اللہ غرق فی النور التوحید حاصل ہوتے ہیں۔ اگر یہ سارے مراتب جمع ہوں تو اس مجموعے کا نام صدق ہے۔ صدق اس بات کا نام ہے کہ صادق طالب کو نہ دن قرار ہو نہ رات آرام۔ نہ اسے نیند آئے نہ بھوک لگے۔ بلکہ واحد طلب محبت کا پیادہ معرفت کے وصول کے لیے اسے اس طرح پریشان کر دے کہ جب تک قرب الہی حاصل نہ کر لے۔ اسے قرار و آرام نہ آئے۔ بس طالب حق بالضرور یقین کی قید میں ہے۔ خواہ باطل کی طرف راغب ہو تو بھی حق اسے باطل کی طرف نہ جانے دے۔

واضح رہے کہ اسم اللہ ذات کے حاضرات مراقبہ موت کے خواب سے بھی زیادہ سخت اور غالب ہے۔ جو طالب اللہ کو دیدار حضور کی طرف بجلی اور ہوا سے بھی زیادہ جلدی پہنچانے جاتا ہے۔ جو شخص دیدار نور سے مشرف ہے۔ اس کا حوصلہ وسیع ہے اور وہ جہان

سے بھی زیادہ بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ چنانچہ قرب ربانی کی نسبت خلق کی لعنت و ملامت کا بوجھ زیادہ بھاری ہے۔ عارف فقیر کے چار گواہ ہیں۔ خاموشی، عیب پوشی، دستکاری اور کم آزاری۔ یہ چاروں باتیں فقیر کا خلاصہ اور نچوڑ ہیں۔ جو ان صفات سے متصف نہیں۔ اسے فقیر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ احمق رسوا اور بازاری ہے۔

## شرح فقر اہل ہوا اور اہل خدا

واضح رہے کہ اگر کوئی شخص عرش اکبر پر نماز پڑھے اور ہمیشہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا رہے تو بھی عارف فقیر نہیں بنتا۔ اگر کوئی شخص دونوں جہان کا نظارہ پشت ناخن پر کرے اور نفس کو ریاضت مجاہدہ اور حیلہ سے مار ڈالے۔ ہر ایک موکل فرشتے کو مسخر کرے۔ تمام انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحوں کی مجلس اور ملاقات اسے حاصل ہو اور صاحب کشف و کرامت ہو اور عز و جاہ کے تمام مراتب اسے حاصل ہوں تو بھی وہ فقیر عارف باللہ نہیں بن سکتا۔ اگر کوئی شخص عرش سے اوپر ستر سالہ راہ کے برابر چلا جائے تو بھی وہ ہوائے نفس میں مبتلا ہے۔ عارف فقیر نہیں۔ فقیر عارف باللہ ہی ہے جو قرب رحمانی میں فنا فی اللہ ہے۔ لاہوت لا مکاں کا رہنے والا ہے۔ بے سر حضور میں آجاتا ہے۔ بغیر زبان کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور ہمیشہ مجلس محمدی ﷺ میں حاضر رہتا ہے۔ جس شخص کو معرفت فقر الہی حاصل نہیں۔ اسے فقر کی آگاہی نہیں۔ فقیر کو راہ حضوری حاصل ہوتی ہے۔ حضوری راہ کے لیے مشاہدہ حضوری گواہ ہے۔ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو اسرار کی انتہاء کو پہنچ گیا ہو۔ جس کی روح بمنزلہ وحی ہو۔ مشرف مجلس نبوی ﷺ ہو اور مقام اسرار میں ہو جو سراسر توحید مطلق ہے۔ ایسا شخص تقلید سے فارغ اور اللہ بس باقی ہوں۔

اے جان عزیز! جو شخص خلاف شرع طالب دنیا مخالف علم اور جاہل ہے۔ وہ سرود ستنا ہے۔ حسن پرستی کرتا ہے، شراب نوشی کرتا ہے اور نماز کا تارک ہوتا ہے۔ اہل بدعت، معرفت فقر اور ہدایت الہی سے محروم رہتا ہے۔ شیطان اور نفس کی قید میں رہتا ہے۔

واضح رہے کہ علم بہت ہیں بعض نیک اور بعض خوار نیک علم سے معرفت اور قرب الہی حاصل ہوتا ہے اور حضوری حاصل ہوتی ہے۔ لیکن خوار علم کی وجہ سے وہ ان باتوں سے محروم رہتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو نیک علم اور شیطان کو خوار علم حاصل تھا۔ ایمان کا سرمایہ علم ہے۔ لاہوت اور لامکاں میں پہنچانے والا علم ہے۔ عطاء اور قرب رحمن کا بخشش والا علم ہے۔ اس قسم کا علم حق ہے برحق ہے علم عین ہے عیانی ہے اور عارفی ہے۔ نہ کہ غم اور خوف میں مبتلا کرنے والا۔ پس معلوم ہوا کہ دونوں علم کی قید میں ہیں اور علم کلمہ طیب لآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کی قید میں ہے اور کلمہ طیب اسم اللہ ذات کی قید میں ہے۔ جو شخص ولی تصدیق سے پڑھتا ہے اور کلمہ طیب کی کنہ جانتا ہے۔ اس سے کوئی علم بھی مخفی نہیں رہتا۔ ظاہری علم راستے کے لیے ضروری ہے اور باطنی علم سے معرفت اور قرب الہی حاصل ہوتا ہے۔ معرفت و توجہ باطنی علم ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ علم باطنی کا عالم اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو بے سزبے زبان بے آنکھ بے کان بے ہاتھ بے پاؤں اور بے دل ہو کیونکہ ازلی شاگرد باطنی استاد سے فیض فضلی کے سبب توحید و معرفت کے علوم کا مطالعہ بغیر زبان کے کرتا ہے بغیر کانوں کے سنتا ہے بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے بغیر پاؤں کے چلتا ہے اور بغیر ہاتھوں کے پکڑتا ہے۔ اس قسم کا عارف زندہ قلب اور دونوں جہان میں زندہ ہوتا ہے۔ یہ کبھی نہیں مرتا۔ اس قسم کے عارفوں کا جسم سراسر نور ہوتا ہے اور معرفت کا مطالعہ کرتا ہے۔ روشن ضمیر فانی اللہ اور صاحب حضوری ہوتا ہے۔ حضور میں باشعور اور وجود مغفور ہوتا ہے۔ ایسا شخص ہی شقیقت سے سرور معشوق کہلاتا ہے۔ یہ مراتب عالم فی اللہ کے ہیں۔ جو شخص علم توحید و معرفت کا سبق پڑھتا ہے۔ اسے ظاہری علوم کی ضرورت نہیں رہتی۔ چنانچہ جناب سرکار کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”من عرف ربه فقد كل لسانه من مکت سلم ومن سلم نجي“ جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گوئی ہو گئی اور جو خاموش رہا وہ سلامت رہا اور جو سلامت رہا وہ نجات رہا۔ یہ مراتب عالم باللہ باطن صفا کے ہیں۔

بہار باطن نفس و شیطان خناس و خرموم و سوسہ و خطرات روح منزلت قلب مریض



دنیا پریشان، جاہل، احمق، باطن، توفیق، باطن، زندیق، ظاہر بے ریا اور ظاہر باخبر کی شرح۔  
 واضح رہے کہ جو شخص فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو خالی جانتا ہے۔ وہ جہان سے خالی  
 ہاتھ جاتا ہے۔ جو فقیر کو بے برکت جانتا ہے۔ وہ خود بے برکت رہتا ہے۔ جو فقیر کو بے  
 حکمت جانتا ہے وہ خود بے حکمت ہوتا ہے۔ جو شخص اسم اللذات کے تصور والے عارف  
 فقیر کو جاہل جانتا ہے۔ خواہ وہ ظاہری علم پڑھے بھی تو بھی وہ جاہل ہے۔ ایسا عالم بلا شک و  
 شبہ دنیا میں فاقہ کشی کرتا ہے اور ہلاک و تباہ کرتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوں۔

جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "کل اناء یترشح بمافیة" ہر ایک  
 برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ "فقر مثل چہرہ دیکھنے والے آئینہ کے ہے۔  
 جس طرح آئینے میں سے ہر رنگ خواہ سیاہ خواہ سرخ دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح فقر سے  
 انسان اپنی اصلی حالت کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ جو فقیر کامل اور نامور عالم بے ریا ہو۔ اس کا  
 ادب ملحوظ رکھو۔ خواہ ان کی تصویر دیوار پر ہی کیوں نہ بنی ہو۔ اگر عقلمند ہے تو تجھے ایک ہی  
 بات کافی ہے اور اگر احمق ہے تو نفس کی قید میں رہ اہل نفس مکھی کی طرح ہیں۔ خواہ وہ  
 اڑیں بھی تو بھی شہباز کو نہیں پہنچ سکتے۔

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "الفقر لا یحتاج الا الی اللہ"  
 فقر صرف اللہ تعالیٰ کا محتاج ہوتا ہے۔ لایحتاج فقیر علم و دعوت تکسیر میں صاحب تصور کامل  
 ہوتا ہے۔ کامل کی نگاہ کے تصور میں اکسیر و پارس ہوتے ہیں

ہم کا علم ہم عالم ہم حق نما      احتیاج کس مدارم جز خدا  
 جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ یہ حرم و ہوا کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضرت  
 محمد ﷺ کی اجازت سے ہے۔

واضح رہے کہ عارف فقیر صرف کی طرح ہیں۔ وہ باطنی صفائی کی وجہ سے عیب و بد کو  
 صرف نظر ہی سے پرکھ لیتے ہیں۔ جس طرح کے صرف نگاہ ہی سے سونے چاندی کو چرک  
 لیتے ہیں۔

واضح رہے کہ عارف خدا سے وارذات نہیں اور لقا حالت لاریعی کا علم حاصل ہوتا ہے

جس کی وجہ سے محمدی معجزات وقوع میں آئے (ﷺ)۔ آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے بعد تصرفِ فضل باقی رہا۔ سو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اور رفاقت سے علمِ غیبی کا الہام پورے طور پر ہوتا ہے۔ اس علم (علمِ محمدی ﷺ) کے بارے میں کسی قسم کا شک نہیں کرنا چاہئے اور نہ اس پر نکتہ چینی کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ تحقیق کے طریق سے ہے۔ جو شک کرتا ہے۔ وہ بے دین ہو جاتا ہے۔ جو شخص عین العیان کے مرتبے پر پہنچا ہوا ہے۔ وہ روشن ضمیر ہے۔ اس پر ساری باتیں منکشف ہیں۔ بے ایمان جھوٹے اور مشرک اور باایمان اور صادق کی پہچان۔ روز جمعہ کی نیک ساعت کا معلوم کرنا۔ ننانوے اسماءِ الہی میں سے اسمِ اعظم کا معلوم کرنا۔ لوگوں میں سے اولیاء اللہ کو پہچاننا اور ماہِ رمضان میں شبِ براءت کا معلوم کرنا سب کچھ ایک گھڑی میں بغیر ریاضت و محنت حاضراتِ اسم اللہ ذات سے باتوثیق حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی کے سبب روحانیت کی ملاقات کامل عارف باللہ مرشد سے حاصل ہو سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "من عرف الله لا يخفى عليه شيء في الارض ولا في السماء" جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس سے زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی۔ پس ایمانِ خوف ورجا کے مابین ہے۔ اب سمجھ لینا چاہئے کہ خوف کیا ہے اور امید کیا؟ خوف تو یہ ہے کہ قیامت کو عین نگاہ سے دیکھ لے اور ہوائے نفسانی کو چھوڑ دے۔ قولہ تعالیٰ "ونهي النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى" جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا اس کا ٹھکانا جنت ہے۔ (۹۹ - ۱۰۰)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جنت میں وہ شخص جائے گا جو باایمان ہوگا۔ رجایہ ہے کہ انسان مکانِ ازل میں اٹل ایمان کی صفت میں ہو کر السبب بسو حکم کی آواز سن کر "فانزلوا جانی" کہے اور جنتی مسلمان ہو جائے۔ اس سے روح کو فرحت ہوتی ہے اور معرفت اور توحید کا علم منکشف ہو جاتا ہے اور ہمیشہ مستغرق رہتا ہے۔ یہ مراتبِ رجاء اولیاء اللہ کو حاصل ہیں۔

قولہ تعالیٰ ”الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون“ بے شک اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ کونہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔<sup>(۹۲-۱)</sup>

پس ایمان کی کسوٹی اسم اللہ ذات قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ ہیں۔ ان سے ایماندار اور بے ایمان کی تمیز ہوتی ہے۔ ایمان کی کسوٹی یہ ہے کہ جب مرشد طالب اللہ کے وجود پر اسم اللہ ذات یا اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اسمائے باری تعالیٰ یا آیات قرآنی یا کلمہ طیب لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے تصور سے توجہ کرتا ہے۔ تو اگر طالب با ایمان ہے تو اس کے وجود میں اثر ہوگا ورنہ نہیں۔ اگر صاحب ایمان ہے تو ان کا اثر ان کے وجود پر ہوگا اور اسے عظمت عظیم، فیض فضل، قلب سلیم، صراط مستقیم اور عطاء عنایت ہوں گے اور وہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ سے روگردان نہ ہوگا۔ بلکہ ثابت قدم عیسیٰ صفت اور زندہ دم اور خلق محمدی ﷺ سے آراستہ اور با ایمان رہے گا۔ لیکن اگر وہ بے ایمان ہے تو اس کے وجود میں شرع محمدی ﷺ اور اسم اللہ ذات کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ نہ اسے قرآنی آیات فائدہ دیں گی۔ نہ اسماء الہی کچھ تاثیر کریں گے۔ نہ اسم اعظم رواں ہوگا بلکہ دعوت سے رجعت کھا کر کلام الہی پر بے اعتقاد ہو جائے گا اور بے متین تابع حرص و ہوا، مشرک، بے دین، مصاحب شیطان اور دنیاوی طلب میں ہمیشہ سرگرداں رہے گا اور سدا انانیت اور چون و چرا میں رہے گا

ہرگز ایمان بود حاضر مدام      در طلب مولیٰ بود ایمان تمام

ایمان با اعتقاد ہے اور اعتبار با دیدار ہے اور دیدار قلب بیدار سے ہے۔ ان مراتب کی اس شخص کو کیا خبر ملی۔ جو تیلی کا نیل ہے۔ حُب دو ہیں۔ ایک ایمان کی دوسری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ باقی تمام اقسام حب انہیں دو میں ہیں

ہر کہ اس را ہے نداند سر ہوا      اہل ایمان دانگی شد با خدا

با خدا فقراء وہ ہیں جو کہ با ادب اور با حیا مومن ہوں۔ چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”السحیبا عن الایمان“ حیا ایمان کی وجہ ہے ہوا کہرتی ہے۔ یا یہ کہ حیا ایمان کی علامت ہے۔ اس کو جمعیت کل کہتے ہیں۔ بے حیا ہمیشہ دنیا کی

طلب میں پریشان رہتا ہے۔ اس کو جہل جمع جہولت کہتے ہیں۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے پروا۔ اسلام حق ہے اور کفر باطل۔ طالب وہ ہیں جو معرفت و توحید حق پرستی اور فقر محمدی ﷺ کو چھوڑ کر دنیاوی مراتب کو جو کہ فرعون کا باعث فخر تھے۔ اختیار کرتے ہیں۔ ایسے لوگ انسان کہلانے کے مستحق کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ڈھور ڈانگروں سے بھی بدتر ہیں۔

اے عظیمند عزیز! ذرا گورستان میں اہل قبور کی طرف نگاہ کر۔ ان کے احوال سے واقف ہو۔ تجھے بھی چند روز کے بعد یہیں آنا ہے۔ اس لیے تو معرفت وصال الہی حاصل کر لے۔ کیونکہ وقت ایک کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے۔ اس چند روزہ زندگی کو غنیمت جان۔ اگر تو اس سے مستفید ہو گا تو بہتر ہو گا۔ کیونکہ تو نفسانی ہے اور جو نفسانی ہے۔ اسے آخر فنا ہونا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "کل نفس ذائقة الموت" ہر ایک ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اسے یاد رکھ اور اس کی فرمانبرداری کر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جمود العين من قوة القلب وقوة القلب من اكل الحرام من كثرة الذنوب من نسيان الموت من طول الامل وطول الامل عن الحب الدنيا" "نیند بھر کر سونا دل کی قوت کی وجہ سے ہوتا ہے، دل کی قوت حرام کھانے سے، حرام کھانا کثرت گناہ سے، کثرت گناہ موت بھلا دینے سے، موت کا بھلا دینا لمبی چوڑی دنیاوی خواہشات سے اور خواہشات دنیاوی محبت سے پیدا ہوتی ہیں۔"

نیز فرمایا: "حب الدنيا رأس كل خطيئة" دنیاوی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔

جسم کے ساتوں اعضاء اسم اللہ ذات کے تصور کی وجہ سے پاک ہیں۔ اسے اول و آخرت کے محاسن کا کیا خوف؟ اے اہل ہوا و ہوس! یہ ہیں اولیاء اللہ کے مراتب۔ قولہ تعالیٰ: "إلا ان اولياء الله لا يخوف عليهم ولا هم يحزنون" (۱۰-۲۲) خبردار!

سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کونہ کسی قسم کا ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

گاہ ابتداء گاہ انتہاء دل درمیاں ہشیار شد

در یک وے صد بار پنجاہ معرفت دیدار شد

آتش دیدار سوزد بچو چوب خشک را

ایں ریاضت اولیاء را نصیبے از خدا

نیست آنجا نفس و شیطان نیست دنیا و رون شب

نیست آنجا ازل و ابد و نیست حوزے بہشت

نیست منزل نے مقام و نیست کونین و مکان

بے مثل بیہوش پنم با قرب در لا مکان

نیست آن جا ذکر و فکر و نیست درود و نے ثنا

غرق فی التوحید گشتم شد حضوری با خدا

در حضوری کس نکلجد طالب دیدار بین

دیں مراتب طالبان راشد نصیبے بالیقین

باہو باہو یقین حق یقین را خوش نگر

ایں مراتب عارفانی کمالاں صاحب نظر

اے طالب کاذب مطالب نفس! اور اے مرشد ناقص! مثل گس معرفت حق اور

معرفت باطل کی شرح سن!

### شرح معرفت

معرفت کے بارہ طریق، بارہ توفیق اور بارہ حقیق ہیں۔ جو خود عالم اور عارف ہوگا۔

وہ دوسرے کو بھی معرفت کا علم سکھائے گا۔ معرفت قلب، معرفت نفس، معرفت روح،

معرفت سر، معرفت خلق، معرفت شیطان، معرفت جنونیت، معرفت فرشتگان، موکل،

معرفت ذکر و فکر، معرفت درود و وظائف، دعوت اور تلاوت قرآن، معرفت ذاتی اللہ، معرفت

ذاتی محمد ﷺ، معرفت ذاتی اشیخ جس سے طالب تصور صحیح میں مستغرق رہتا ہے اور

معرفت الہی اور توحید الہی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ معرفت غوث و قطب جس میں عرش سے تحت الزمیں تک سارے طبقات کی سیر ہو جاتی ہے۔ معرفت صاحب تصدیق صدیق با توفیق مومن مسلمان حقیقی با ایمان اول معرفت ابد معرفت عقبی معرفت دنیا جس میں موتوا قبل ان تموتوا اس پر صادق آسکے اور جس سے وہ بقاء الہی سے مشرف ہو اور یہ دونوں اس کے پرہوں جن کے ذریعے وہ اڑ سکے۔

واضح رہے کہ جس شخص کو ظاہر میں نظری توجہ اور ظاہر با توفیق اور با تاثیر حاصل نہیں۔ اسے فقر باطنی کی معرفت ہرگز حاصل نہیں۔ جس کا باطن تحقیق پر ہے۔ اس کا ظاہر بھی ہر تصرف سے با توفیق ہے۔ مثلاً سونے چاندی اور توجہ کا تصرف اسے حاصل ہوتا ہے۔ احمق لوگ ہر ایک کو عارف کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ معرفت مشاہدہ سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں

عارفان راے شناسم و زفا کے بود این عارفان بے حیا  
ابتداء عارف مراتب اولیاء انتہاء عارف مشرف بالقآ  
ہزاروں کتابوں کے سارے احوال مرشد کے قال کے ایک نکتہ میں آ جاتے ہیں۔  
عارف فقیر ولی اللہ واصل خدا کے دو عمل ہیں۔ ایک دعوت کا کامل ہو۔ دوسرے معرفت میں کامل ہو

دعوت از یکدم برآید عامل است با توجہ برد حاضر کامل است  
دعوت کا عامل وہ شخص ہے۔ تصرف تصور توجہ اور تفکر کے ساتھ جس دم کر کے ایک دم میں مقام ازل میں انبیاء اور اولیاء اللہ کی صف میں جائے اور پھر اسی ایک دم میں مقام ابد مقام دنیا مقام عقبی مقام لاہوت میں ہر ایک مومن مسلمان کی روح سے ملاقات کرے اور انہیں اپنا رفیق بنا کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر التماس کرے اور مشکل آسان کرانے اور پھر اسی ایک دم میں آجاسکے۔ یہ دعوت قبور ہے۔ کامل اس شخص کو کہتے ہیں جو صرف ایک ہی نگاہ سے طالب اللہ کو حضوری میں پہنچا دے اور توجہ ہی سے ہر مشکل آسان کر سکے۔ کامل اس شخص کو کہتے ہیں کہ جہاں کہیں اسے کوئی یاد کرے۔ وہ جتنے

نفسانی یا قلبی یا وحی یا سبزی یا نوری سے امداد کے لیے حاضر ہو جائے۔ جو ان صفات سے موصوف نہ ہو وہ کامل نہیں بلکہ لڈو جانور ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

جاننا چاہئے کہ معرفت کی کیا علامت ہے اور عارف کی کون سی راہ ہے اور معرفت کی علامت یہ ہے کہ قرب الہی حاصل ہو اور عارف کی راہ یہ ہے کہ اس کی نگاہ دیدار الہی پر ہو اور ہر طریقے سے واقف ہو۔ یہ مراتب سلطان العارفین کے ہیں۔ فقیر دونوں جہان میں بادشاہ ہے اور اسے وہی شخص جانتا ہے۔ جسے لذت حضوری دیدار اور قرب الہی حاصل ہو۔ یہ گفتگو نے معلوم ہو سکتا ہے۔ عارف کی نگاہ ہمیشہ دیدار پر ہوتی ہے۔ سوائے دیدار کے اور کچھ دیکھنا اس کی نگاہ کے لیے حرام ہوتا ہے۔ وہ لوگ بہت احمق ہیں جو مراتب مردار میں معرفت دیدار کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عارف کی ایک اور علامت یہ ہے کہ معرفت کا طالب پہلے ہی روز عارف ہو جاتا ہے اور مرتے دم تک ذکر اور فکر اور ورد سے لب جنبانی نہیں کرتا اور نہ کوئی ظاہری علم پڑھتا ہے اور اگر پڑھے بھی تو الٹا خود پسندی اور حرص و ہوا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔  
 ”جس نے اپنے بزرگ کو پہچان لیا اس کی زبان گوئی ہو گئی“ اگر عارف لب جنبانی کرے تو ایک ہی بات میں عارف طالب اللہ کو ابتداء اور انتہاء کے مطالب حاصل کر سکتا ہے۔ نفس کے عارف بہت ہیں اور قلب کے عارف بے شمار روح کے عارف بھی بہت ہیں لیکن مشاہدہ نور حضور ﷺ کا عارف ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے۔ یہ میرا کہنا میرے حال کے مطابق ہے۔

معرفت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک باطن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دست بیعت نہ کرے۔ مرشد کی کاملیت یہی ہے کہ طالب اللہ کو باطن میں مجلس محمدی ﷺ کے حضور میں پہنچادے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تلقین دلائے۔ ایسے شخص کو مرشد کہہ سکتے ہیں۔ جو مرشد ان صفات سے متصف نہیں ہے۔ وہ ناقص ہے۔ طالب اللہ پر ناقص سے تلقین لینا حرام ہے۔ تمام رواجی علوم، علم ہی قیوم، علم

رقم رقوم، علم توریت، علم انجیل، علم زبور، علم قرآن پاک، علم احادیث نبوی، قدسی، علم لوح محفوظ اور علم کل مخلوقات سب کے سب ایک نکتہ میں ہیں۔ وہ نکتہ کیا ہے وہ نکتہ قال ہے۔ جو شخص نکتہ قال کی کنہ جانتا ہے۔ اسے ظاہری اور باطنی علوم کی ضرورت نہیں رہتی۔ صرف ایک ہی نکتہ میں سارے علوم آجاتے ہیں۔

چنانچہ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "العلم نکتۃ و کثرتها بالجہال" علم ایک نکتہ ہے جس کی کثرت جاہلوں کے پاس ہے۔ سارا ذکر و فکر حال کے ایک نکتے میں ہے۔ ذکر و فکر اسے کہتے ہیں۔ جو حضور سے مشرف کر دے۔ جسے حال کا ذکر فکر نہیں۔ وہ محض خام خیال ہے۔ تمام معرفت احوال میں ہے۔ احوال سے جمعیت اور مشاہدہ جمال ایزدی حاصل ہوتے ہیں۔ کامل مرشد صادق طالب کو پہلے ہی روز سے علم کن سے سب کچھ پڑھا لکھا دیتا ہے۔ جو طالب روز اول کے علم کی وجہ سے تمام علماء پر غالب آتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضاء اور قلب اور قالب علم کن کی وجہ سے سراسر نور ہو جاتے ہیں۔ اس سے طالب کو تمام دینی اور دنیاوی مطالب و مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ ذکر و فکر حال نور معرفت اور ہے۔ مشاہدہ حضور اور نور جمعیت بخشنا ہے۔ احوال سے قرب جمال حضوری حاصل ہوتا ہے اور غرق فی اللہ وہ ہے جو طالب دست بیعت ہوتے ہی قرب الہی کو پہنچ جائے۔ دونوں جہان اس کے غلام بن جاتے ہیں۔ فقیر دونوں جہان کا بادشاہ ہوتا ہے

گر بخواہی خوش حیاتی طلب کن مرشد زکن

از کنہ کن جملہ حضولت بس ترا این یک سخن

کامل مرشد عارف کن اگر مل جائے تو مال تن اور جان تک فدا کر دے۔ ناقص مرشد

بے حیا ہوتا ہے۔ اس پر تو طالب ہی غالب آتا ہے۔ نامرد و مرشد بے باطن بے توجہ بے

تصور بے تصرف بے تفکر اور بے توفیق ہوتا ہے۔ ایسے مرشد کے طالب کو رجعت ضرور

لاحق ہوتی ہے۔ صحیح باطن مرشد وہ ہے۔ جو طالب اللہ کو مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے مشرف کر دے اور حضور الہی میں غرق کر دے اور طالب خود اس وقت مجلس و معرفت کو



تحقیق کرے اور اسے حضور کا شعور کلی ہو اور مجلس قرب دیکھ کر جنونیت، خناس، خرطوم اور شیطانی وسوسے اور توہمات سب رفع ہو جائیں۔ باطن کی اس حالت کو احوال کہتے ہیں۔ اس وقت حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”خدا صفا و دع ما کدر“ اچھا اچھا لے اور برابر اچھوڑ دے۔

ایں چنیں دعوت کے عاقل تمام طالبان راے رساند ہر مقام  
دعوت زبانی، قلبی اور روحی کے یہ مراتب کامل مرشد طالب کو پہلے ہی روز کے سبق میں اس کی جمعیت خاطر کے واسطے دے دیتا ہے اور اس کو لایحتاج کر دیتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوں۔

یہ نفس پر حکمران فقیر کے مراتب ہیں۔ جسے دولت، عزت، کرامت، شرف، گنج، علم، حلم، حکمت، جمعیت، مراتب، منصب، معرفت، توحید اور بادشاہی ملی۔ فقیر کلم اللہ سے ملی اور فقیر کا رفیق وسیلہ اور معرفت الہی اور مجلس نبوی ﷺ ہوتے ہیں۔ کیونکہ تمام خزانوں اور درجات و مقامات کا تصرف ان ہی دو باتوں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدمات فقیر ولی اللہ کے ذمے ہیں۔ کیونکہ مراتب فقیر کے لیے زندگی موت ہے۔ ”موتوا قبل ان تموتوا“ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اور مراتب موت فقر کے لیے حیات ہے۔ ”ینخرج الحی من المیت و ینخرج المیت من الحی“ زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”الا ان الاولیاء اللہ لا یوتون بل ینقلون من الدار الدار“ خبردار! سوائے اس کے نہیں کہ اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔

## فقیر اہل توحید اور اہل تقلید کی پہچان

اہل توحید فقر کی دو علامتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اسم اللہ ذات کے تصور اور ذات نور حضور کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہے۔ دوسرے علم دعوت سے اسے اہل قبور کی روحانیت سے ملاقات اور ان کے مراتب اور فی اللہ حضور کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ مرشد کامل یہ

دونوں مرتبے پہلے ہی روز طالب صادق کو بخش دیتا ہے اور تلقین کرتا ہے۔ نیز فقیر کو کنہ کن کے مراتب سے پہچان سکتا ہے۔ وہ یہ کہ جس چیز کو ہونے کے لیے کہے۔ وہ امر الہی سے دیر میں یا جلدی ہو جائے۔ کیونکہ فقیر کا کلام حکمت الہی سے خالی نہیں ہوتا اور نہ ہی ہوگا۔ مطلب یہ کہ فقیر کی توجہ بادشاہی تمام خزانوں، دن رات کی دعوت باریاضت سے افضل ہے۔ جو فقیر قرب الہی معرفت لاہوتی و لامکانی سے بخوبی واقف ہے۔ اگر توجہ کرے تو اس کا اثر دن بدن ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت تک ترقی کرتا رہتا ہے۔

جب تک فقیر کامل بادشاہ کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس کی مہمات سرانجام نہیں ہوتیں نہ اسے فتح حاصل ہوتی ہے۔ خواہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے۔ کیونکہ بادشاہ کو بادشاہ امر الہی سے فقر کی مہربانی سے حاصل ہوتا ہے

حمایت را کہن دامن درویش بہ از سد سکندر مدویش  
اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اس قدر قوت بخشی ہے کہ اگر فقیر چاہے تو بادشاہ کو ایک پل میں غلام حلقہ بگوش کی طرح ننگے پاؤں حاضر خدمت کر سکتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ معرفت، توحید اور قرب ربانی کی لذت، جمعیت اور مراتب ملک سلیمانی کی بادشاہی سے بدرجہ افضل ہیں

بہ زہر لذت بود لذت خدا لذت دنیا چہ باشد بے بقاء  
فقیر ہرگز ہرگز بادشاہ کی طرف کسی التجاء کے واسطے رجوع نہیں کرتا اور نہ اس کی طرف جاتا ہے۔ مگر اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم اور اجازت ہو۔ فقیر اگرچہ فقر و فاقہ میں مرتے ہیں۔ لیکن بادشاہوں سے سبقت لے جاتے ہیں۔ بادشاہ کو ہر طرح سے جمعیت بخشتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف لاتے ہیں۔ بادشاہ جو طالب اللہ ہے اور ولی اللہ فقیر بھی ہے اور اسے فقر اور قرب کے دونوں مراتب حاصل ہیں۔ فقیر ولی اللہ باطل ظل اللہ پر غالب ہوتا ہے۔ ہر ایک سر بادشاہی تاج کے لائق نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر ایک دل اسرار الہی کا خزانہ ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقیر کے دیکھنے سے کلمہ حاصل ہوتا ہے اور اسی سے تمام خلق اللہ کو جمعیت اور

بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ انسان وہی اچھا ہوتا ہے۔ جو لوگوں کے ساتھ بھلائی کرے۔ اگرچہ فقیر چاہے تو ایک مفلس، گداگر کو بادشاہی تخت عنایت کر سکتا ہے اور اگر چاہے تو تمام ملک کے بادشاہ کو معزول کر دے جو فقیر صاحب تصور فی اللہ ہے۔ اسے حکم الہی اور اجازت حضرت رسالت پناہی سے ہر قسم کا اختیار حاصل ہے۔ فقیر کی زبان رحمان کی تلوار ہوتی ہے اور وہ لاہوت و لامکان میں ہو کر عین بعین دیکھتا ہے۔ جو شخص اولیاء اللہ فقیروں اور درویشوں کا منکر ہے۔ وہ ہمیشہ پریشان اور بے جمعیت ہے۔ دعوت قہر عظیم سے زوال لاحق ہوتا ہے اور دعوت لطف الکریم سے روز بروز زوال ترقی نصیب ہوتی ہے۔ فقیر کامل ولی اللہ عالم عامل عارف باللہ واصل مکمل فی اللہ اکمل بقاء باللہ وہی وہ ہے۔ جو مرید یا شاگرد صادق اور صفائش کو ذکر و فکر اور ورد و وظائف میں مشغول نہ کرے۔ بلکہ یکبارگی مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائے اور طالب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر کر دے اور باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت و ولایت کے منصب و مراتب دلائے۔ جس کامل مرشد کو دائمی حضوری حاصل ہے۔ اس کے لیے کسی کو حضوری میں پہنچا دینا کچھ بھی مشکل نہیں۔ جو مرشد مرید کو حضوری میں نہیں پہنچا سکتا وہ ناقص ہے۔ ایسے شخص سے تلقین حاصل کرنا حرام ہے۔ پیری و مریدی اسم اللہ ذات کے تصور اور حضوری سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ کوئی بے دینی نہیں کہ بے صدق و تصدیق حاصل ہو جائے۔ مرشد حضوری قرب الہی کے مراتب سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ جو مرشد قرب الہی سے آگاہ نہیں۔ اس کے لیے پیری و مریدی کا سلسلہ حرام ہے۔

صاحب دانش اور باشعور لائق معرفت اللہ حضور طالب کے لیے علم ظاہری اور باطنی حسب ضرورت لازمی ہے۔ جسے یہ دونوں علم حاصل ہیں۔ وہ حق کی کسوٹی اور حق الیقین کا محقق ہے۔ طالب مرشد سے مرید پیر سے یا شاگرد استاد سے پہلے علم کیمیاء کسیر طلب کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر دینی و دنیاوی مطلب حاصل نہیں ہوتے۔ جس کو یہ حاصل نہیں وہ ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔ جسے جمعیت حاصل ہے وہ انسان ہے ورنہ حیوان۔ علم کیمیاء کسیر کے بارہ طریق ہیں۔ جو عامل کو با توفیق حاصل ہوتے ہیں۔ جو مرشد

پیر یا استاد طالب یا مرید یا شاگرد کو اس امر کی اطلاع نہیں دیتا۔ وہ نالائق اور بد بخت ہے۔ اس کا وجود نفس مردود کی قید میں رہتا ہے اور وہ کم حوصلہ غلطی پر ہے۔ خدا کا غضب ہے کہ طالب یا شاگرد پیر و مرشد یا استاد کو پکڑے اور پھر خراب و خوار رہے۔ جو کامل مرید یا صادق طالب علم کو کیمیا اکسیر عنایت کرے، ثواب ہے۔ کیمیا اکسیر یہ ہے کہ ظاہر میں اس کا دل غنی ہو اور باطن میں اسے مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری حاصل ہو اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم و قوی ہو۔ اسی کو کیمیائے اعظم کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ علم کیمیا میں عمل کی بارہ ہزار راہیں ہیں۔ جو عامل کے لیے تو آسان ہیں لیکن ناقص، اگر ساری عمر سخت محنت و ریاضت بھی کرے تو بھی اس کے لیے مشکل اور دشوار ہے۔ کیونکہ اس کا دل ہی سیاہ ہوتا ہے

گر نبودے عمل ظاہر کیمیا      کے رسیدے از عنایت کیمیا  
 بہ بود از کیمیا صاحب نظر      نظر عارف بہ بود از سیم و زر

کیمیا دو قسم کا ہے۔ ایک کیمیائے ہنر دوسرے کیمیائے اسم اللہ ذات۔ پھر ان دونوں کا حاصل کرنا فرض عین ہے۔ جب ہر قسم کی کیمیا کو اپنے تصرف میں لے آتا ہے تو پھر کیمیائی ہنر کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کا دل سرد ہو جاتا ہے اور فقر میں آ کر غناء اور حمیت کو اختیار کرتا ہے۔ جس طرح مرد کے لیے کیمیا کا حاصل کرنا فرض عین ہے۔ اسی طرح حاصل کرنے کے بعد چھوڑ دینا بھی فرض عین ہے۔ اسے وحدت الہی میں ایسا مستغرق ہونا چاہئے کہ عمل کیمیا اسے بھولے سے بھی یاد نہ آئے ایک کیمیائے اسم دوسرے کیمیائے جسم کہ مردہ دل بھی حضوری معرفت الہی میں پہنچ کر کندن بن جاتا ہے کیمیا کے اقسام ذیل ہیں:

کیمیائے جسم، نظر، زبان، روح، سر، کان، ہاتھ، پاؤں، توجہ، تصور، مشرف، وہم، اوہام، الہام، خیال، دلیل، معرفت، فرحت، نور، حضور، روشن ضمیر اور کیمیائے ہر نفس امیر، یہ تمام کیمیا اکسیر اور دعوت تکسیر فتانی اللہ فقیر مرشد کامل سے ہاتھ آتی ہیں جو کہ پہلے ہی دن طالب صادق کو مرتبہ عمل عنایت کر دیتا ہے۔

مرشد کے لیے ضروری ہے کہ طالب کو معرفت اور جمال حق دکھا دے۔ یہ دونوں باتیں آسان ہیں۔ کامل مرشد وہ ہے جو طالب اللہ کو اسم اللہ ذات کے پہاڑ میں سے سنگ پارس پڑا ہوا دے دے جو لوہے کو کنڈن بنا دے اور اسے ہر ایک علم حکمت گنج جمعیت ذکر فکر و رد و وظائف تصور تصرف توجہ علم کیمیائے اکسیر اور علم دعوت تکسیر سکھا دے اور تمام دولت و مراتب اور چھوٹی بڑی نعمتیں بخش دے اور ماضی حال اور مستقبل کے حالات سے واقف اور باتو فیق ہو۔ جس شخص میں یہ اوصاف نہیں۔ وہ دعوت کے علم میں ضرور رجعت میں پڑے گا۔ جو کامل ہے۔ وہ چاروں نعم البدل یعنی نعم البدل دنیا عاقبت ازل اور ابد اپنے تصرف میں لاتا ہے۔ اگر انسان کو تمام غیبی و لاریبی خزانوں کا تصور و تصرف ہو۔ لیکن ہاتھ میں لا کر خرچ نہ کر سکے تو بالکل بے سود ہے۔ لیکن جب حقیقی نعم البدل حاصل کر کے ہر ایک نعم البدل اور گنج نعمت سے سلامت رہے تو لایحتاج ہوتا ہے۔

### حدیث قدسی

”یا عباد الذی قلوبہم عرشیة وابدانہم و حیثہ و ہمتہم سماویة ثمرۃ المہحیت فی قلوبہم مقدوسہ و خواطرہم جاسوسہ سماء سقفتہم و الارض بساطہم و ذکر اینہم و رب علیم“

### حدیث قدسی

”عباد الذی ایجادہم فی الدنیا کمثل المطر اذا تنزل فی البر

بیت البر فی البحر خرج الدار“

اے عزیز! اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے۔ ”و عباد الرحمن الذین یمشون

علی الارض ہونا و اذا مخاطبہم الجاہلون قالوا سلاما“ اللہ تعالیٰ کے بندے وہ

ہیں جو زمین پر تری سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہتے

ہیں۔

واضح رہے کہ تم پہلے دل سے غفلت و غلاظت دور کرو۔ جو شخص حضرت پیر محمدی الدین

ﷺ کا نیک اور سچا مرید ہے۔ وہ ہر وقت آفتاب کی آستین میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ اگر مرید آنجناب ﷺ کی اولاد میں سے ہے۔ تو بھی اس کی یہی حالت ہے۔ جو شخص آنجناب ﷺ کی اولاد سے دشمنی کرے گا۔ اسے ناگہانی موت یا بیماری بے رزقی کی تلوار قتل و تباہ کرے گی۔ وہ شخص احمق ہے جو حضرت پیر و سنگیر محبوب سبحانی ﷺ کے طالب مرید یا فرزند کو ستاتا ہے۔ یہ پیر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں۔ دانا کو اشارہ ہی کافی ہے۔

واضح رہے کہ فقیر عارف باللہ دو مراتب سے پہچانا جاتا ہے۔ ظاہر میں تو با توفیق ہو اور باطن میں با تحقیق ہو۔ ظاہری مراتب توفیق اور باطنی تحقیق کسے کہتے ہیں۔ ظاہری توفیق یہ ہے کہ دنیاوی خزانوں کا تصرف حاصل ہو اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ اس کی قید میں ہو۔ ان مراتب والے کو لایحتاج اور کریم صفت کہتے ہیں۔ ان خزانوں میں سے دن رات جس قدر چاہے خرچ کر لے اور مشرق سے مغرب تک کی تمام مخلوقات کو روٹیاں دے جائز ہے۔ کامل کے لیے ضروری ہے کہ ان خزانوں کی زکوٰۃ دے۔ جس کے قبضے میں الہی خزانے ہوں۔ اس کو اللہ تعالیٰ کا خزانچی کہتے ہیں۔ جس کو یہ تصرف حاصل نہیں۔ وہ قربت و معرفت پروردگار سے بے خبر ہے۔ باطنی توفیق یہ ہے کہ باطل توفیق کو چھوڑ دے اور حقیقت حق کی معرفت کو لے لے۔ صاحب مراتب وہ شخص ہے کہ صدیق اور عارف با تصدیق ہو۔ توحید قرب اور حضور کی اسے خبر نہ ہو اور غرق فی التوحید غرق فی الدیوار ہو۔ مجلس اولیاء اور انبیاء سے مشرف ہو۔ علم معرفت، علم توحید، علم نظر، علم لدنی، علم توجہ، علم فکر، علم وجود، علم فنا، علم بقاء اور علم ظاہری سے فرق کرتا ہے۔

پس اے عزیز! معلوم ہوا کہ ارشاد کے لائق وہ شخص ہے جس کا ظاہر با توفیق اور باطن برحق تحقیق ہو۔ ہر ایک طالب پر فرض عین ہے کہ مرشد کو سوئی کی طرح پہچان لے کہ آیا اس میں مراتب تحقیق اور توفیق ہیں یا نہیں۔ اگر مرشد کو یہ مراتب ہیں تو وہ طالب کو ہمکنش نظری توجہ سے تحقیق اور توفیق کے مراتب پر پہنچا سکتا ہے۔ طالب کو مرشد کامل سے ارشاد حاصل کرنا چاہئے۔ ناقص بے توفیق اور بے تحقیق مرشد سے طالب صادق کے

لیے ارشاد حاصل کرنا سراسر حرام ہے

طالب خیر باشی دام دار      دم گردانی بود گشتن تیار  
طالب گر عاقلی عارف شناس      مے شناسد عارفاں اہل قیاس  
کے بود ایں عارفان دل صفا      در طالبان زریم گیرند بے حیا  
بعض فرقوں کا ظاہر با تحقیق لیکن باطن بے دین ہوتا ہے۔ ایسے لوگ پیغمبر کے برخلاف ہوتے ہیں۔ بعض ظاہر و باطن دونوں میں بے دین ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم“ (۲۳-۲۴) ”کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم کرتے ہو لیکن اپنے تئیں بھول جاتے ہو۔“ بعض کا باطن با تحقیق ہوتا ہے لیکن ظاہر میں بے دین ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ظاہر میں شرع کے پابند نہیں ہوتے اور بعض کا ظاہر و باطن منجانب اللہ حق پر ہوتا ہے۔ ایسے لوگ حق کہتے ہیں، حق سنتے ہیں اور حق ہی جانتے ہیں۔ وہ حق پر چلتے ہیں اور باطل سے بیزار ہوتے ہیں۔ جو صاحب حق، حق پر چلتا ہے۔ اس کا باطن برحق ہے۔ جناب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”کل باطن مخالف الظاهر فهو باطل“ جو ظاہر باطن کے مخالف ہے وہ باطل ہے

گریک رنگ شود یکتا صفاء      تابیبائی معرفت وحدت لقاء  
در دو رنگی دل بود روئے سیاہ      ایں مراتب کا ذباں قہر از خدا  
واضح رہے کہ کل تہتر فرقے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی اپنے تئیں غلطی پر نہیں مانتا اور ہر ایک یہی کہتا ہے کہ ہم راستی پر ہیں۔ لیکن ان میں سے بہتر غلطی پر ہیں اور مخالف شرع ہیں۔ اہلسنت و جماعت لوگ راستی پر ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ فقیر عارف وہ ہے۔ جو ان تہتر فرقوں کی واقفیت رکھتا ہو۔ لیکن کاربند اہلسنت و جماعت کے طریق پر ہو اور باقی بہتر پر غالب رہے اور انہیں ترک کر دے۔ کیونکہ اہلسنت و جماعت سعید ہیں۔ اس واسطے کہ اس طریق کی بنیاد معرفت قرآن پاک پر ہے۔ ان کے سوا سب تقلیدی اور شکی ہیں۔

واضح رہے کہ علم بہت ہیں۔ کوئی ملت یا طریق علم سے باہر نہیں۔ پس علم کا درس دو طرح کا ہے۔ ایک علم ظاہر دوسرا درس ظاہر کہ تمام جہان شرع شریف کی قید میں ہے۔ دوسرے علم باطن معرفت لطف رضا پھر علم باطنی میں سات درس ہیں۔ سات طریق سے یہ علم حاصل کیا جاتا ہے جس سے سات توفیق جمعیت اور حکمت حاصل ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ مرشد عارف اور عالم ہے۔ وہ طالب کو تمام باطنی مطالب و مراتب نصیب کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے اسے علم ذکر و درس ذکر سے ذکر کا عالم بنا دیتا ہے۔ پھر علم و فکر اور درس فکر سے فکر کا عالم۔ پھر علم مذکور اور درس مذکور سے عالم ہذا کو پھر علم الہام اور درس سے عالم الہام۔ پھر علم مشاہدہ حضور اور درس مشاہدہ حضور پھر غرق اور پھر علم معرفت سے مشرف دیدار کا عالم بنا دیتا ہے۔ اس وقت طالب کی حالت موتوا قبل ان تموتوا کے مطابق ہو جاتی ہے اور حسب ذیل آیت کریمہ کے موافق ہمیشہ انوار دیدار کا مطالعہ کرتا ہے۔

قولہ تعالیٰ ”ما زاغ البصر وما طغی“ ”آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی“۔ قولہ تعالیٰ ”علم الانسان ما لم يعلم“ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو اسے نہ آتا تھا“۔ قولہ تعالیٰ ”من لدنہ علماء“ ہم نے اپنے پاس سے اسے علم عنایت کیا۔ قولہ تعالیٰ ”واذکر رب اذا نسیت“ تو اپنے پروردگار کو اس وقت تک یاد کر جب تو اور سب کو بھول جائے۔ قولہ تعالیٰ ”وعلم ادم الاسماء و کلہا“ اور آدم کو ان سب کے نام سکھائے۔ تقویٰ بغیر معرفت اور توحید اللہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ علم تقویٰ اور علم متقی چار قسم کا ہے۔ اول فقہ کہ حلال کھانے اور سچ بولنے کے تمام مسائل از بر ہوں۔ دوم علم تصدیق۔ اس علم کو فکر فنائے نفس بھی کہتے ہیں۔ سوم علم فیض: جس سے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ چہارم علم فضل: جس سے متقی اسرار پروردگار کا مشاہدہ کرتا ہے اور مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ ان چاروں کے مجموعے کو تقویٰ ہدایت کہتے ہیں۔ یعنی ازلی عالم فیض فضل چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”فیہ ہدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب“ یہ ان پرہیز گاروں کے لیے باعث ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں ایسا متقی مجلس محمدی صالح



اللہ علیہ وسلم کا دیدار کر سکتا ہے۔ نیز دونوں جہان کا تماشا دیکھ سکتا ہے۔ اسے لقا اور جنت دونوں باتیں نصیب ہوتی ہیں۔ لاہوت و لامکان مشرف دیدار حق ہوتا ہے۔ جو شخص عالم دیدار نہیں اور علم دیدار کا سبق اس نے نہیں پڑھا۔ وہ مجہول ہے اور اسے معرفت باطنی کی بالکل خبر نہیں۔ اگر راہ باطنی میں یہ کرامت دیدار نعمت دولت راعی مشاہدہ اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا لقا نہ ہوتا تو باطنی راہ کے تمام سالک گمراہ ہو جاتے۔ جو طالب مرد ہے۔ اسے باطنی و ظاہری لشکر نقدی معرفت ذکر فکر انوار حضور مذکور دیدار مشاہدہ قرب قدس اور جمعیت جلیل سب کچھ حاصل ہے وہ کون سی راہ ہے۔ جس میں ایک ہی نظر سے تمام قید قبض اور تصرف میں آجاتے ہیں وہ اسم اللہ ذات کے حضرات ہیں۔ مرشد کامل اسم اللہ ذات کے حضرات تمام آیات قرآنی اسم اعظم کے حضرات یا کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کے حضرات کے وسیلے پہلے ہی روز طالب صادق پر سب کچھ منکشف کر دیتا ہے اور اسے عین بعین دکھا دیتا ہے۔ واقعی مرشد بھی اسی قسم کا کامل رفیق ہونا چاہئے۔

اے احمق! یہ مراتب صاحب شرع عارفوں کے ہیں۔ اہل بدعت بے دین ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بس سوائے اللہ ہوس۔

وہ کون سا علم ہے جس میں ایک فرض کے ادا کرنے سے سارے فرض ادا ہو جائیں اور ایک سنت کے ادا کرنے میں ساری سنتیں ادا ہو جائیں اور تمام واجب ایک ہی واجب کی ادائیگی میں پورے ہو جائیں اور تمام مستحب ایک ہی مستحب کے ادا کرنے میں آجائیں۔ وہ ایک نکتہ ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "العلم نکتہ" علم ایک نکتہ ہے

علم ذانی عارف و عالم چہ غم	م۔ حرف است یک نکتہ علم
عالم و عارف خطر عیبی صفت	ہر علم شریعت، علم از معرفت
علم عین از عین با خود سادہ	باہو ہر علم را از علم و ریاضت
علم کاغ اعلیٰ پر پایا ہے۔	لہذا یحتاج با ریاضت اور علم لہذا علم سے بنا کر

محبت، معرفت مشاہدہ اور مجلس انبیاء نصیب کرتا ہے۔ یہ ہے علم یعنی دل سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ہو رہنا اور ظاہر میں تصوف کا مطالعہ کرنا۔ زبان سے اقرار کرنا اور قلب سے تصدیق کرنا اور قلب کا ہر وقت تسبیح میں مشغول رہنا۔

چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اقرار باللسان و تصدیق بالقلب“ زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا۔ اللہ تعالیٰ بس باقی ہوں۔

ظاہری علم چراغ کی طرح ہے۔ جس سے جہان کے ہر ایک گھر میں روشنی ہوتی ہے اور باطنی علم بمنزلہ آفتاب کے ہے۔ جس سے سارا جہان روشن ہے۔ عالم باللہ عارف آفتاب کی طرح ہے۔ جو روز بروز طلوع ہو کر تاریکی کو دور کرتا ہے۔ فقیر آفتاب ہے اور دنیا تاریک۔ قولہ تعالیٰ ”اللہ ولی الدین امنوا ینخرجہم من الظلمات الی النور“ (۲-۲۵۷) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا والی ہے انہیں تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے:

عزیز من! تمام دنیا عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک اور زمین و آسمان کی تمام چیزیں بلبلے کی طرح ہیں۔ جس میں ہوا بھری ہوئی ہے اور صاحب علم بھی بلبلے کی طرح ہے۔ لیکن فقیر دریا کی طرح ہے۔ معرفت کے سمندر سے توحید مشاہدہ قرب حضور انوار دیدار نکلتے ہیں۔ عالم حی قیوم میں لانا بمنزلہ دریا ہے اور دریا میں بلبلے بکثرت ہوا کرتے ہیں۔ جس وقت دریا کا پانی حجاب کو پھوڑتا ہے۔ اس میں سے ہوا نکل جاتی ہے اور وہ دریا میں مل جاتا ہے اور اسے دریا کا پانی نظر آنے لگتا ہے۔ خواہ عالم ساری عمر عمل ثواب کرتا رہے۔ پھر بھی بمنزلہ حجاب ہے۔ فقیر وہ حجاب ہے نہ دریا۔ بلکہ وہ حجاب کے درپے ہوتا ہے کہ کسی طرح اسے دور کر دے اور فقیر اور اولیاء میں وہی فرق ہے۔ جو حجاب اور دریا میں۔ اگرچہ حجاب فوق الادب ہے۔ لیکن پھر بھی اس کی اصل پانی سے ہے۔ جس طرح حجاب کو دریا کا مرجہ حاصل نہیں۔ اسی طرح عالم کو فقیر کا سامر تہہ حاصل نہیں۔ جس طرح عالم کو زبانی علم حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح فقیر کو تصدیق قلبی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ علم ظاہر میں شاکر و کاشف ہو اللہ احد کا ربانی سبق پڑھایا جاتا ہے۔ لیکن فقیر عارف طالب اللہ کو توجہ اور نظر سے گھسی باللہ اور حسنی اللہ کا سبق پڑھاتا ہے۔ جس طرح اہل ظاہر کے

لیے باطن اور علم باطن حجاب ہے۔ فقیر عارف باللہ ظاہری نگاہ سے ظاہری علم اور باطنی بینائی سے روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اسے ظاہری اور باطنی علوم کی تفسیر اور شرح اچھی طرح سے معلوم ہوتی ہے

علم باطن ز معرفت رہبر خدا      باز دارد حرص و حسد و از ہوا  
بے زبانش خوانند از رسول      علم باطن برد حاضری حق وصول

عارفان بے سررود با پائے جان      آں جا جہاں دیگر است دارالامان  
جو شخص قلبی زندگی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر کدورت خناس خرطوم اور وسوسہ شیطانی اور خطرات سے خالی ہے تو درست ہے ورنہ جھوٹا ہے۔ ایسا شخص جس کا دل زندہ ہو۔ وہ قلبی ذکر کے غلبات کی وجہ سے مشاہدہ نور میں غرق رہتا ہے۔ جو اب با صواب بذریعہ الہام حاصل کرتا ہے اور اسے قرب الہی اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ زبانی عالم کی کیا جرأت۔ جو قلبی عالم کے روبرو دم مارے۔ اگر دم مارے تو غضب جلالیت اسے مجنون دیوانہ اور مجذوب بنا دیتا ہے۔ زندہ قلب صاحب احوال روحانی کی کیا مجال کہ عالم صاحب سر عارف وصال کی برابری کرے اور صاحب سر عارف وصال کی کیا ہستی کہ موقوف اقبل ان تموتوا کی فتاوالے کے آگے دم مارے۔ قولہ تعالیٰ ”یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی“ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ صاحب وصال کی کیا مجال کہ عالم فی اللذات و فی التوحید نور جامع جمعیت بالقہ جمال کے روبرو دم مارے۔ جامع کے مراتب کی گنجائش وہم و فہم میں نہیں۔ لا تعداد اور لا انتہاء ہیں۔ مرشد کامل کو چاہئے کہ طالب کو پہلے ہی روز اسم اللہ کے حاضرابت کی مشق وجودیہ کے ذریعے تمام مراتب طے کرادے اور ایک دم میں سب کچھ دکھا کر بخش دے۔ تاکہ طالب کے دل میں افسوس اور حیرت باقی نہ رہیں۔ جب یہ حالت ہو جائے گی تو اس کا وجود تلقین اور ارشاد کے لائق ہوگا۔ فقیر کے ارشاد سے طالب پہلے ہی روز نفس و شیطان پر حکمران اور دونوں جہان کا امیر بن جاتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضاء ذکر و فکر و کوز

نفس، قلب اور روح سب کے سب نور حضور ہو جاتے ہیں۔ جو کامل مرشد پہلے ہی روز طالب اللہ کو نور حضور کے مرتبے پر نہیں پہنچاتا۔ اس احمق نے خواہ مخواہ اپنے پیر مرشد کے نام کا اطلاق کیا ہے۔ ایسے شخص کا طالب بھی بے نصیب اور احمق ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے فقیر، مراتب فقیر اور نور حضور کی قدر ہی معلوم نہیں۔ ایسا شخص مع مرشد ساری عمر معرفت سے محروم رہتا ہے اور خود پسندی اور ریاء کاری میں مبتلا رہتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

### مرشدِ کامل اور طالبِ صادق

واضح رہے کہ مرشدِ کامل صادق طالب اللہ کو ایک دم ایک قدم۔ ایک مراقبہ ایک توجہ، ایک نظر، ایک استغراق، ایک تفکر، ایک تصور اور ایک تصرف سے چھ چلے، چھ خلوتیں اور چھ مجاہدے میں یکتا کر دیتا ہے اور انتہاء تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضاء کو اس طرح پاک اور پاکیزہ بنا دیتا ہے کہ پھر اسے چلہ اور ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی۔ چھ چلے حسب ذیل ہیں۔ تماشائے ازل کی خلوت کا چلہ، تماشائے شکم ماورِ دنیا میں عمر بھر کی خلوت، تماشائے قبر، تماشائے حشر اور تماشائے ابد عقبیٰ اور بہشت کی خلوت کا چلہ۔ ان سب کو آزما کر پھر ان سے نکالتا ہے۔ پھر طالب کا وجود لا یموت بقاء و لقاء سے مشرف ہونے کے لائق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں کسی قسم کا افسوس یا حسرت باقی نہیں رہتی۔ عمر بھر کے مطالعہ علوم سے ایک دم کا وصال اور مشاہدہ حضوری اچھا ہے

آن علم غیب است بکشاید زراز  
نہ مطالعہ قال باشد نے آواز  
علم است علم از علم در غیب دان  
معرفت توحید نیست با عیان

جہل بر کفر است جہل بر ہوا  
عارفاں را شد لقا قرب از خدا

دینا کا طالب اور دنیا کی طلب سراسر جہالت ہے اور اللہ تعالیٰ کا طالب اور اللہ تعالیٰ کی طلب سراسر علم ہے۔ جو عین بخش، عین نماز، عین صفا، عین لقا ہوتا ہے اور ہمیشہ حضر کے ہمراہ مجلس نبوی ﷺ میں حاضر رہتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے روشن ضمیری کا شعلہ

حاصل ہوتا ہے۔ جن کے ذریعے مشرق سے مغرب تک سارا ملک ایک ہی توجہ سے اپنے قبضے میں آسکتا ہے۔ نیز اس کے مطالعہ سے علم فی اللہ و لقاء الہی حاصل ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ توجہ کی تلوار سے نفس کو قتل کر کے منظور الہی بن سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کے مد نظر رہتا ہے

ہر کہ خواہد سے شود عارف خدائے / روز و شب حاضر بود با مصطفیٰ  
بے ذکر ذوق است فکر فیض تر / در حضور نور شد صاحب نظر  
جس شخص کا باطن با توفیق ہے۔ اسے ٹھیک مجلس محمدی ﷺ کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔ جس کی یہ حالت ہو۔ پھر اسے دونوں ہاتھوں میں تسبیح لے کر درو و وظائف پڑھنے کی کیا حاجت ہے۔ جس کے قلب کی زبان جاری ہو۔ انوار دیدار سے مشرف ہو اور اس کا قلب حضور الہی میں ہو تو اسے تسبیح پھرانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ صاحب قلب مرشد صرف ایک نگاہ ہی سے حضور و قرب الہی تک پہنچا دیتا ہے

خوش بیادے طالباً طالب لقا / آں چہ باشد مال و تن کن جدا  
ہر کہ مگر از لقا محروم تر / کور ماور زاد باشد بے بصر  
مرشد کامل اسے کہتے ہیں کہ نجس اور پلید اور اہل نفس خراب حال طالب کو ایک ہی نگاہ سے حرص طمع تکبر خود پسندی اور خواہشات سے پاک کر دے اور ایک ہی توجہ سے معرفت اور لقاء الہی تک پہنچا دے

با نظر ناظر کند عارف خدا / با توجہ سے کند با حق عطاء  
از فکر فتنہ سے شود قربہ نفس / ذکر فکر و خام تر اہل از ہوس  
طالب صادق پیر و مرشد کامل سے دو مراتب طلب کرنے فرض عین ہے۔ ایک غرق میں باعتبار اور تصور میں باشعور ہونا۔ دوسرے لاہوت و لامکان میں مشرف دیدار ہونا ان دو مراتب سے ایک تو توفیق حاصل ہوتی ہے دوسرے تحقیق۔ ان دو مراتب سے اور دو مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی صحبت کل معرفت مشاہدہ اور دائمی قرب و حضور مجلس محمدی ﷺ یہ سب کچھ تصرف میں لانے سے غنی ہو جاتا ہے۔ لایحتاج مگر عاجز نہیں بلکہ

عارف ہے۔ فقیر مفلس نہیں بلکہ اسے حق تعالیٰ کے قرب کے اعلیٰ مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ فقیر اہل ابراہیم نہیں بلکہ اہل بہشت ہے اور دونوں جہان کا امیر ہے۔ اس قسم کا عارف فقیر باطن آباد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جمعیت باطنی کی قوت عطاء کرتا ہے اور وہ اعمال ظاہری درود و وظائف ذکر فکر اور مراقبے سے آزاد ہوتا ہے۔ یہی خاص الخاص فقیر ہے

سچ بودم سہ شدم اکنون دوم      از دوئی بگذشتم و یکتا شدم  
 این بود توحید رحمت حق عطاء      این بود فی اللہ فنا رویت لقا

یہ تمام مراتب شریعت محمدی ﷺ کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں اور اسی کی برکت سے علم عین اور باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ یہ عین بخش اور عین نما ہے۔

## شرح علم

علم زبان کے مطالعہ سے زبان کا عالم اور قلب کے مطالعہ سے عالم قلب علم قالب کے مطالعہ سے عالم قالب، علم روح کے مطالعہ سے عالم روح، علم سر کے مطالعہ سے عالم سر، علم نفس کے مطالعہ سے عالم نفس ہوتا ہے۔ لیکن ان سب کا عالم علم معرفت اور توحید مطلق کے مطالعہ سے محروم رہتا ہے۔ اہل حجاب اہل تقلید ہوتے ہیں۔ فقیر کو معرفت و توحید الہام علم لدنی، علم الانسان ما لم یعلم اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے۔ مکان دیدار کی تمثیل ہی نہیں دے سکتے۔ جو سبق اللہ تعالیٰ سے پڑھتا ہے۔ اسے یاد رہتا ہے اور مجلس محمدی ﷺ میں دور بند و مطالعہ علم کرتا ہے اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علوم کا تکرار رہتا ہے۔ علم مطالب، علم محبت، علم معرفت، علم مشاہدہ، علم قرب، علم حضور، علم جمعیت، علم فنا، علم بقاء، علم لقاء، علم یقین، علم اعتبار، علم انوار، علم دیدار، عین صراط مستقیم، قلب سلیم والے کے نصیب ہوتا ہے۔ علم جو ہر ایمان اور نفس شیطان پر غالب آنے کا علم اس قسم کے مراتب صاحب علم کو نصیب ہوتے ہیں۔ جاہل اس راہ میں چل ہی نہیں سکتا۔ اس قسم کا عالم غیب دان اور عالم باعینان ہوتا ہے۔ ہر ایک منزل و مقام پر جو الہی خزانہ ہے۔ اس کا کیا نشان بناتا ہے۔ ”تلمیذ الرحمن اویسی قادری عارف باللہ عالم باللہ حقیقی کو حق شناس کہتے ہیں

موسیٰ ہیچو موسیٰ سے بیند گناہ      خضر باطن احوال بودند حق نگاہ  
جو طالب مرشد سے اپنا نصیبہ تحقیق نہیں کرتا۔ وہ احمق بے نصیب ہے۔ جو مرشد  
طالب کو دیدار پروردگار کے انوار سے مشرف نہیں کرتا، وہ بخیل ہے بے توفیق ہے اور رقیب  
ہے۔ علم کا عالم بقائے رب العلمین سے مشرف ہے۔ علم سے کوئی مرتبہ دور اور باہر نہیں ہوتا  
اور نہ ہی ہوگا۔ طالب بقاء علم لقاء پڑھتا ہے۔ عالم لقاء کے سوا اور کوئی علم نہیں جانتا

طاقتے باید لقاء طالب بقاء      بس گرانی بار بردار و خدا  
علم بقاء با توفیق ہے۔ کیونکہ یہ برحق اور تحقیق ہے۔ تمام علوم علم لقاء میں شامل ہیں جو  
علم لقاء کا منکر ہے وہ مردہ دل شرمندہ اور بے حیا ہے۔ ”الحياء من الايمان“ حیا  
ایمان کی علامت ہے۔ جس میں حیا ہی نہیں۔ اس میں ایمان کہاں سے آسکتا ہے؟ مرشد  
جو عالم لقاء ہے۔ وہ توجہ ہی سے طالب کو عالم لقاء تک پہنچا دیتا ہے اور طالب درس میں  
غرق ہو کر علم لقاء پڑھتا ہے

صد بار بار تو گفتہ شد اے طالباً      بے نصیب ہر گز نیارد رو لقا

ہر کہ دعویٰ کرد من صاحب لقا      مال و تن فدا بہر از خدا  
طالب بقا با یک قدم با یک قدم      لائق لقا طالب بود اہل از کرم  
دیدار در انوار بیند عارفاں      در لاہوت لامکاں صاحب عیاں  
آنچہ بینی از تصور شد لقا      اسم اللہ برو حاضر با خدا  
دیدہ و در دو دیدہ دیدہ بدل      دیدار در دل خوش بہ میں اے روحل

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”رایت فی قلبی رہی“ میں  
نے اپنے پروردگار کو اپنے دل میں دیکھا  
باہو در دل من یافتہ تحقیق تر

دل زہل شد پیشوا صاحب نظر      جس عالم کو معرفت الہی سے علم حاصل نہیں وہ بے معرفت عالم نفس کی قید میں ہے۔  
جس عالم کو علم لقا حاصل نہیں۔ وہ بے حیا نفس کی قید میں ہے۔ جس عالم کو قرب الہی کا علم

حاصل نہیں۔ وہ نفس کی قید اور قہر میں ہے۔ جس عالم کو عالم وصال سے بہرہ نہیں۔ وہ ہمیشہ  
نفس کی قید میں رہتا ہے

نفس را بگذار طلب از روح گیر      ناشوی عارف خدائی اللہ فقیر  
قلب گوشت کے اس لوٹھڑے کو نہیں کہتے۔ بلکہ قلب وہ ہے جو معرفت محبت اور  
مشاہدہ پر ہے اور دیدار انوار پر مشرف ہے اور روز الست سے مست ہے

مرشد شوی طالب شدی بمعرفت      گر مردہ را زندہ کنی عیسیٰ صفت  
تا نگرود غرق فی التوحید نور      کے شوی عارف خدا اہل حضور  
راہ فقرش دیگر است فیض و فضل      نظر بر توحید کن زان کن ازل  
کس نیا بم طالبے لائق لقا      در طلب اثبات جاں وہ راہ خدا  
پیش مردم شد مزن اے لافزن      بر زبان اللہ در طلب زن

دیدار انوار حضور لقا سے مشرف ہوئے بغیر ذکر، فکر، مراقبے اور ورد و وظائف سے ہر  
گز باطنی صفائی حاصل نہیں ہوتی۔ دیدار لقا سے مشرف ہوئے بغیر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ  
وسلم نصیب نہیں ہوتی۔ مرشد جو عارف لقا ہے۔ وہ طالب اللہ کو پہلے ہی روز تمام علوم مثلاً  
علم فنا، علم بقاء، علم روح، علم غیب دانی، علم قرب ربانی، علم لقا، علم عین العیانی سے مشرف  
کر دیتا ہے اور وہ زندہ قلب اور فانی نفس ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے مراتب اس شخص کو  
حاصل ہوتے ہیں۔ جسے اسم اللہ ذات کا تصور حاصل ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ خاص الخاص  
اور با تحقیق ہے۔

واضح رہے کہ طالب جسم نفس سے مراتب نفس میں ہے۔ جسم قلب سے مراتب قلب  
کا طالب جسم روح سے روح کا طالب ہے۔ جسم سر سے طالب دیدار ہے جسم یقین سے  
مراتب بقا حاصل کرتا ہے اور جسم اعتقاد سے مراتب اتحاد ہاتھ آتے ہیں

گر جویم شرح ہر مک ہر مقام      از ازل تا ابد کے گرد تمام  
اللہ بس ماسوی اللہ ہوں۔

اے عزیز! جو علم حاصل کرتا ہے اسے عالم جو ذکر کرتا ہے اسے ذاکر جو فکر کرتا ہے



اسے فکر کنندہ جو مراقبہ کرتا ہے۔ اسے صاحب مراقبہ کہتے ہیں۔ غرضیکہ جو شخص جو کام کرتا ہے۔ اسی سے موسوم ہوتا ہے۔ اسی طرح عارف ولی صاحب مکاشفہ صاحب مجالس صاحب مجاہدہ صاحب مشاہدہ صاحب مجادلہ صاحب محاربہ صاحب قرب صاحب نور اور صاحب حضور ہوتا ہے۔ اہل باطن اولیاء صاحب صفاء صاحب نفس صاحب غوث صاحب قطب صاحب روح ابدال و اوتاد صاحب سر اور صاحب درویش ہوتا ہے۔ لیکن فقیر کے مراتب اور ہی ہیں۔

چنانچہ مندرجہ بالا تمام مراتب اگر ایک جگہ جمع کئے جائیں تو فقر کے مراتب کا عشر عشر بھی نہیں۔ ان مراتب والے غرق فی اللہ سے بے خبر اور خدا نارسیدہ ہوتے ہیں۔ ان کا ہر ایک مرتبہ فقر سے بعید ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے فقر کے مراتب کو سنا ہو۔ لیکن صرف سننے سے کام نہیں چلتا۔ وہ باوجود سننے کے حجاب میں رہتے ہیں۔ پس فقیر کسے کہتے ہیں۔ فقیر کے مراتب لا تعداد اور لا انتہاء ہیں۔ لا ہوت ولا مکان اس پر عیاں ہیں۔ اسی وجہ سے فقر کی شان سب سے بڑی ہے۔ فقر کو مذکور کا دیدار حاصل ہوتا ہے۔ نیز اسے قرب دیدار حاصل ہوتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ دیدار کے یہ مراتب کس اعتبار سے ہیں؟ تو جواب دو کہ ”الفقر فخری والفقیر منی“ کی وجہ سے۔

فقیر پہلے ہی روز دیدار سے مشرف ہے۔ اس کا متوسط مرتبہ غرق فی النور ہے اور اس کا انتہائی مرتبہ یقین و اعتبار سے مشاہدہ رویت اور دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ مشرف دیدار کس علم سے ہو سکتا ہے اور مشرف دیدار کس راہ پر چلتا ہے۔ مشرف دیدار کو اسم اللہ ذات کا علم حاصل ہوتا ہے اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ حاصل ہوتی ہے۔ اس راہ والے کو حضوری اور قرب دیدار حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ منجانب اللہ حق پر ہوتا ہے اور جمعیت بخشنے والا حق ہے۔ اس راہ کی وجہ سے انسان باطل سے بیزار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ باطن کی بنا بھی باطل پر ہی ہوتی ہے۔ مشاہدہ و دیدار سے مشرف ہونے کا گواہ کلمہ طیبہ لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهُ ہے۔

چنانچہ لا الہ کہنے سے ہستی چھوڑنا اختیار کرتا ہے اور نابود ہو جاتا ہے اور لا الہ کہنے

سے لاہوت و لامہاں میں توحید تک پہنچ جاتا ہے اور دیدار رب العالمین سے مشرف اور وسیلہ نجات ہو جاتا ہے اور محمد رسول اللہ کہنے سے بندے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں رہتا۔ موت و اقبل ان تموتوا اور فنا و بقاء کے یہ مراتب ہیں۔ ان مراتب والے لقاء الہی سے مشرف شریعت کے مطابق اور غالب ہوتا ہے۔ جس کو بقائے مولا کی معرفت حاصل ہے۔ وہ حق سے حق پر ہونے کے سبب حق سے مشرف کر سکتا ہے۔ جو شخص کلمہ طیب، اسم اللہ ذات اور دیدار کا منکر ہے وہ مردود و مردار خوار اور کافر ہے۔ جو کلمہ طیب سے رجعت کھاتا ہے۔ وہ دنیا و آخرت دونوں میں مرتد، مردود اور عاق ہو جاتا ہے۔ جو مرشد یا پیر کلمہ طیب کی کنہ کے سبب حضور سے مشرف نہیں کر سکتا اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں منصب نہیں دلا سکتا۔ وہ احمق ہے خواہ مخواہ اپنے تئیں پیر و مرشد کہلاتا ہے۔ ویسے تو پیر مرید بہت ہیں اور دنیا کے طالب اور مردم کش قصاب مرشد بے شمار ہیں۔ لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہوتا ہے۔ جو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچاتا ہے اور دیدار پروردگار سے مشرف کرتا ہے۔ دونوں جہان علم قرآن پاک کی قید میں ہیں اور علم قرآن کلمہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی طے (پیٹ) میں ہیں اور کلمہ طیب اسم اللہ ذات کی طے میں ہے۔ کلمہ طیب اور اسم اللہ ذات سارے وجود کو یکبارگی پاک اور پاکیزہ بنا دیتا ہے اور وجود سے پردہ اٹھا کر دیدار سے مشرف کرتا ہے۔ اس پر تو تعجب نہ کر اور نہ اس سے انکار کر۔ کیونکہ علم غیب، غیب تک پہنچا دیتا ہے۔ علم باطن، باطن تک اور علم ظاہر وجود تک تا شیر و تفسیر کے ساتھ پاک کر دیتا ہے۔ علم اللہ کافی ہے۔ باقی سب ہوس ہے۔

واضح رہے کہ علم کے معنی جاننا ہے۔ بعض علوم کے کثرت مطالعہ سے سردردی اور دماغ کی کمزوری لاحق ہوتی ہے اور بعض سے خودی و تکبر پیدا ہوتے ہیں۔ عقل نہیں رہتی اور علم کی تحصیل کے بعد جس کی عقل ٹھکانے رہتی ہے۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیدار پروردگار کی طلب کرتا ہے اور پھر وہ معرفت، قرب، حضور اور دائمی دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے اور اسے مجلس محمدی ﷺ حاصل ہو جاتی ہے۔ علم وصال کا راہبر ہے۔ عالم جو عارف ولی اور فقیر ہو۔ اس کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔ اسے عنایت اور ہدایت دونوں حاصل

ہوتی ہیں۔

علم کے تین حرف ہیں اور ہوتا بھی تین قسم کا ہے۔ یعنی علم نفس، علم قلب اور علم روح اور عالم نفس ہمیشہ نافرمان، عالم قلب ہمیشہ علم عاقبت بالخیر کے مطالعہ میں مصروف رہتا ہے اور عالم روح علم عین کے مطالعہ کی وجہ سے نفسانی خواہشات اور انانیت کو چھوڑ دیتا ہے۔ نفس سے علم حرص و ہوا، قلب سے علم صفا اور روح سے علم طلب معرفت الہی حاصل ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ علم ظاہر سے عالم شریعت کو فرض، واجب، سنت، مستحب اور ضروری احکام کی واقفیت ہو جاتی ہے اور علم باطنی سے باطنی عالم کو عرفان الہی اور توحید کی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ نیز اسے قرب الہی و حضوری مجلس محمدی ﷺ بھی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ عالم حضوری اور عالم ضروری عین ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ ان کی مجلس یا ہمنشین آگ اور پانی یا اندھے اور بینا کی طرح راست نہیں آتی۔ خبردار! دل سے ماسوی اللہ تعالیٰ کو نکال عالم قلب اور عالم روح کے لیے ضروری ہے کہ عالم نفس سے گفتگو تک نہ کرے۔ کیونکہ وہ مردہ دل اور پڑ مردہ قالب نفس اور دنیا کی قید میں ہوتا ہے۔

### فقرِ اختیاری و اضطراری

واضح رہے کہ فقر دو قسم کا ہے۔ ایک اختیاری اور دوسرا اضطراری۔ فقرِ اختیاری "الفقر فخری و الفقر منی" اس کے دو مراتب ہیں۔ ایک خزانہ دل کا تصرف اور عنایت اور تمام دنیاوی خزانوں کا تصرف۔ دوسرے ہدایت معرفت اور قرب الہی، فقرِ اضطراری والا در بدر بھیک مانگتا پھرتا ہے اور عنایت سے محروم رہتا ہے۔ اس میں دن رات فقر کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ فقرِ اضطراری ہی فقرِ مکب ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "نعوذ باللہ من فقر المكب" عین منہ کے بل گرا دینے والے فقر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہو۔ فقرِ اختیاری اسم اللہ ذات اور قرب حضور پر مبنی ہے۔

از میان نقش بن نقاش را معرفت توحید این است حق لقا  
غرق فی التوحید شود ذات نور اسم اللہ برد حاضر با حضور

من غلام قادریم و قادری ہر صحبتی با مصطفیٰ ﷺ حاضری  
 نفس کی خوراک اور قوت کیا ہے؟ اور قلب کی کیا؟ اور روح کی کیا؟ نفس کی قوت  
 حرص اور لذت دنیا۔ قلب کی مشاہدہ حضوری اور بندگی ہمیشہ کی بیداری اور روح کی مشرف  
 بہ لقائے الہی ہونا اور دیدار پروردگار کے انوار میں غرق ہونا۔ جب طالب اللہ روشن ضمیر ہو  
 جاتا ہے تو نفس کو طمع اور حرص سے باز رکھتا ہے۔ جب نفس قلب اور روح کی قید میں آجاتا  
 ہے تو نفس کو طمع اور حرص سے باز رکھتا ہے۔ جب نفس قلب اور روح کی قید میں آجاتا ہے تو  
 نفس مطمئنہ کہلاتا ہے اور اس کی صورت نورانی ہو جاتی ہے

گر بیائی طالباً توحید راز روح قلب وہم سخن با آواز  
 رفت نفسے از ہوا رحمت رسید معرفت توحید دیگر را ندید

اسی حالت میں انسان کا ملائپ نور سے ہو جاتا ہے

کے رانفس قلب و روح نور است فنا فی اللہ بود دائم حضور است  
 بالتصور اسم اللہ ذات کے مراقبہ کی انتہاء یہ ہے کہ حضوری الہی سے مشرف ہو انوار  
 دیدار پروردگار سے حاصل ہو۔ مرد خدا یہ دیدار ایک دم میں سات مرتبہ کرتے ہیں۔ اگر بحر  
 مکافہ میں غوطہ لگائیں تو دیدار الہی سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ مراقبہ سے ایک دم میں  
 قیامت تک کے واقعات منکشف ہو جاتے ہیں۔ اس پر نہ ہی نکتہ چینی کرو اور نہ ہی تعجب  
 کرو۔ راہ حضوری اور معرفت و قرب الہی میں ظاہری اور باطنی ہر مقام با توفیق تحقیق ہو  
 جاتا ہے۔ کامل مرشد نعم البدل ہے اور نعم البدل کے مراتب دونوں جہان کا معممہ ہیں۔  
 توحید کی چابی سے ہر ایک مقام کا قفل کھل سکتا ہے

مرتبہ ایساں نہ باشد مرتبہ با در فنا فی اللہ وحدت با خدا  
 جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور کی معرفت کا سبق پڑھتا ہے۔ وہ چودہ طبق کا تماشہ  
 پشت ناخن پر دیکھ سکتا ہے۔ کامل مرشد سے مذکورہ بالا مراتب کا حاصل کرنا آسان ہے۔ جو  
 مرشد عارف نظارہ ہے۔ اسے طالب کو لا مکان کے مراتب عیاں کرتے ہوئے کوئی دیر  
 نہیں لگتی۔ جس شخص کو کیمیا کسیر معلوم ہے۔ وہ نہیں کہتا اور جو نہیں جانتا وہ کہتا ہے۔ نیز جو

شخص کہتا ہے کہ میں کیمیا گر ہوں۔ وہ سراسر جھوٹا ہے۔ وہ احمق بمنزلہ بیل ہے۔ عامل لوگ اپنے تئیں پوشیدہ رکھتے ہیں اور لایحتاج ہوتے ہیں۔ مہبوس (کیمیا گر، حریص وغیرہ) لوگ خراب و خستہ اور محتاج ہوتے ہیں۔ جس شخص کو اسم اللہ ذات کا تصور و تصرف حاصل ہے۔ وہ حضوری میں کامل اور دعوت کا عامل ہوتا ہے اور اسے قبور کی روحانی ملاقات اور علم کیمیا حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لیے اپنے آپ کو حضور میں پہنچانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اے عزیز! صادق طالبوں اور کامل مرشدوں کے یہ مراتب ہیں

با نظر از خاک میگردند زر      از سیم وزر بہتر بود عارف نظر

نظر عارف می رساند با خدا - - -      با نظر عارف بہ بیند کیمیا

کے شناسد عارفاں حق معرفت      با نظر زندہ کند عیسیٰ صفت

جو شخص ہر علم میں کامل ہے۔ وہ معرفت فقر میں قدم زنی کرتا ہے۔ لیکن احمق ناقص محض لاف زنی کرتا ہے۔ کامل مرشد فقیر معرفت علم دعوت کا کامل اور عیسیٰ کی طرح زندہ دم وہ شخص ہے۔ جو تمام کیمیا، تمام علوم، تمام مراتب، تمام حکمت اور ذات و صفات کے تمام مقامات طے کرے۔ اسم اللہ ذات کے تمام حضرات کے وسیلے طالب صادق کو حضرت آدم صغی اللہ سے لے کر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک اور قیامت تک کے تمام انبیاء مرسل، اصفیاء اولیاء عالم باللہ اولیاء اللہ، غوث، قطب، ابدال، اوتار اہل مراتب و مناصب اور مومن و مسلمان کی روحوں کے ساتھ مصافحہ و ملاقات کرتا ہے اور ان کے ناموں سے آشنا ہوتا ہے۔ پھر سلطان الفقر سے ملاقات کرتا ہے۔ یہ اس طالب صادق کا پہلے دن کا سبق ہے۔ جو لائق نظر ظاہر مثل حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور باطن میں سیر و سفر حضرت نبی اللہ خضر کے ہو۔ جو مرشد پہلے روز طالب کو ان مراتب پر نہیں پہنچاتا اور حقیقی احوال اس پر منکشف نہیں کرتا۔ طالب کے حق کا وبال اس کی گردن پر ہے۔

یاد رہے کہ طالبی و مرشدی پروردگار کا ایک بھید ہے۔ جو لوگ احمق اور تیلی کے تیل

کی طرح ہیں۔ وہ ان رموز کو کیا جانیں۔

روح کا علاج لذت، جمعیت، شوق اور معرفت قرب الہی ہے اور نفس کے تمام احوال

از روئے حرص و ہوا سراسر پلیدی اور گندگی ہیں۔ قلب کے اعمال حق پسندی کے سبب زندگی ہے۔ قلب کی یہ کاملیت ہے کہ خواب یا بیداری میں جس کو چاہے باشعور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے مشرف کرادے اور نعمت، دولت، عزت، شرف، ہدایت، ولایت، عنایت اور اسم اللہ ذات کے تصور کی تعلیم و تلقین اس طرح دلائے کہ وہ خواب میں روحانی شکل سے دیکھ سکے اور جب خواب سے بیدار ہو تو زبانی حقیقت کا اظہار کرے اور اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے اور اگر خواب میں کسی کافر کی صورت کا تصور کر کے اسے دوزخ کی آگ میں ڈال دے تو اسے دوزخ کی آگ کا عذاب ہو اور پھر اسے بہشت دکھلا کر اس کی نعمتیں چکھائے اور جب وہ کافر خواب سے اٹھے تو با آواز بلند کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ پڑھے اور کہہ دے کہ اسلام برحق ہے اور کفر باطل۔

## شرح ذکر

اہل تقلید ذاکر بہت ہیں اور خود پسند ریاکار صاحب حجاب بے شمار ہیں۔ اصلی ذاکر اہل توحید اور مشرف بیدار ہوتا ہے۔ ذکر کے سبب انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ اٹھ جاتا ہے۔

ذکر یک ورد است باشد لادوا شد شفا از حد و ذکرش بالقا

ذکر یک سوز است سوز مغز جان سوز از لاهوت برد لامکان

ذکر کے سات اصول ہیں۔ جو ساتوں اعضاء اور قلب و قالب سب سے کئے جاتے ہیں۔ ان ساتوں میں سے ہر ایک سے ستر ہزار قرب نور ستر ہزار علم حضور انوار معرفت توحید بیدار سے حاصل ہوتے ہیں اور جمعیت، تصور کل، تصور گنج، طلسمات و مہلکات مشکل حاصل ہوتی ہے۔ ان باتوں کے لائق کوئی کامل وجود ولی اللہ اور عارف باللہ ہوا کرتا ہے۔ سات ذکر عظیم اور ہفت اندام قلب سلیم صراط المستقیم حسب ذیل ہیں۔ جن کو با اعتقاد اور بالیقین کرنا چاہئے۔

چنانچہ پہلا ذکر عظیم ذکر حامل اور تصرف گنج عنایت جس سے ذکر لایحتاج ہو جاتا

ہے۔ جسے کامل درجہ کی عنایت حاصل ہے۔ اسے کسی قسم کی شکایت نہیں۔

چنانچہ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "عذاب الجوع اشد من عذاب القبر" بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے بھی بڑھ کر ہے۔  
دوم: ذکر نور: جس کے شروع میں طالب اللہ کے ساتوں اعضاء سر سے لے کر پاؤں تک مشاہدہ حق میں نور ہو جاتے ہیں۔ ذکر نور کا ذکر اسم اللہ ذات کے تصور سے بغیر مجاہدہ سارے مطالب حاصل کر لیتا ہے۔

سوم: ذکر عظیم: ذکر مقام غرق فی اللہ فنا اس ذکر سے ذاکر لامکان لا ہوت اور توحید لقا سے مشرف ہو جاتا ہے اور یکبارگی اس کے سارے مطالب مل جاتے ہیں۔  
چہارم: ذکر عظیم مغز بیدار: اس کے شروع تلقین میں انوار الہی میں مستغرق اور دیدار پروردگار کے انوار سے مشرف ہو جاتا ہے اور اسے یقینی اور اعتباری علم حاصل ہوتا ہے اور سارے مراتب پالیتا ہے۔

پنجم: ذکر عظیم حی زندہ: اس کے شروع میں ساتوں اعضاء قلب اور قالب زندہ ہو جاتے ہیں اور لا ہوت و لامکان اور دونوں جہان کے اٹھارہ ہزار عوالم کا تماشا کرتا ہے اور یکبارگی اپنے مطالب حاصل کر لیتا ہے۔

ششم: ذکر عظیم قرب الحق: اس کے شروع میں معرفت و توحید حق کی حقیقت اور اصلی حقائق حاصل کرتا ہے اور باطل، حرص، طمع، مجسّد، تکبر اور ریا کو چھوڑ دیتا ہے اور پہلے ہی روز طالبان الہی کو حضرت فقر کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے اور یکبارگی تمام مطالب حاصل کر لیتا ہے۔

ہفتم: ذکر عظمت العظام: اس ذکر سے گو خدا تو نہیں بن جاتا لیکن خدا سے ایک دم بھی جدا نہیں ہوتا اور اپنے تمام مطالب یکبارگی حاصل کر لیتا ہے۔ وہ کون سا اور راہ ہے جس سے دیدار الہی سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ وہ کون سا علم بقاء ہے جس سے بقائے رب العالمین حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ دیدار الہی جائز ہے۔

اے نفس کی قید میں پھنسے ہوئے ناقص اور احمق! اے اہل ہوس! انا لکن اہل غم بے

دانش بے شعور، مردہ دل، معرفت و قرب الہی سے بے خبر، رحمت الہی سے محروم، دیدار پروردگار کی شرح سن! قلب سلیم والے کو دیدار نصیب ہوتا ہے نہ کہ اس شخص کو جس کا قلب مردہ اور قالب افسردہ ہو اور جو عالم بمنزلہ جاہل ہو اور جس کی حالت کمثل الحمار یحمل اسفارا کے مطابق ہو۔ ایسا شخص نفس کا طالب، دنیا کا مرید، شیطان کا قیدی اور بدکار ہوتا ہے۔ یہ معرفت اور توحید الہی سے دور ہوتا ہے۔ اسے مجلس محمدی ﷺ کا اعتبار نہیں ہوتا۔ مولیٰ کے دیدار کی یہ کیفیت ہے کہ بعض مردود اہل بدعت، مگس حسن اور خط و حال سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ایسے لوگ بالکل جھوٹے اور مراتب لا زوال میں بے جمعیت اور پریشان احوال ہوتے ہیں۔ غیر مخلوق کو مخلوق سے تشبیہ دینا سراسر کفر اور شرک ہے۔ جتنے مقام ہیں۔ مثلاً ازل، ابد، عرش، کرسی، لوح، قلم، تحت العریٰ اور بہشت ان میں اگر کوئی کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو وہ کافر ہے۔ یہ از روئے حرص و ہوا ہے۔ دیدار و لقاء محض فیض فضل اور عطاء ہے۔ جو اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ جس وقت انوار کی تجلی ہوتی ہے۔ اس وقت کسی جگہ یا مقام کا نام و نشان تک نہیں رہتا۔ بلکہ لامکان ہوتا ہے۔ جہاں پر لقاء دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ جو اس کا منکر ہے وہ جھوٹا، کافر اور منافق ہے اور لقاء بے شک و شبہ ہوتا ہے

نیست آنجا ازل و ابد نیست دنیا نہ بہشت

آں مکان است لا مکان دیدار از شریعت

حضور کے انوار میں جو کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اس کی تمثیل نہیں دے سکتے۔ جو کچھ

کلام اللہ مع اللہ اور مدور پڑھتا ہے۔ وہ قیامت تک رہتا ہے

اللہ ہر کرا خواہد نماید عین راز اللہ ہر کرا خواہد و بہد قرب از آواز

اللہ ہر کرا خواہد نہ بخشد با حضور از بخواہد راندہ گرداند بدور

وہ دیدار و لقاء کا علم یہ ہے۔ لقاء کے لیے ضروری علم ہے۔ بعض کو لقاء جمیعت

حاصل ہوتی ہے اور بعض مجذوب ہو جاتے ہیں۔ بعض لقاء سے دن رات جلتے ہیں اور آہ آہ

کرتے ہیں۔ یعنی "ان المشاقین المدبوزین من ہل من مزید" ہیں۔ یہ فرد توحید



تجربہ اور تفرید کے مراتب ہیں۔

قولہ تعالیٰ ”فمن كان يرجوا لقاء ربه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربه احداً“ اگر کوئی شخص اپنے پروردگار کا لقا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ بنائے۔ عمل صالح اور عبادت قدیم کیا ہے؟ لقائے الہی کی طرف متوجہ ہونا واصل کو علم سے بقا حاصل ہوتی ہے

گر شوم در غرق دیدارش دوام	باہو در ہو گم شدہ باہو کدام
با خبر باہو بود باہو بخواند	باہو باہو را برد باہو نمازد
ہر کہ از خود شود آں جا چہ دید	خوش ہمیں دیدار از خود پرید
ہر کہ منکر از خدا وز مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	آں کاذب و مردود گردد بیجا
گر لذت دیدار را شرحی کنم	کونین را بر نام او صدقہ کنم
گر بیانی زود بینی طالباً	طالبان پیدا شود بہر از لقا
اجل پیغام است موت از معرفت	ہر کہ محرم موت شد طالب صفت

قولہ تعالیٰ ”فاینما تولوا فثم وجه اللہ“ (۲-۱۱۵) تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔

ہر طرف بینم مشرف شد لقا	آوردم روئے بسوئے قبلہ چور و قبلہ نما
زاللہ رو نگر دانم بجان گر جاں بود	گر چہ از سرتن جدا جان سے شود
جام نوش ہر گز نہ ترسد جاں بجان	ساکن لاہوت نظرش لا مکان
دیدہ بر دیدار دل با اشتغال	غرق فی التوحید عارف دم وصال
از لقا روئے نگر دانم دوام	ہر کہ از رو رانده اے کافر تمام

جس فقیر اہل اللہ کے ساتوں اعضاء اسم اللہ ذات کے تصور سے سراسر نور بن گئے ہیں۔ اسے ظاہری تصرف اور باطنی معرفت کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عوالم سے باخبر اور مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ کا صاحب حضوری ہوتا ہے۔ اس پر تمام فرشتوں جنوں اور انسانوں کے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ یہ مراتب باطن معصوم فقیر کے ہیں اور

یہ اسم اللہ ذات کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ایک مرتبہ اسم اللہ ذات کے درست تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کا تصور بے حجاب ہوا کرتا ہے۔

واضح رہے کہ اسم اللہ ذات فرمان کی طرح ہے۔ جو صاحب تصور اسم ذات فرمان کو باعزت نہیں لیتا۔ وہ نافرمان فرعون ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص جسے قرب مشاہدہ اور حضور الہی حاصل ہے۔ اس کی بات کبھی خطا نہیں کرتی۔ کیونکہ جو کچھ وہ کہتا ہے۔ قرب الہی کے سبب وہ قبول ہوتا ہے۔ اس قسم کے فقیر کی زبان رحمانی تلوار ہوتی ہے۔ جو موزی کو قبل از ایذا قتل کر دیتی ہے۔ ان مراتب کو اہل ہوا و ہوس کیا جانیں کہ ایسے لوگ سارے جہان کو ایک دم میں فنا کر سکتے ہیں اور ایک ہی توجہ سے سارے جہان کو بحکم خدا بہ اجازت رسول ﷺ بقاء بھی بخش سکتے ہیں۔ کیونکہ جو فقیر اہل حضور غرق فی التوحید فنا فی اللہ اور اسم اللہ جلالی اور جمالی سے منور ہیں۔ ان کی کوئی بات بھی حکمت الہی سے خالی نہیں ہوتی

مست را فکرے نباشد از جلال غرق فی التوحید اللہ بالوصال  
جو فقیر دیدار الہی سے دائمی طور پر مشرف ہے۔ وہ دنیا مردار کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا کیونکہ دنیا مردار نجس ناپاک گندی اور بد بودار ہے۔

واضح رہے کہ شیطان اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر غالب آتا ہے اور ان پر غفلت بھی غلبہ کرتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے دوست شیطان پر غالب آتے ہیں۔ جو شخص حقیقی طالب ہوتا ہے وہ اہل توفیق ہوتا ہے اور بلا شکر و شبہ اللہ تعالیٰ اس کا یار و مددگار ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "ان عبادی لیس لک علیہم سلطان و کفی بربک و کیلا"  
(۱۷-۶۵) بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تو غالب نہیں آسکتا تیرا پروردگار ان کے لیے کافی وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر نفس ہمیشہ سوار رہتا ہے اور وہ ہمیشہ خوار و حرص و طمع میں حیران و پریشان رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے دوست نفس پر سوار ہوتے ہیں اور انہیں علم یقین، علم اعتبار، علم دیدار اور دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے اور غرق فی النور ہوتے ہیں۔

پس یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی پہچان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی

معرفت دوستی اور محبت کس بات سے ہوتی ہے؟ یہ مرشد کامل سے حسب ذیل باتوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اول ذکر نور دوم تصور حضور، تفکر حضور اور ذکر سے نور اہل روح کی قبور پر عمل دعوت پڑھے بغیر تصور حضور حاصل نہیں ہوتا۔ جو شخص با اخلاص اور با اعتقاد ہو کر اولیاء اللہ کی قبروں پر جا کر آیات قرآنی اسم اللہ اسم اعظم اور کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھ کر روحانی کی طرف متوجہ ہو اور با فکر مراقبہ کرے تو اس وقت وہ روحانی بلا شک و شبہ قبر سے اس طرح نکلے گا۔ جس طرح سانپ کینچلی سے۔ روحانی کے لیے قبر سے نکلنا اور اس میں داخل ہونا ایسا ہی آسان ہے۔ جیسا غوطہ خور کے لیے پانی میں آنا جانا۔ اگر پڑھنے والا صاحب توفیق ہے تو دیکھے گا اگر مردہ دل ہے تو نہیں دیکھ سکے گا۔ خواہ ساری عمر ہی بیٹھا کیوں نہ پڑھا کرے۔ اگر طالب صاحب باطن ہے تو روحانی اس سے دینی یا دنیاوی ہر کام کے لیے ہمکلام ہوگا۔ اگر اہل نفس ہے تو نفس سے۔ اگر صاحب قلب ہے تو قلب سے، اگر صاحب روح ہے تو زبان روح سے اور اگر صاحب سر ہے اور روحانی کا کلام بلا شک و شبہ درست ہوگا ہرگز ہرگز خلاف نہ ہوگا۔

چنانچہ خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خلاصہ موجودات فرماتے ہیں: "اذا تحیرتم فاستعینوا من اهل القبور" اگر کسی معاملے میں تمہیں حیرت ہو تو اہل قبور سے مدد لو۔ ترک سے تصور حضور ذکر نور اور مراتب نور اور تجرید و تفرید سے توحید تصور حضور اور توکل حاصل ہوتا ہے

بے حضوری ذکر و فکر و بعد و دور

احتیاج نیست ذکرش روبرو

ذکر حق نور است فکرش با حضور

ذکر را بگذار مذکورش مگو

نیز شرح دعوت قبور حسب ذیل ہے

گر ترا علم است دانش با حضور

عاقبت تو جائے خانہ شد قبر

علم سے باید علم بہر از عمل

نظر کن با مردگان اہل القبور

کس نبرۂ در قبر این سیم و زر

جز محبت حق دگر باطل مجمل

عارف اور عالم باللہ وہ شخص ہے جو قوت قرآن قرب اور معرفت الہی سے ایک قلعہ

بنائے یا پر انوار تجلی لقا کی جمعیت سے مشرف بدیدار ہو کہ آگ پاس نہ آسکے۔ دعوت قبور وہی شخص پڑھ سکتا ہے جسے اہل قبور کے حالات منکشف ہوں اور انوار کا کشف اسے حاصل ہو اور روحانی اس سے کلام باصواب کرے۔ بعض جنہیں یہ توفیق حاصل نہیں ہوتی رجعت کھا کر خانہ خراب ہو جاتے ہیں۔ بعض بے حجاب، بعض روتے کڑھتے اور بعض دن رات آپس بھرتے رہتے ہیں۔ مارے خوف کے امید پر زگا ہیں جمی رہتی ہیں۔

### اقسام قبور اور دعوت پڑھنا

اب یہ سمجھ لینا چاہئے کہ عظیم و کبیر قبر اور ادنیٰ و صغیر مراتب کس طرح معلوم ہوتے ہیں۔ سو واضح رہے کہ قبریں چند ایک قسم کی ہوتی ہیں اور روحانی کے مراتب اور خطاب چند ایک قسم کے ہیں۔ جس قسم کے روحانی کے حالات اور مراتب ہوں گے۔ ویسا ہی عامل پر اثر ہوگا۔ اگر اہل نفس ہے تو قبر کی قید میں رہ کر عذاب سہے گا اور اس کی حالت خراب ہو گی۔ ایسے شخص کی قبر پر دعوت پڑھنے سے جنونیت، خطرات، واہمات، وسوسہ شیطانی، فریب، رجعت وغیرہ کی آواز آئے گی۔ اس دعوت سے ہرگز مطلب براری نہیں ہوگی۔ بعض روحانی اہل قلب، روشن ضمیر، تن مردہ اور جان زندہ ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کی قبر پر اگر دعوت پڑھی جائے تو جمعیت سرشت حاصل ہوتی ہے جو کہ بہشت سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ نیز مؤکل فرشتے کی آواز احوال کے موافق آتی ہے اور قبر میں سے انوار کے شعلے نکلتے ہیں اور طالب کی مہمات سرانجام ہوتی ہیں۔ اس سے نجات اور کم آزاری حاصل ہوتی ہے۔ اگر روح اہل روح ہے تو عامل کے ساتوں اعضاء سر سے لے کر پاؤں تک نور ہی نور ہو جاتے ہیں اور دل طوفان لوح کی طرح موجزن ہے۔ روحانی اس سے مل کر بیٹھتا ہے اور اس کے مطالب پورے کرتا ہے۔ اہل اسرار کی قبر پر دعوت پڑھنے سے قدرت الہی کے اسرار منکشف ہوتے ہیں اور عین بعین دکھائی دیتے ہیں۔ اہل نور کی قبر پر دعوت پڑھنے سے عامل بھی صاحب انوار اور مجاہدہ اور مشاہدہ انبیاء اور اولیاء میں بلا شک و شبہ صاحب حضور ہو جاتا ہے۔ عارف روحانی کو ایمانی نور حاصل ہوتا ہے۔ جس کی قوت سے وہ آدمیوں سے ملتا ہے اور اس کی قبر سے مذکور کے ذکر کی آواز آتی ہے۔ جناب سرور

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور“ ”اگر تم کاموں میں متحیر ہو جاؤ تو اہل القبور سے مدد مانگو۔“ روحانی کی قبر سے آواز آتی ہے اور عامل کو جمعیت جاودانی حاصل ہوتی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور والے کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا ہے

عمل قرآن و قبر قرب از خدا  
 این عمل حاصل شود از مصطفیٰ ﷺ  
 قبر شیر کے مکان کی طرح ہے اور قبر میں روحانی شیر بہر کی طرح۔ قبر پر دعوت وہی پڑھتا ہے جس میں حضرت عیسیٰ اور خضر علیہما السلام کی سی قدرت و توفیق ہو

قبر بیشہ شیر در قبہ شیر بہر شہسواری شیر خواند با بصر

اولیاء اللہ کی قبر کے گرد نور کا قلعہ ہوتا ہے جس میں روحانی ہمیشہ مشرف رہتا ہے

ہر کرا شد معرفت وحدت لقا خوش بخواند بر قبر آل اولیاء

ہر کہ خواہد معرفت توحید نور شد حضوری راز با اہل قبور

با روحانی راہ روحی را بہر با تصور میرود اندر قبر

باشک دیگر شد ہم سخن با ہم کلام ہر حقائش یافتہ و زخاص و عام

ہر کہ این را ہے نداند بے عمل با وسوسہ خطرات شیطانی دخل

بے سزی این رفتہ اولیا روز اول شد مشرف بالقا

باہوا بہر از خدا این را ہنما سرز گردن کن جدا بہر از خدا

جو شخص عارف و عالم باللہ اور صاحب استغراق ہے اور جو حضوری پروردگار میں لے

جاسکتا ہے۔ اسے موکل اور جنونیت کا کیا ڈر؟ اور حصار کی کیا ضرورت؟ اس کے وجود سے

نور الہی کا شعلہ جب نکلتا ہے تو اس کی گرمی سے موکل فرشتہ اور جنونیت سب بھاگ جاتے

ہیں

مرد باشد حق شناسا با حضور آں وجود لائق است دعوت قبور

مشرف بلقائے الہی ہونا کس طرح حاصل ہوتا ہے اور کس طریق سے وہ شرع کے

مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پانچ طریق سے ہم دیکھ سکتے ہیں۔ اول خواب میں بشرطیکہ وہ

نیک ہو۔ دوسرے مراقبہ جو کہ موت کا مغز ہو اور جو معرفت اور محبت کا محرم ہو۔ اسی کو موت الوصال کہتے ہیں۔ یہ موت بلکہ موت سے بھی غالب ہوتا ہے اور اسی کے حق میں موتوا قبل ان تموتوا مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اس سے عین العیان اور عارف لاہوت ولا مکان ہو جاتا ہے۔ اسی کو انوار ذات کی موت بھی کہتے ہیں۔ اسی کے ذریعے علم اجل سے فتوحات حاصل ہوتی ہیں۔ غرق ذات الانوار کی موت کے سبب انسان لقاء و دیدار الہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ عارفوں میں اولیاء اللہ نے اسی موت کے سبب حیات مطلق حاصل کی ہے اور اسی کے وسیلے موت معرفت، موت مشاہدہ، قرب اللہ، موت مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ کو با توفیق تحقیق کر لیا ہے اور مہمات کے جسم کو حیات کے جسم سے آراستہ کر لیا ہے۔ اس قسم کی موت والے کو بغیر آواز کے ہم کلام کیا جاسکتا ہے اور بے زبان اس کا کلام تم باذن اللہ ہوتا ہے۔ ایسا شخص دونوں جہان میں زندہ ہوتا ہے۔ ولی اللہ کے لیے اس مقام میں پہنچ کر زندگی اور موت یکساں ہو جاتی ہے

با تصور اسم اللہ لا زوال است	گر نہ بینم ہمہ اندر وصال است
کے داند کہ ہرگز آں نداند	حجابے خود ز خود در پردہ ماند
مراتب عاشقان دیدار بین است	ز حق با حق رسد حق الیقین است
حیاتے شد بقا بہر از لقا شد	کے ایں جانہ بیند سر ہوا شد
اگر گوید کے دیدار فردا	کہ فردا شد باں راصد پردا
خدا بیند مرا من چوں نہ بینم	کہ امت از محمد ﷺ پاک اویم

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ

قولہ تعالیٰ: "ومن كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى" (۱۷-۷۲) جو

دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ کلمہ طیب اور اسم اللہ ذات کی کنہ سے دیدار حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص علم دیدار پڑھتا ہے۔ اس وقت کی مثال نہیں دے سکتے۔ علم دیدار با تصور صحیح صحیح غرق ہے۔

واضح رہے کہ تصور بہت ہیں۔ چنانچہ تصور نفس، تصور قلب، تصور روح، تصور سر، تصور

ذکر و فکر، تصور مذکور، تصور حضور، تصور فرشتہ موکل، تصور جن و انس، تصور کل مخلوقات، تصور شیطان، تصور دنیا یہ تمام تصور تقلیدی ہیں۔ پانچ تصور با معرفت الہی توحید۔ چنانچہ تصور یقین جس کے سبب ایک لحظہ میں مشاہدہ قرب اور حضوری حاصل ہوتے ہیں۔ چہارم تصور بقاء جس سے فی الفور وحدت بقاء حاصل ہوتی ہے۔ پنجم تصور اعتقاد جس سے فوراً انبیاء مرسل، اصفیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس کا اتحاد حاصل ہوتا ہے

دریں تصور پنج گنج راز حق .. وز تصور طے شود جملہ خلق  
اللہ بس ماسوئی اللہ ہوس۔

واضح رہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور والا اسم اللہ ذات کی برکت سے دونوں جہان کو تصور میں طے کر کے ہتھلی یا پشت ناخن پر آسانی کے ساتھ دیکھ سکتا ہے۔ لیکن انوار معرفت و توحید الہی اور دیدار الہی کا بھاری بوجھ سنبھالنا بہت مشکل ہے۔ مگر جسے اللہ تعالیٰ خود اپنے لطف و کرم سے طاقت عنایت فرمائے وہ اٹھا سکتا ہے۔ دنیا میں وہ شخص بہت ہی احمق ہے بے عقل، بے شعور، بے دانش، جو دنیا داری کی طرف مائل رہتا ہے اور معرفت الہی اور دیدار نبوی ﷺ کی لذت کو حاصل نہیں کرتا۔ ایسے لوگ جھوٹے ہوتے ہیں اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جھوٹا میری امت میں سے نہیں

لذت دیدار بہ دیدار وہ ہر کہ از دیدار ترسد من بدہ  
آدمی کو زندگی اسی واسطے دی گئی ہے کہ وہ مشرف بلقا ہو سکے اور تمام ظاہری و باطنی عبادات بھی اسی خاطر ہیں کہ وہ لقائے الہی سے مشرف ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:  
”وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (ای ليعرفون)“ (۵۱-۵۶) میں نے جنوں اور انسانوں کو اس واسطے پیدا کیا کہ میری بندگی کریں۔ (یعنی مجھے پہچانیں) فقیر اولیاء اللہ کے احوال اسی طرح ہوا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو بندے سے اپنے فرض کی طلب کرتا ہے جس میں فرض عین فرض کفایہ سب کچھ شامل ہو۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”من لم یباد  
فرضا ایما لم یقبل اللہ فرض الوقت“ جو شخص فرض دائمی ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کا

فرض وقتی ہرگز قبول نہیں کرتا۔ فرض دائمی یہ ہے کہ ایک دم میں انوار کی ہزار ہا تجلیات سے مشرف ہو۔

جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایسی سنت کی طلب میں ہیں جس میں تمام سنتیں شامل ہیں۔ اسرار العارفین عزرائیل قبض جان کی طلب میں ہے۔ شیطان سلب ایمان کی طلب اور گناہ کی طلب میں ہے۔ نفس شہوت کی طلب میں حیوان کی طرح پریشان ہے۔ قلب شوق الہی کی جستجو میں ہے۔ روح طلب لاہوت اور دیدار لامکان سے مشرف ہونے کے درپے ہیں اور اہل قبیلہ کے فرزند دنیاوی مال و متاع کی تلاش میں ہیں۔ لیکن طالب اللہ بجز وجود میں غوطہ لگا کر حق شناسی کا منصب حاصل کرتا ہے اور عدل کی تفتیش کرتا ہے۔ اس قسم کے مراتب لائق انسان کے ہیں

طالب دیدار رو دیدار آر غرق فی التوحید رویت حق نگار

لذت و زجاودانی لذت دیدار بہ الہی مرتبہ دیدار دادی طاقت دیدار وہ

اہل محبت اہل ذکر و فکر اہل معرفت اہل مذکور و حضور اہل قرب حق مشاہدہ نور اہل تجلی غرق دیدار اہل مشرف لقا فنا و لقا درویش فقیر ولی اللہ واصل عشق عارف عالم عامل جامع کامل مکمل اکمل رہنمائے خلق غوث قطب ابدال اوتار اختیار صاحب باطن معمور وجود صفا اور ہم مجلس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ اس قسم کے صاحب مراتب کو کن احوال سے پہچان سکتے ہیں۔ پہچان یہ ہے کہ اہل اللہ اہل دیدار کا نفس بیمار ہوتا ہے۔ جس طرح بیمار کو کہنے سننے دیکھنے اور کھانے کی لذت ہرگز حاصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح پر اولیاء اللہ کو سوائے حضور و مشاہدہ دیدار کے اور کسی بات سے حظ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ دیدار ہی دیکھتا ہے دیدار ہی سنتا ہے دیدار ہی چکھتا ہے اور نور ہی کہتا ہے

طلب کن دیدار دائم ماشوی طالب خدا

درمیان یک ہفتہ یابی معرفت وحدت لقا

ناقصاں را سال پنجاہ کاملان را روز پنج

پنج چیز ناقص عارفاں یک روز پنج



بیچ گنج و نیز ناقص دم زمن ببرد حضور  
 ایں مراتب جامع مرشد بود یا ذات نور  
 دم زون ہم دیر باشد طرفہ رند حاضر کند  
 ایں مراتب انتہائی از خدا حاصل شود  
 ایں ہر یک مراتب ناقصاں رازہزن شد طالبان  
 نادیدہ را دیدہ بہ بخشدے شود روشن عیاں  
 باہو راہ مرداں با توجہ با نظر ناظر قلب  
 در تصرف با تصور غرق کن ذات رب

سارے لوگ ہی اپنے آپ کو طالب کہتے ہیں اور سارے ہی لوگ مطالعہ کتاب  
 مطلوب دن رات کرتے ہیں اور بہت سے مرید طلب مردار میں مارے مارے پھرتے  
 ہیں اور بہت سے خلیفے لاف زن اور خلاف ہیں

کس نہ پنم طالے توفیق تر کس نیا بم مرد مرید از نظر  
 ہم مریدی طالبی از بہر خویش در پیش بسیار است بد کیش پیش  
 جو عارف عین کا نظارہ کرتا ہے وہ مشرف بیدار ہوتا ہے اسے آج کل کی ضرورت  
 نہیں ہوتی

گر نہ بیند کور مادر عیب نیست سر شد اظہار آں از غیب نیست  
 میدہد دیدار بنے گوید بہ ہیں گاہ آواز اونہ بیند شد کعبین  
 گر نہ پنم مے شوم مشرک تمام روئے من باروئے اوشد ہر دم

قوله تعالیٰ "انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما  
 انا من المشرکین" (۶-۷۹) میں یک سو ہو کر اپنا چہرہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے  
 والے کی طرف کرتا ہوں اور میں مشرکوں میں نہیں

نور دیدارش بجمہ داشتند نفس و قلب و روح را بگذاشتند  
 بہو ابتدا نور است آخر گزشت نور نور شد از نور از شد حضور

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”السنہایت الرجوع الی البدایت“ ابتداء کی طرف لوٹنا ہی انتہا ہے۔ مرد وہ ہے جو ایک دم میں ابتداء اور انتہاء کو پہنچا دے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جسے ظاہری توفیق اور باطنی رفاقت حق حاصل ہو

ہجو ابلیس است مانع شد لقا رحمت خدا بروئے کسے راشد لقا

واضح رہے کہ فضل لقا اس شخص کے نصیب ہوتا ہے جو عالم فقیر، عالم تفسیر، عالم علم تاثیر، روشن ضمیر اور عالم علم ناظر نظیر ہو۔ حسب ذیل علوم حق و باطل کی تمیز کے لیے ہیں۔

علم بر نفس امیر، علم فنا فی اللہ فقیر، علم کیمیا کسیر، علم دعوت تکسیر، علم تمام عالمگیر، علم ذکر الازوال، علم فنائے نفس وصال، علم معرفت لازوال، علم محبت احوال، علم طلب یاز، علم مشرف دیدار، علم درود و وظائف، علم مراقبہ، علم مکاشفہ، علم مجادلہ، علم محاربہ، علم محاسبہ، علم مذکور، علم الہام، علم نور، علم حضور، علم مجاہدہ، علم مشاہدہ، علم قرب، علم قدس، علم تمثیل، علم وہم، علم دلیل، علم عیان، علم تصور، علم تصرف، علم تفکر، علم توجہ، علم استغراق، علم کلید، علم قفل، علم جامع، علم جامعیت، علم فنا، علم بقاء، علم خلاف نفس، علم تصدیق قلب، علم توفیق روح، علم تحقیق سر، علم اعتقاد و اتحاد، علم الیقین، علم تعلیم، علم تلقین، علم ہدایت، علم ولایت، علم نہایت، علم تجرید، علم تفرید، علم فیض، علم عطاء، علم حی، علم قیوم اور علم رسم رسوم۔ بدن پر شریعت کا لباس پہن کر اور شریعت ہی میں کوشش کر اور شریعت ہی کی فرمانبرداری کر جو غیر شرع اور نا فرمان ہے اسے چھوڑ دے اور پھر فقر میں قدم رکھ اور دیدار الہی اور معرفت الہی کا رخ کر۔ ہر ایک علم عبادت اور ثواب معرفت دیدار کے لیے ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مراتب دو قسم کے ہیں۔ ایک مراتب مردار باطل، دوم دیدار برحق۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو معرفت اور عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور دائمی دیدار کے لیے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ مردار کے لیے پیدا کیا ہے۔ قولہ تعالیٰ ”وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (ای ليعرفون)“ (۵۱-۵۲) میں نے جنوں اور انسانوں کو اس واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں مجھے پہچانیں۔

واضح رہے کہ ایسے علم کے عالم بے شمار ہیں۔ لیکن ہزار ہا عالموں میں سے کوئی ایک آدھ ہوگا جو مشرف بیدار الہی ہو جو دیدار کا عالم ہے وہ دیدار کے سوا اور کچھ نہیں پڑھتا اور شاگرد اور طالب کو بھی دیدار ہی کا سبق دیتا ہے اور علم دیدار کی تحصیل تک پہنچا دیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ”حسبی اللہ کفی باللہ“ اللہ بس باقی ہوں۔

علم دیدار کی کون سی راہ ہے اور اس کی علامت کیا ہے؟ اور کون اس کا رفیق و ہمراہ ہے، علم دیدار تحقیق ہے جو اسم اللہ کے ذریعے دیدار الہی تک پہنچاتا ہے۔ اس کے گواہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کے حضرات ہیں جو شخص کلمہ طیب کو مع کذب پڑھتا ہے۔ وہ مشرف بیدار پر ہوگا یا ہو جاتا ہے، علم دیدار کا عالم یا استاد مرشد کامل اور رفیق راہ ہوتا ہے۔ جو نظری توجہ سے روشن ضمیر کر دیتا ہے اور حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ جس پیر و مرشد کو علم حضوری اور دیدار حاصل نہیں۔ وہ طالب اور مرید کو ذکر و فکر میں لگا کر خراب کرتا ہے۔ ایسا شخص بالکل احمق ہے۔ اس نے ناحق اپنا نام پیروں اور مرشدوں میں شمار کیا ہے۔ دیدار محض عنایت الہی ہے۔ یہ مشرف بلقا عارفوں کے مراتب ہیں۔ جو ان پر یقین نہیں کرتا وہ مردہ دل، کور چشم اور بے حیا ہے۔ جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اگر اندھے کو دکھلاؤں اور کہوں کہ دیکھ تو وہ اندھے پن کے سب کس طرح دیکھ سکے گا

در درس دیدار خوانند بے زبان	بے چشم عارف نہ بیند با عیان
شد مطالعه موت علم از معرفت	عالم دیدار باشند این صفت
جسم انوارش بحاضر داشتند	نفس و قلب و روح را بگذاشتند
اصل از است وصلش نور شد	ابتداء و انتہاء بحضور شد
مرشدی باشد چنین عالم بقا	طالبان راے کھد کہ از ہوا

عالموں کی کئی قسمیں ہیں۔ عالم تفسیر جو جہان میں مشہور ہوتا ہے۔ عالم درد و وظائف جو دن رات ذکر مذکور اور دعوت میں مصروف رہتا ہے۔ عالم علم دنیا جو مغرور و متکبر اور معرفت خدا سے محروم رہتا ہے۔ عالم فنا فی اللہ جسے دیدار نور حاصل ہوتا ہے۔ عالم علم مجلس

محمدی ﷺ جو صاحب حضوری ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ بے راز مردار ہے۔ فریبہ نفس، فقیہی ریا، حرص و ہوا اور غرور میں مبتلا ہوتا

ہے

موسیٰ را معراج شد در معرفت اگر باشد خضر عیسیٰ صفت

مردہ را زندہ کند بادم نظر ہجو قصہ مجلس موسیٰ خضر

ہر کہ بیند از گناہ و در خود نگاہ ہر کہ یا بد راہ بنماید براہ

دیدار کسی خاص مقام کے متعلق نہیں، نہ آج نہ کل، نہ دنیا، نہ قیامت، نہ بہشت کیونکہ

اللہ تعالیٰ کو کسی خاص مقام میں کہنا موجب شرک ہے۔ پس دیدار کس طرح ہوتا ہے، دیدار

یہ ہے کہ سر سے قدم تک انوار ہی انوار ہوتے ہیں اور ان انوار میں دیدار ہوتا ہے۔ اس

وقت کسی مقام کا نشان تک نہیں رہتا اور لاہوت لا مکان ہوتا ہے۔

اے احمق سن! دیدار کے لائق کامل انسان ہوتا ہے۔ علم مسخرات جنونیت اور ہے اور

علم مسخرات موکلات اور اور مجلس ارواح انبیاء اور اولیاء کی ملاقات اور مسخرات کا علم اسم

اعظم کی برکت سے ہوتا ہے۔ ذکر فکر، درود و وظائف، سیر طبقات زمین و آسمان عرش کرسی

اور لوح محفوظ کے مطالعہ کا علم اور ہے۔ یہ سارے علوم اور مراتب سراسر بے جمعیتی اور

پریشانی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دوری اور بے خبری، علم انوار و دیدار پروردگار اور ہے۔ علم فنا،

علم بقاء، علم صفا، علم مشرف بقاء اور ہے۔ علم اسرار معرفت، محبت، مشاہدہ اور طلب حقیقی

روشن ضمیر، فتح ابواب فرحت، روح زندہ، قلب مردہ، نفس خراب اور ہے۔ دن رات اسم اللہ

کے تصور سے جان کباب کرنا بے حجاب فی اللہ ہونا، مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری

حاصل ہونا اور اللہ تعالیٰ کو مد نظر رکھنا اور اس کا منظور نظر ہونا اور ہے۔

یہ تمام علوم حقیقی ہیں اور رسم و رسوم ایک قدم اور ایک دم میں بغیر ریاضت و مشقت

صرف اجازت سے حاصل کرنا اور اولیاء بن کر واصل ہونا، کس طریق سے حاصل ہو سکتا

ہے۔ نیز کل و جز نما آئینہ روشن صفا، مشرف بہ بقاء ہونا، کل و جز کا معلوم کرنا اور فنا در

بقا کس طرح حاصل ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ کے حضرات کے وسیلے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس راہ کا منکروہی شخص ہوتا ہے جو بے دین لعین شیطان کا مصاحب اور اہل تقلید ہو اور اس پر وہ شخص جان تک قربان کرتا ہے۔ جو طالب اللہ اور دیدار و توحید کا طالب ہے۔ جیسا کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا اور سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ۔

## شرح تصور و تصور برزخ

اصلی اور با تفکر توجہ کو برزخ کہتے ہیں۔ برزخ سے سوائے دیدار انوار کی تجلیات کے ذکر، فکر، مراقبہ، درود و وظائف اور وہم و خطرات و اہمات، عمل نفس و شیطان اور دنیاوی عمل سب دل سے دور ہو جاتے ہیں۔ مشاہدات غیب الغیب کا تصور قرب الہی کے انوار ہیں اور تصور مشاہدات تصور لقا سے بہ سبب الہی کے حاصل ہوتے ہیں اور نیز تصور نور قرب الہی سے حاصل ہوتا ہے اور تصور مشاہدات سے اور ذکر اور مذکور کے تصور سے فنائے نفس، بقائے روح اور حور و تصور کا تماشا حاصل ہوتا ہے

در تصور شد تصور راز حق	مے در آید در مطالعہ دل ورق
واردانی ہر علم شد راہنما	روز اول سبق خواند از خدا
خرمن خوش وقت گردد از بین	عین را با عین بیند با یقین
عالم و فاضل شود عارف کرم	از علم عین است عالم را چہ غم
علم رسم و با رسوم مردگان	مردہ قالب زندہ قلب علم دان

واضح رہے کہ انسان مشرف ببقائے الہی ہو جاتا ہے اور اسم اللہ ذات کے حضرات مقام کبریٰ تک پہنچاتے ہیں اور کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ سے تمام مخلوقات کا تماشا حاصل ہوتا ہے۔ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ ہزار میں سے کسی ایک آدمہ عارف کو معلوم ہوتی ہے۔ جو فقر میں محو ہو اور اسے وہی شخص جانتا ہے جو دونوں جہان پر حکمران اور امیر ہو اور وہ شخص اکمل طور پر جانتا ہے۔ جو تمام مخلوقات پر غالب ہو۔ وہ مردہ دل اسے کیا جانے جو نفس کی قید میں پھنسا ہوا ہے۔ اگر وہ چاہے کہ ان

پڑھ پڑھے ہوئے کی برابری کرے تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ مراتب پڑھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو زبانی کلمات کا عالم ہے۔ ربانی کلمات پڑھنے سے نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: ”قل لو كان البحر ممداد الكلمات ربي لنفدا لبحر قبل ان تنفد كلمات ربي ولو جئنا بمثله مددا“ (۱۸-۱۰۹) تم فرما دو اگر کلمات ربی لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائیں تو پیشتر اس کے کلمات ربی ختم ہوں سمندر ختم ہو جائیں خواہ ویسے ہی ان کی مدد کے لیے اور بھی آملیں۔

کے تو اند اسم اللہ زا شمار اسم اللہ ذات را با خود نگاہ اسم اللہ ذات کے تصور والا بے حجاب ہوتا ہے۔ اسے جزو کل کا عیب و ثواب نظر آتا ہے۔ پھر مشرف بیدار ہوتا ہے۔ بعد ازاں اسے ربانی جباری اور قہاری کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ اس وقت کامل انسان کا وجود ہی کام دیتا ہے۔ وہ کسی حالت میں بھی پریشان نہیں ہوتا۔ مطلب یہ کہ جو طالب محرم ہو جاتا ہے اسے قرب ربانی سے الہام اور آواز آتی ہے۔ جو طالب اسم اللہ ذات اور اپنے مرشد کے فرمان کا اعتبار نہیں کرتا۔ وہ خود پسند حریص اور نفس کی قید میں گرفتار ہوتا ہے۔ اسے صفائی کی راہ ہاتھ نہیں آتی۔ اس قسم کا طالب بے ادب، بے حیاء، بے نصیب ہوتا ہے اور معرفت الہی سے محروم رہتا ہے اور توحید سے دور رہتا ہے۔ اگر مرشد طالب کے ظاہر و باطن پر توجہ نہ دے اور اس کا رفیق با توفیق نہ بنے تو طالب کبھی بھی کسی مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔ خواہ ساری عمر ہی پیر کی صحبت میں بسر کیوں نہ کر دے اور سالہا سال اس کے احوال پر گرمی، سردی، مردی، نامردی اور رجاء اور خوف کا اثر ہوتا رہتا ہے۔ یہ مراتب بھٹی ہوشیاری اور اپنے اختیار سے ہیں۔ جو شخص خودی تھوڑ دیتا ہے۔ اس کا راہبر خود اسم اللہ بن جاتا ہے اور جہاں کہیں بھی جاتا ہے۔ اس کی مہمات بخوبی سرانجام ہوتی ہیں۔ طالب دراصل وہی ہے جو جسم بہ جسم، قلب بہ قلب، روح بہ روح، نفس بہ نفس، ہفت اندام بہ ہفت اندام مرشد کے ساتھ ہو۔ اسی کو فنا فی الشیخ کا مرتبہ کہتے ہیں۔ مرشد اپنا مرتبہ چھٹ طالب کے مرتبے سے تبدیل کر لیتا ہے۔ اسی کو استقامت کہتے

ہیں۔

قولہ تعالیٰ ”فاستقم كما امرت“ (۱۱۲-۱۱) جیسا تجھے حکم کیا گیا ہے تو اس پر ثابت قدم رہ۔ قولہ تعالیٰ ”واعبد ربك حتى ياتيك اليقين“ (۱۵۹-۱۵۸) مرتے دم تک اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہ۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو عالم حق الیقین ہو

علم با عین است عالم با عیان	اس چہیں عالم بود عارف زبان
مردہ دل عالم بود قہر از خدا	خون خورد آدم ز رشوت با ریا
عالم باں باشد کہ باشد حق پسند	مسئلہ گوید مردماں از وعظ چند

قولہ تعالیٰ ”ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة“ (۱۲۵-۱۲۴)  
 ”اے حبیب! اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔“

ہر علم قرآن حدیث آواز دل دان	ہر کہ عالم دال شد عارف عیاں
علم یک نکتہ است الف و لام و میم	ہر کہ خواند الف عالم دل سلیم
دال بہر از شد دلالت دم کرم	دال شکستہ ز دل خطرہ صنم
صورت دل بافتن از علم دال	شد دلالت دال قرب حق وصال
دال دیدار از دید وحدت لقا	دال دل را صیقا ست بہر از صفا

## شرح فقر عالم

عالم عارف باللہ اولیاء اللہ حق الیقین ولی اللہ تلمیذ الرحمن، نفس، شیطان اور دنیا پر غالب کے پیچھے دنیا سرگردان اور پریشان ہوتی ہے۔ گو وہ کتنی ہی عاجزی اور انکساری سے التماس کرتی ہے۔ لیکن وہ قبول نہیں کرتا۔ اس قسم کا فقیر اویسی، سروری، سردی، اہل انوار، اہل دیدار، اہل بقاء، اہل لقا، اہل باطن صفا، اہل حیا، اہل نفس فنا ہوتا ہے اور اسے مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

اے عزیز! واضح رہے کہ سچائی سے نجات حاصل ہوتی ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے۔ فقیر جو کچھ کہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور حکم خدا سے کہتا ہے۔

کچھ اپنی خواہشات کی وجہ سے نہیں کہتا۔ جس روز اللہ تعالیٰ نے ارواح کو تخلیق کیا اور مجھے ازلی قوت سے پیدا کیا۔ اسی روز سے فیضِ فضلی اور کرم سے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ اس دن سے لے کر اب تک ہر دم ہر ساعت ہر لحظہ ہر لمحہ میں دیدارِ الہی میں مستغرق ہوں۔ اگرچہ دنیا میں عوام کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہوں۔ لیکن باطن میں مشرف بدیدار رہتا ہوں اور قبر میں بھی رہوں گا۔ مجھ پر حور و قصور پر نگاہ کرنا حرام ہے۔ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "خلقت السادات من صلی و خلقت العلماء من صدری و خلقت الفقراء من نور اللہ تعالیٰ" سادات میری پیٹھ پر سے علماء میرے سینے سے اور فقراء نورِ الہی سے پیدا ہوئے۔

قولہ تعالیٰ: "نور علی نور یهدی اللہ لنورہ" (۲۴-۲۵) وہ نور پر نور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الآن کما کان" اب تک وہی کیفیت ہے۔ نیز فرماتے ہیں: "کل شیء یرجع علی اصلہ" ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔

اصل نور است با دیدار حضور  
و صل من شدواہم با حق حضور  
ہر کہ منکر از اصل وصل از خدا  
کاذب و مردود گردد سر ہوا  
تصور حضور کا نور اور تصور مغفور میرے ساتوں اعضاء میں اس طرح مل گیا ہے جیسے  
دودھ پانی میں اگر میں نور حضور کو چھوڑنا چاہتا ہوں تو وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ اگر میں انوار تجلیات  
کے دیدار کی گرمی سے عاجز آ کر بھاگنا چاہتا ہوں تو نور حضور مجھ پر غالب آجاتا ہے

ہر طرف بینم دہد دیدار خویش  
ہر طرف بینم نماید بیش بیش  
میں علم دیدار کا عالم ہوں مجھے نور ہی نور دکھلائی دیتا ہے۔ مجھے علم دیدار کے سوائے  
اور کوئی علم ذکر فکر اور مراقبہ معلوم نہیں اور نہ ہی پڑھتا اور کرتا ہوں۔ کیونکہ تمام علم دیدارِ الہی  
کی خاطر ہیں سو وہ مجھے حاصل ہے۔ جہاں پر دیدارِ الہی ہے۔ وہاں نہ صبح نہ شام نہ  
مقام بے مثل و بے مثال۔ ذات لائوت و لامکان کے اندر سے اسم اللہ ذات سے انوار  
تجلیات کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ اس نور میں دیدار بقا نظر آتا ہے۔ یہ مراتب اس



فقیر کے ہیں۔ جو موتو اقبل ان تموتوا کا مصداق ہے۔ میں کسی طالب کو با اعتبار اور مشرف بدیدار الہی نہیں پاتا کہ اس سے علم دیدار کا تکرار کروں اور اسے دیدار الہی سے مشرف کر دوں۔ میں دیدار کا علم جانتا ہوں اور پڑھتا ہوں۔ مجھے یہ مراتب جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنجناب ﷺ کے صحابہ کرام اور پنجتن پاک رضی اللہ عنہم کی رفاقت سے نصیب ہوئے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی بحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور الرحیم“ (۳-۳۱) اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

کوشش پوشم نماںم با چشم با عیاں دیدار بینم و زکرم  
درمیانش کس نکلنجد ہیج کس طالبان اللہ را اللہ بس  
ذات کے انوار میں دیدار ہے۔ انوار کے باہر دیدار نہیں ہے۔ کیونکہ انوار بے مثل ہیں۔ کیونکہ مطلق معرفت الہی وصل ہے۔ انوار کئی ایک قسم کے ہیں۔ بعض تجلی نور ہیں اور بعض تجلی شیطان نار انوار ذات میں کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور سر ہو سر ہو سر ہو ”هو الحق لیس فی الدارین الا هو“ کی آواز آتی ہے اور تجلیات شیطان میں کافروں اور اہل زنار کے مراتب دکھائی دیتے ہیں۔ جن کے سبب معرفت پروردگار سے محروم رہ جاتا ہے

حق را بردار باطل را گزار ایں بود لائق دیدار  
ہر دے گوئم محمد یا نبی ﷺ ایں مراتب عارفاں بردین قوی  
ماہ حضوری میں زمانی ذکر و فکر دوری پیدا کرتا ہے۔ یہ صرف توحید الہی کے تصور سے حاصل ہوتا ہے

از قبر باہوے برآید ہو آواز راہ حضوری را بود از اہل راز  
جو شخص حضوری مدرسہ میں علم پڑھتا ہے۔ اسے ظاہری علوم حاصل کرنے کی ضرورت

نہیں رہتی۔

چنانچہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "من عرف ربہ فقد کل لسانہ" جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گوئی ہوگی۔

خاموشی میں اسی تصور نعم البدل اور فیض فضل ہے۔ جو خطاب و خلل کو باہر نکال دیتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

واضح رہے کہ ذکر کے دو گواہ ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی تاثیر سے روشن ضمیر اور باعیاں ہو۔ دوسرے یہ کہ ذاکر بانظر ناظر ہو۔ اسی طرح فقر کے دو گواہ ہیں۔ ایک غنائے نفسی دوسرے مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری۔ جو ذاکر ذکر کی تاثیر سے باعیاں اور ناظر نہ ہو اور علم سے مجلس نبوی ﷺ میں حاضر نہ ہو۔ اس کے لیے ذکر زوال باخطرات کا باعث ہے اور فکر فتنہ نفس اور واہمات کا وسیلہ ایسا شخص ذکر فکر اور معرفت الہی سے بے خبر ہوتا ہے۔

## شرح فقر و شرح مرتبہ فقر

جس فقر میں مندرجہ بالا اوصاف نہیں پائے جاتے اور جو صادق فقیر مذکورہ بالا صفات سے متصف نہیں وہ سراسر جھوٹا ہے۔ فقیر میں پانچ خزانے ہیں اور پانچ حکمتیں ہیں اور ہر حکمت میں پچاس ہزار علوم ہیں اور ہر علم میں پچپن ہزار مراتب، پچپن ولایت، پچپن عنایت، پچپن غنائت اور پچپن تصور ہیں۔ تصور توجہ بالفکر، توحید، قرب، وصال الہی کی لا زوال چابی ہے۔ اس سے ابد تک ایک دم میں طے کر جاتا ہے اور حضوری مشاہدہ اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ فقر کا پہلا مرتبہ فنا، الفنا، دوسرا بقاء، البقاء اور تیسرا مشرف بقاء ہے۔ اب یہ سمجھ لینا چاہئے کہ فنا در فنا سے کیا مراد ہے؟ سو واضح رہے کہ لقا کی تو مثال نہیں ہو سکتی۔ البتہ فنا و بقاء سے "یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی" (۱۹-۲۰) کی فنا مراد ہے۔ نیز اگر چاہے تو سارے جہان کو ایک دن میں فنا کر سکتا ہے۔ اگر چاہے تو بقاء ابدی بخش سکتا ہے۔ کیونکہ اے زندہ قلب، مردہ نفس، ہستی، نیستی، سختی، نرمی، ویرانی، آبادی، جمعیت اور پریشانی کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ یہ مراتب

اس فقیر کے ہیں جو دونوں جہان پر غالب اور روشن ضمیر ہو۔ ایسا شخص تمام مخلوقات پر غالب صادق عارف اور مسند فقران اللہ علیٰ کل شیء قدیر پر جاگزین ہوتا ہے اور تمام جہان اس کے زیر حکم ہوتا ہے۔ یہ مراتب فنا فی اللہ فقیر کے ہیں جس کی کیفیت اذا تم الفقر فهو اللہ کے مصداق ہو جیسے حضرت رابعہ بصری اور سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہما ہو گزرے ہیں۔ جن کے ہاتھ میں دونوں جہان کی چابی ہو اور معرفت توحید حاصل ہو۔ جو فقیر ان صفات سے متصف نہیں۔ وہ اہل تقلید اور زن مرید ہے۔

واضح رہے کہ کامل انسان ہمیشہ دیدار کی طلب میں رہتا ہے اور احمق حیوان ہمیشہ دنیا مردار کی طلب میں رہتا ہے

معرفت توحید حکمت ہر سہ راہبر خدا

بامطالعہ دل ورق شد غرق فی اللہ بقا

غوث قطب خواہ ساری عمر ریاضت اور مجاہدہ میں صرف کریں تو بھی فقر کے ابتدائی مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ فقر کا ابتدائی مرتبہ مشرف بلقاء ہوتا ہے۔ لقا سے مشرف ہونا فنائے نفس اور حیاتی قلب اور بقائے روح سے ہاتھ آتا ہے۔ پس فنا و بقا سے بھی لقا سے مشرف ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور نہ ان کے بغیر فقیر واصل بن سکتا ہے۔ غوث قطب اور فقیر کے مراتب میں یہ فرق ہے کہ غوث قطب تو عرش سے لے کر تحت العرش تک تمام طبقات زمین و آسمان کی سیر طیر علم لوح محفوظ کا مطالعہ اور عرش سے اوپر ستر ہزار منزلوں کی سیر کر سکتا ہے اور بس اسی کو انتہائی مراتب کہتے ہیں۔ لیکن فقیر ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا کیونکہ وہ ہر وقت دیدار میں مستغرق رہتا ہے اور اسے حضوری اور قرب الہی حاصل ہوتا ہے

فقر یک سزا است اسرار از خدائے ابتدائے اجہا بیند لقائے

فقر کی قوت توجہ جمعیت مشاہدہ حضور ذکر فکر فنا بقاء ادب حیا اتحاد یقین صدق و صفا زندگی قلب تزکیہ نفس بولنا سننا اور طلب مولا سب کچھ لقا سے ہوتا ہے۔ مولیٰ کا طالب لقا کی طلب کرتا ہے۔ لیکن دنیا کا طالب بے حیا ہوتا ہے۔ اہل لقا اور بے حیا کی ہم نشینی کس طرح مناسب ہو سکتی ہے؟

مرتبہ فقر است با فخر از نبی ﷺ فقر را دشمن بود اہل از شقی  
 عالم او باشد غلام از اہل فقر عالماں را بروہ حاضر با نظر  
 عالم پر فقیر کو فوقیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ اول الذکر علم کی تلاش میں اور مؤخر الذکر  
 طلب مولیٰ میں جان فدا کرتا ہے۔ فقیر کے لیے مجلس نبوی ﷺ میں پہنچا دینا بہت آسان  
 ہے۔ طالب کے وجود میں تین چیزیں ہیں۔ نفس، قلب اور روح ان میں سے نفس دن رات  
 شہوت، زن و فرزند، فریبی، صحت جان اور طول عمر کی طلب میں لگا رہتا ہے اور قلب دن رات  
 نور کی پیاس، شوق اور درد میں رہتا ہے اور مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب  
 میں رہتا ہے جو کہ شفیع الامت ہیں اور روح دن رات مشرف بلقاء ہونے میں لگی رہتی ہے۔  
 جو جذب و لطف اور علمائے الہی ہے۔ طالب اللہ کے لیے قسم ہے جو وہ پہلے ہی دن مرشد  
 عالم سے سبق کی طلب نہ کرے۔ بلکہ اسے اسم اللہ ذات کے حضرات و تصور سے لقاء اور  
 مجلس نبوی ﷺ سے مشرف ہونا چاہئے۔ کامل مرشد کے پاس دو ہی سبق ہوتے ہیں جو اس  
 کے سینے میں ہوتے ہیں۔ ایک علم لقاء کا، دوسرا مجلس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ سبق لقاء سے  
 طالب کے وجود میں ذکر پیدا ہوتا ہے اور مجلس نبوی ﷺ کے درس سے طالب کے وجود میں  
 فکر پیدا ہوتی ہے۔ یعنی فکر فنا جس کی وجہ سے وہ حضوری سے مشرف ہوتا ہے

طالب از مرشد طلب دیدار کن دیدار حاصل می شود از نور کن  
 طالب از مرشد طلب ذکر خدا سبق خوانی از خدا وحدت لقاء  
 طالب از مرشد طلب قرب از قبر رویت دیدار بنی راز رب  
 اگر مرشد بلقائے الہی کر دے۔ لیکن طالب اس پر یقین نہ کرے تو طالب عاقبت  
 مردود ہے۔ اگر صاحب یقین ہے تو ایک دم بھی جدا نہیں ہوتا۔ بلکہ انوار و دیدار کے  
 غلبات میں خرق فی اللہ رہتا ہے۔ طالب اللہ کے لیے توجہ مرشد رفیق ہوتی ہے اور اسے  
 حقیقت تصور حقیقی اور تصرف تحقیقی حاصل ہوتے ہیں

طالب شدی مرشد شدی کل الکدام  
 روز و شب دیدار بین ہر صبح و شام

طالب صادق بود برحق نگار  
طالب کاذب بود خدمت شمار  
کس نیا بم طالبے لائق لقا  
نمست لائق طالب احمق بے حیا  
باہو بہر خدا دیدار وہ  
تیغ برگردن زخم سر پیش نہ  
بے سرش حاضر شود اہل یقین

واضح رہے کہ عالم کا فتویٰ علم رویت سے ہوتا ہے اور فقیر عالم کا فتویٰ نفس مار ڈالنے کے لیے علم ہدایت سے ہوتا ہے اور عالم ولی کا فتویٰ علم ولایت سے۔ درویش عالم کا فتویٰ علم عنایت سے اور اولیاء اللہ عالم کا فتویٰ علم دیدار سے

عالم شہدی فاضل شہدی عارف کجا معرفت قرب است از علم و بقا  
طالب اللہ کو کیا حاجت کہ بارہ سال کا قیمتی حصہ ریاضت و مجاہدہ میں بسر کرے وہ تو ایک ہی دم اور ایک ہی قدم پر دیدار الہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ خواہ جاگنی کے وقت خواہ قبر میں خواہ حشر میں خواہ بہشت میں ضرور بضرور دیدار الہی سے مشرف ہو جاتا ہے صادق طالب دن رات خدمت میں جان نثار کرتا رہتا ہے۔ لیکن پھر بھی بے اعتقاد نہیں ہوتا۔

قولہ تعالیٰ: "ان الله لا یضیع اجر المحسنین" اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ کامل مرشد کے لیے پڑھا ہوا اور ان پڑھ طالب یکساں ہے۔ کیونکہ اسے درجات علم سے حاصل ہوتے ہیں۔ سو اسم اللہ ذات کے تصور سے اسے پہلے روز میں عنایت کر دیتا ہے

بزبان الف و بدل تصدیق بے باز احتیاج نیست خواندان الف بے  
ہر مطالعہ علم بہر از شد لقا طالبان حق سبق داند از خدا  
سبق خواندن از خداست رسول ﷺ شد علم تحصیل عالم حق وصول

قولہ تعالیٰ "الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان" وہ رحمن ہے

جس نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان سکھا دیا۔ تمام علوم اور جمعیت ایک لقائے الہی میں شامل ہیں۔ صاحب قرب الہی کو وصال الہی حاصل ہوتا ہے۔ عالم باللہ کی نظروں میں ہی خدا سے اور افتادہ اور بے معرفت کو مشرف بلقائے الہی کرتا ہے اور حضوری بخش دیتا ہے۔ بغیر حضوری اور مشاہدہ کے دوسرے علوم محض حجاب ہیں۔ خواہ ساری عمر ہی ان کی تحصیل میں ضائع کیوں نہ کی جائے

علم معراج است محرم سر بسر عالم و عارف بود صاحب نظر  
نفسانی عالم طمع، حرص اور حسد کی قید میں رہتا ہے۔ عالم روحانی علم لقا سے مشرف ہوتا ہے۔ عالم نفسانی علم کی جلالت کی وجہ سے غصے اور درد میں مبتلا رہتا ہے اور روحانی عالم کو جمالیات کی وجہ سے چشم معرفت کی بینائی حاصل ہوتی ہے۔ پس اہل چشم اور اہل خشم کبھی یکساں نہیں ہو سکتے۔

مراقبہ بخشش خدا، ملاقات و ملازمت مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفائی باطن، علم فیض و عطاء، نفس کو حرص و ہوا سے روکنا، بود سے نابود ہونا، مطلق فنا اسم اللہ ذات کے وجود سے مردہ وجود ہونا، مشرف بہ وحدت و لقا، دل کا لحظہ بلحظہ پھٹنا، ساتوں اعضاء کا پاک ہونا، روشن ضمیر ہو جانا، دل کا بیدار ہونا اور مشاہدہ دیدار کرنا سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ طالب مینا کو مشاہدہ دیدار اور کلمہ پر اعتبار کرنا چاہیے یہ مراتب قلب پر نور کے ہیں۔ جو طالب قرب و حضوری اور دیدار الہی پر اعتبار نہیں کرتا۔ وہ مردود ہے۔ نیز مراقبہ سے ہر ایک نبی علیہم السلام اور ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے مصافحہ حاصل ہوتا ہے۔ عرق با توفیق حاصل ہوتا ہے۔ جو کچھ باطن میں دیکھتا ہے۔ اسے ظاہر میں پالیتا ہے۔ بشرطیکہ مراقبہ نعم البدل سے واقف ہو اور فیض فضل لازوال اسے حاصل ہو اور روز ازل کے اقرار پر قائم ہو۔ "اوفوا بعہدی اوف بعہدکم" (۲-۳۰) تم میرے اقرار کو پورا کرو میں تمہارے اقرار کو نباہوں گا۔ یعنی مراتب جمعیت اسے حاصل ہوں۔ اسم قسم کا مراقبہ برحق ہے۔ کیونکہ منجانب اللہ وہ حق پر ہوتا ہے۔ ویسے تو خطرات شیطانی کے مراقبے بے شمار ہیں اور دوسرے جنونیت نفسانی کے مراقبے لاناہنجا اور آفات و واہات دنیا کے مراقبے بکثرت ہیں

طالب بیا طالب بیا طالب بیا      بر تو کنم دیدار وحدت حق لقا  
 طالباً خواہی اگر دیدار دم      دم کہ با دیدار شد اہل از کرم  
 در مطالعہ غرق شو فضل از لقا      ایں مراتب عارفاں رویت نما

مطلب یہ کہ طالب دیدار وہ ہے۔ جو طلب دیدار میں دنیا سے وضو اور عاقبت سے غسل کر کے نماز یگانہ کی دو رکعتوں میں پہلی رکعت ترک (ماسوی اللہ) اور دوسری رکعت توحید و توکل بروح لقاء کی ادا کر کے بنائے اسلام کا سلام کہے (پھیرے) اور اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے۔ دل سے مٹا دے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

طالب نام تحقیق کا ہے اور مرشد نام توفیق کا ہے۔ جو طالب مرشد کے نیک و بد کی ٹوہ میں رہتا ہے۔ وہ شیطان سے بھی بدتر ہے۔ جو مرشد طالب کو تلقین سے پہلے ازل سے ابد تک کے ماضی حال اور مستقبل کے حالات کا مشاہدہ نہیں کراتا۔ وہ لائق تلقین ہی نہیں بلکہ وہ نامکمل اور ادھورا ہے۔ ایسے شخص سے تلقین حاصل کرنا حرام ہے۔

علم فقر کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ بوج محفوظ کے تمام علوم کا مطالعہ پہلے ہی روز مرشد پہلے ہی سبق میں طالب کو کرادے۔ یہ ہیں مرشد کے مراتب اہل تقلید کو مراقبہ دوام حاصل ہوتا ہے تو ان میں سے کس کو پسند کرتا ہے۔ ناقص طالب اور مرشد دونوں کو لذات نفسانی گناہ کبیرہ اور صغیرہ خراب اور شکستہ کرتے ہیں۔ جس طرح کہ آگ کو پانی۔ لیکن جو طالب اور مرشد کامل ہیں۔ انہیں کسی قسم کا زوال لاحق نہیں ہوتا۔ خواہ وہ دن رات گناہوں میں پھرتے رہیں۔ وہ دریا میں بلبلے کی طرح رہتے ہیں اور ان کا وجود دریا کی طرح ہوتا ہے۔ خواہ اس میں ہزار قسم کی پلیدی بھی گرے تو بھی پاک رہتا ہے نہ اس میں بو پیدا ہوتی ہے اور نہ اس کا رنگ بدلتا ہے۔

دل مراد دریائے زال دریائے ہو      از ازل تا ابد موجش پاک زن  
 جس کا وجود اسم اللہ ذات کے تصور کے سبب پاک ہے۔ اسے محاسبہ کا کیا ڈر؟ اللہ  
 بس باقی ہوس۔

## شرح مراقبہ

جو شخص اخلاص قلبی اور روجی سے نفس کو مردہ کر کے معروف کالباس پہن کر مراقبہ کرتا ہے تو یہ مراقبہ اسم اللذات کے سبب سے ایک لحظہ میں حضوری میں پہنچا دیتا ہے اور حضور سے مفصل سوال و جواب حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ باطن میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم حاصل کرتا ہے اور پھر اسے ظاہری آنکھ سے دیکھ لیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو مراقبہ اربعہ عناصر کی رو سے کیا جائے۔ وہ خام خیالی اور سراسر خطرات ہے۔ بلکہ حیوانیت بے جمعیتی اور پریشانی ہے۔ جو مراقبہ روح کی رو سے کیا جائے۔ اس کے سبب قرب الہی کی وجہ سے کل و جز مد نظر رہتا ہے۔ جو سر کی رو سے کیا جائے وہ پردے اٹھا دیتا ہے اور دیدار پروردگار سے مشرف کر دیتا ہے اور اسے یقین اور اعتبار آجاتا ہے۔ جو شخص دیدار نبوی ﷺ کا منکر ہے۔ اس کی شفاعت نہ ہوگی۔ بلکہ وہ امت سے شمار نہیں کیا جاتا اور حشر کے دن وہ ریچھ سوزکتے اور گدھے کی طرح ہوگا۔ جو مراقبہ نور کی رو سے کیا جائے۔ اس میں مشاہدہ اور قرب حضور حاصل ہوتا ہے۔ جو مراقبہ ابرار کی رو سے کیا جائے۔ اس میں بقا اور لقا دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ جو مراقبہ نور ایمان کے جوہر کی رو سے کیا جائے۔ اس سے دنیا کی ترک نفس اور شیطان پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ ظاہر اور پوشیدہ سات مراقبہ سات اعضاء سات چابیاں سات قفل سات حکم سات حکمتیں سات طلسمات وجودیہ اور سات گنج اگر جمع ہوں تو ایک وجود بنتا ہے۔ بعد ازاں فقر میں قدم رکھا جاتا ہے کیونکہ یہ ساتوں چیزیں فقر کے قاعدہ کی الف بے ہیں۔ جب یہ ختم ہوا تو پھر فقر کے لاحد اور لا نہایت اور لا ہوت و لا مکان میں پہنچتا ہے۔ مواحد و محقق کے لیے فقر کے مراتب ٹھیک ٹھیک گواہ ہیں۔ یعنی اسے قرب الہی حاصل ہوتا ہے۔

ہفت راہگوار ہر یک ہفت در تاشوی عارف خدا صاحب نظر

مطلب یہ کہ جہاں دار فانی ہے۔ اس میں نفسانی آدمی نفس کی لذت حاصل کرتے

ہیں اور آخر کار دل افسردہ اور با حسرت مرتے ہیں۔ دوسرا جہاں دار بقا اور روحانیت کا



مقام ہے جو سوئے ہوئے ہیں وہ اپنا حال نہیں بتاتے اور بعض کی قبریں بہشتی روضہ پاک ہیں اور بعض کی آگ سے پردار عذاب میں مبتلا ہیں۔ فقیران دونوں کو دیکھتا ہے۔ لیکن سوائے دیدار کے کسی بات کی خواہش نہیں کرتا۔ وہ نور کو ہی دیکھ کر مست ہے اور ظاہر میں دنیاوی تعلقات میں پھنس کر طرح طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہے اور محنتیں برداشت کرتا ہے۔ لیکن کسی پر اپنی حالت ظاہر نہیں کرتا۔ پروردگار کے عارف اس بھاری بوجھ کو اٹھایا کرتے ہیں۔

دیدة دیدار با عین الیقین  
 عین با عین بیند شد لقاء  
 کس نکلغے کاطلاں ختم التیام  
 نیست دیدارش زحق بیگانگی  
 در شریعت یافتن دیدار را  
 کامل و اکمل بود صاحب نظر  
 مال و تن گردد تصرف راہ خدا  
 طالبے باشد چنین اہل از کرم  
 باز وارد معرفت قرب از خدا  
 دیدار حاصل مے شود با یک سخن  
 ہرچہ فانی شد بما آں یار نیست  
 مرا از برائے دیدار از خود آفریدہ

عارفاں دیدار روز دیدار بین  
 دیدة با دیدار بردہ عین را  
 گر بودے این مراتب بردوام  
 نیست دیدارش بدم دیوانگی  
 در شریعت شد بیدار خدا  
 دیدار وہ مرشد بود دیدار را  
 بے طمع طالب بود جان خدا  
 بالیقینیش تا قیامت دم بدم  
 ذکر و فکر کشف ہر د باہوا  
 طالبا از مرشدت دیدار کن  
 خبر بیدارے دگر دلدار نیست  
 باہو درہو خویش را پیچیدہ

واضح رہے کہ علم دیدار لقا حاصل کرنا اور لقا کے مراتب سے مشرف ہونا اور معرفت لقا میں کامل ہونا آسان ہے۔ لیکن مراتب میں محو ہونا فانی اللہ کے مراتب حاصل کرنا بقا باللہ ہونا اور ناشائستہ خصلتوں کو چھوڑنا بہت مشکل ہے۔ ہاں اس کے لیے آسان ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے۔ مراتب دیدار محض عنایت الہی ہے۔ جس طرح پر نور پاک اور صاف ہے۔ اسی طرح مشاہدہ حضوری اور دیدار الہی جب ہوتا ہے تو منزل مقام

اور مخلوق کا نشان تک نہیں ہوتا۔ رویت ربویت حرف جمال و وصال کی نگاہوں سے دیکھی جاسکتی ہے

ہر کہ سے بیند بنماید ترا بعد ازاں معلوم کن رویت لقا  
یہ باتیں عارف عاشق فقیر ولی اللہ کے نصیب ہوتی ہیں

عبادت عاشقاں عین از عنایت بجز دیدار دیگر نیست طاعت  
چہ خوش خرم بلذت راز دیدن بعین از عین بین با حق رسیدن  
کے ایں جا رسیدہ بالقاشد فنا فی اللہ کہ دائم با خدا شد

طالب الہی کے مدرسے میں وہی طالب سبق پڑھتا ہے۔ جو دیدار الہی کی قدر و منزلت جانتا ہے۔ جو شخص اس کی عظمت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ وہ لاہوت و لامکان کی منزل میں پہنچ جاتا ہے۔

ہر کہ گوید دیدہ ام من غیب را ہج کس با در نیارد جز خدا  
غیب بینی دیدہ با دیدار بین نیست آن جانفس نے شیطان بعین  
ہر کہ سے بیند بود بر خود گواہ معرفت دیدار حاصل شد الہ  
غیب داں داند باں کس غیب داں دیدنی دیدار با چشم عیان  
چشم سر عینک در اں شیشہ نگر خوش بہ ہیں دیدار صاحب نظر  
ہم ناظرم ہم حاضر ہم بالقہ ناظر و حاضر کنیم طالب بیا

جو شخص دن رات دیدار میں غرق ہونے کی طرف متوجہ ہے۔ اس کا مرتبہ ففروا

الی اللہ کا ہے اور جو دیدار کا منکر ہے۔ اس کا مرتبہ ففروا من اللہ کا ہے

کور مادر زاد طالب بے نظر کور طالب کور رفتہ بے بصر  
کور را گرے نیا یم آفتاب کور بیند ہر طرف باشد حجاب

اللہ بس ماسوی اللہ ہوں

اولاً موت است بعد از معرفت در چہار بگذر و یکتا صفت  
بیخ را با بیخ وارد ہوشیار نہ یک طرف از یک طرف عارف شمار

نہ گرسنہ مے شود یک سیر تر      گریک گرسنہ مے شود نہ در امر  
 وہ دیو چودرا در وجودے بند کن      بعد ازاں ارشاد و مردم پند کن  
 معرفت توحید جملہ شد ورا      ہر یکے رایافتہ عارف خدا  
 جسے علم غائب پر ایمان نہیں۔ وہ ایماندار ہی نہیں۔ جیسا کہ حسب ذیل آیت سے  
 ظاہر ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ”فیہ ہدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب“ قرآن  
 شریف میں ان پر ہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ نیز اس  
 ہدایت سے ثابت ہوتا ہے۔ ”من عرف اللہ لا یخفی شیء علیہ“ جس نے اللہ تعالیٰ  
 کو پہچان لیا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔

نیز اس آیت کریمہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ ”ان الذین یخشون ربہم  
 بالغیب لہم مغفرة واجر کبیر“ (۶۷-۱۲) بے شک جو لوگ غائبانہ اپنے پروردگار سے  
 ڈرتے ہیں ان ہی کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

مختصر علم لقا کو تصدیق قلبی کے ساتھ ایسا با توفیق حاصل کرتا ہے کہ علم ظاہر تمام بھول  
 جاتا ہے۔ چنانچہ الف بے تک اسے یاد نہیں رہتا۔ اللہ بس باقی ہوس۔

حدیث نبوی ﷺ: ”من عرف ربہ فقد کل لسانہ“ جس نے اپنے  
 پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گوئی ہو گئی۔

فقیر کو دیدار سے حسب ذیل چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ قرب، عزت، عظمت،  
 شرافت، کرامت، جمعیت، فخر، حکمت، امر، حکم، تصرف، توجہ، تفکر، تصور، دونوں جہان پر غالب  
 ہونا، روشن ضمیری، تجلیات، انوار ذات اور واقفیت اسرار سبحانی، وہ علم دیدار کے سوا اور کسی  
 طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ فقیر کو ذکر و دو وظائف اور مراقبہ کی ضرورت نہیں۔

مرشد دیدار دیدارش نظر      با نظر نا نظر کم موسیٰ خضر  
 ایں شرف شد امتی دز مصطفیٰ ﷺ      سخن اقرب یافتہ قرب الالہ  
 اے احمق! یہ ہیں فقر کے مراتب۔

واضح رہے کہ سلک سلوک کے ہر مرتبے کی ابتدا اقرب الہی سے ہوتی ہے اور انتہاء

مجلس نبوی ﷺ پر۔ ان دونوں کے وسط میں دیدار ہے۔ جو محض فضل الہی ہے۔ ابتدائی اور انتہائی مراتب برائے نام ہیں اور ابتداء اور انتہاء ایک ہی بات ہے۔ جو شخص رب العالمین کے دیدار سے مراقبہ یا خواب میں مشرف ہو جاتا ہے تو پھر ساری عمر اس کی آنکھ نہیں لگتی۔ مرنے پر بھی وہ بے حجاب مشرف حضوری ہوتا ہے۔ جو ایک مرتبہ دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اسے دنیا مردار پسند نہیں آتی۔ جن میں یہ بات نہیں پائی جاتی وہ مشرف بدیدار ہی نہیں۔

حدیث: "النهاية هو الرجوع الى البدايت" ابتداء کی طرف لوٹنا ہی انتہاء ہے۔ راستے میں محبت و طلب، ذکر، فکر، ذوق، شوق، مراقبہ، مکاشفہ، تصور، تصرف، توجہ، تفکر، معرفت اور توحید سب کچھ دیدار کی خاطر ہے۔ سو کامل مرشد انتہائی مراتب یعنی دیدار ابتداء ہی میں دکھا دیتا ہے۔ چنانچہ پھر ابتداء اور انتہاء یاد بھی نہیں رہتی۔ یہ عین با عین مراتب ہیں

گر بگوئم دیدہ ام مدعی با دعویٰ در  
کور چشمے کے پہ بیند سگ مثال خوک و خر

انوار دیدار کی روشنی طالب پر اس طرح غالب آتی ہے جیسے آگ پر پانی

باد سے دیدار بہرہ شد حضور شد مشرف بالقا در غرق نور

اندھے طالب کو پہلے مرشد آنکھوں کی بینائی بخشتا ہے اور پھر دائمی دیدار دکھاتا ہے جو

بے ایمان ہے اس کے لیے زوال ہے۔ اولیاء اللہ کو کسی قسم کا ڈر اور خوف نہیں ہوتا اور نہ وہ

غمگین ہوتے ہیں۔ فقیر علم دیدار بحکم دیدار فرماتا ہے اور مرشد کامل دیدار کرا دیتا ہے۔ سو

فرمانے اور کرانے میں فرق ہے۔ فقیر پر فرض عین ہے کہ تمام خزانوں و ممالک سلیمانی تمام

ارواح انبیاء اولیاء اللہ تمام تسبیح خوان فرشتوں اور دنیاوی تمام چھوٹی بڑی چیزوں کو اپنے

قبضے میں لائے۔ فقر اختیاری کے اس مرتبے کو ترک توفیق کہتے ہیں۔ جس طرح ہاتھ میں

لائے اسی طرح یکبارگی فی سبیل اللہ صرف کر دے اور چھوڑ دے۔ فقر کے لیے توکل

غنایت حال اور ہدایت احوال ضروری ہے۔ بغیر غنایت فقر اضطراری اور مطلق شکایت ہے

توحید سر عطاء است کہ تقلید سر خطا است

از دست نارسا است کہ مکار و پارسا است

قولہ تعالیٰ ”ما زاغ البصر و ما طغی“ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

جب تک طالب اللہ تماشا کونین سے بیزار نہ ہو جائے اور اس سے ہزار بار استغفار نہ کرے اور بالیقین دل سے ان کے خیالات نہ ہٹا دے۔ تب تک معرفت اور وصال الہی ہاتھ آنا مشکل ہے

دیدہ دیدار ما را از ازل معرفت دیدار ما اشد فضل

اگر کوئی شخص ساری عمر مطالعہ علم میں صرف کرے تو وہ عالم و فاضل بن جاتا ہے۔ لیکن توحید معرفت اور قرب الہی سے محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص ساری عمر ریاضت میں صرف کرے اور ایک پاؤں پر کھڑا رہ کر تیس سو سال مجاہدہ کرتا رہے تو بھی باطنی طریقت اور لقاء الہی سے ناواقف رہتا ہے۔ یہ بات مرشد کامل کی توفیق کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ مرشد کامل کی ایک توجہ سا لہا سال کی عبادت سے افضل ہے

مرشدے مراتب ترا رہنما طلب کن مرشدے رویت لقا

حافظ شدی عالم شدی زندہ زبان وز بے خبر تصدیق وحدت بے عیان

ان لوگوں پر مجھے بڑا تعجب ہے۔ جو بدعتی، فرعونی اور شیطانی گردہ ہیں۔ یہ لوگ اہل

نفس ہو کر کفار اہل ابلیس اور اہل زُنار کے مراتب دیکھ کر کہہ دیتے کہ ہم نے دیدار اور

معرفت حاصل کر لئے ہیں۔ ان کی بنیاد ہی غلط اور بات ہی محض لاف ہے

ہر کہ سے بیند بیدار خدا آں طالبان را نظر بہرہ لقا

در معرفت دیدار حق ناظر کند با نظر مجلس نبی اللہ بود

دم دلم دیدار بردہ حضور روح را روح برد اہل القبور

لائق دیدار اول دیدہ کن دیدہ دیدار را ازاں دیدہ کن

نیست منزل نیست آنجائے مقام غرق فی التوحید فی اللہ شد تمام

طالب موسیٰ طلب دیدار جو باہو دیدار موسیٰ را گو

دیدار اعتبار سے ہاتھ آتا ہے نہ کہ سال و ماہ گزارنے سے

باہو طلب دیدار روز خود جدا از میاں خود رفت سے بیند لقا  
زن و فرزند ذکر و فکر مال، طمع اور نفس مردار معرفت الہی اور دیدار الہی سے باز رکھتے  
ہیں۔ لقا نماز میں ہے۔ بشرطیکہ وہ نماز نور حضور سے معمور ہو

سرور و در سجدہ دل شد با خدا روح شد مشرف اتحاد بالقا  
ایں نماز عارفاں با دل حضور فرض عین است ایں نماز بالضرور  
واضح رہے کہ انسان مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ قادر و قیوم، غیر مخلوق۔ پس مخلوق کی کیا  
ہستی ہے کہ غیر مخلوق تک پہنچے اور معرفت، قرب اور جمال حضوری حاصل کرے۔ ہاں! یہ  
صحیح ہے جو شخص دیدار کا منکر ہے وہ ملعون اور بے دین ہے۔ مطلب یہ کہ علم، ذکر، فکر،  
تلاوت و وظائف، مراقبہ اور مجاہدہ قرب الہی سے بعید ہے۔ علم تصور کے ذریعہ ہم مشرف ہو  
سکتے ہیں۔ اسم اللہ ذات ہی معرفت اور توحید کا سبق ہے۔ طالب نفس پر سوار ہو کر تجلی سے  
بھی تیزی کے ساتھ ایک لحظہ میں دیدار الہی سے مشرف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے  
درمیان کوئی حجاب نہیں۔ یہ مراتب یقین اور اعتبار کے ہیں

تانه بنم من بچشم خود خدا نیست با در گفتم درویش را  
ہر کہ سے بیند بود در غرق نور معرفت توحید دیں است با حضور  
بے سرے سجدہ کنم حاضر خدا ایں نماز عارفاں را از بقا  
بے سرے سجدہ بود ہم بے جہیں نیست آں جا آسمان و نے زمیں  
بے چشم بنم بخوانم بے زباں معرفت لاہوت ایں است لا مکاں  
سجدہ در نور است در رویت مدام قبہ در قبلہ بود قبلہ تمام  
ہر سہ قبلہ قرب بخشد در نماز معرفت توحید ایں است فضل راز  
للس نورش قلب نورش روح نور اہل نوری را نمازی شد حضور  
دل پریشان و نمازے کے روا دل بظلمہ نفس و شیطان کے روا  
نماز معراج است سے بیند خدا عارفاں را در نمازے شد لقا

## عارف اور نماز

واضح رہے کہ عارفوں کا دم ہمیشہ نماز میں ہوتا ہے اور ان کا دل اور روح دائمی نماز میں مشغول نماز باراز ہے اور راز با نماز ہے۔ مرشد نور الہدیٰ علم دیدار سے کئی باللہ کا سبق پڑھاتا ہے اور طالب صادق لا الہ الا فاتخذہ و کیلا (۹-۷۳) پڑھتا ہے۔ اس قسم کا مرشد جو دیدار سے مشرف کرنے والا ہے مخدوم ہے اور جو مرشد طالب کو ذکر، فکر، مراقبہ اور جس دم میں مشغول کرتا ہے۔ وہ ناقص ہے اور معرفت الہی سے محروم ہے۔ اس سے طالب کبھی مراد کو نہیں پہنچے گا۔ معرفت کے ویسے تو کئی ایک طریق ہیں۔ لیکن خاص طریقہ مشرف بیدار ہوتا ہے اور یہ ہوتا ضرور ہے۔ اگر ماورزاد اندھے کو آج کے حجاب کے سبب کل نظر نہ آئے تو اس میں کسی کا کیا قصور۔ بینا آدمی ہمیشہ دیدار الہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ ان کے لیے آج اور کل یکساں ہے۔ ”ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی“ (۷۲-۱۷) جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ عاقبت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

ہر کہ در دنیا نہ بیند حق لقا      بے نصیبے رو بود آخر کجا  
آخرت او خور خواهد ہم تصور      بے نصیبے او زی دیدارش حضور

ما زاغ البصر وما طغی کے مراتب عارفان لقاء کے نصیب ہوتے ہیں

از ناف تا سر جلوہ گر انوار حق      آل چہ سے بنم ازاں دیدار حق

حق باطل را کنم تحقیق تر      سے برم دیدار طالب را نظر

زندگی شد بالقا ہے بندگی      ہے لقا کس زندگی شرمندگی

عارف مرشد پہلے ہی روز طالب اللہ کو رب العالمین کے دیدار کی دولت عظیم بخش

دیتا ہے۔ ایسا مرشد لائق ارشاد ہے۔ عارف نور خدا مرشد وہ ہے جو باطن میں ہمیشہ کے

لیے طالب کو دیدار سے مشرف کر دے اور طالب ظاہر میں مطالعہ علم اور شریعت میں

ہوشیار ہو۔ جس طرح خضر علیہ السلام کو آب حیات کے سبب جاودائی زندگی حاصل

ہے۔ اسی طرح عارفوں کو اسم اللہ ذات کے تصور سے ہمیشہ زندگی نصیب ہوتی ہے

خضر را طالب کنم بہر از خدا      منکہ طالب با حضوری مصطفیٰ ﷺ  
 حضرت خضر امت محمدی ﷺ کے مراتب سے دن رات حیرت میں ہیں۔ قرب الہی  
 اور دیدار الہی امتیوں کو ہی ہمیشہ نصیب ہوتا ہے

خضر را چیزے نباشد از قرب وحدت لقا      شرف امت را تمام از مصطفیٰ ﷺ  
 فکر فرحت نفس ذکر و راہزن      طالبا دیدار را بس این سخن  
 با توجہ سے برم دیدار حق      زیر پائے تو شود جملہ طبق  
 با الف اللہ رسا نم با حضور      این مراتب عارفاں را غرق نور  
 عالم شدم در علم توحید از خدا      احتیاج نیست علم از سر ہوا  
 شیطان را علم است کبر و بے کرم      گر گوئم انا شیطان مے شوم  
 خلق با خلق است با خالق تمام      نیک خصلت ہچو نبوی ﷺ والسلام

جو عالم یا فقیہہ فر بہ نفس مردہ دل اور سیاہ باطن ہے۔ اس سے ہم کلام نہیں ہونا چاہئے  
 کیونکہ اس کے باطن کو اللہ تعالیٰ کی کچھ خبر نہیں۔ ایسے شخص کو اپنے نفس کی بھی واقفیت نہیں  
 ہوتی۔ ہر علم کا مغز علم تصوف ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی باتیں ام علوم  
 اور احیاء العلوم ہیں۔ علم تصوف سے حق و باطل میں تمیز ہوتی ہے۔ جو شخص علم تصوف نہیں  
 پڑھتا۔ اس کا دل سیاہ ہوتا ہے اور ہمیشہ جہل و نفاق میں رہتا ہے۔ علم تصوف سے عارف  
 رحمت الہی بن جاتا ہے۔ جو شخص علم تصوف سے منع کرتا ہے۔ وہ بے دین ہے

گر بے علم عالم شدی بے معرفت      جاہلی علم ست خر عیسیٰ صفت

تانیابی معرفت رہبر خدا      طلب کن مرشد شدی تو اولیاء

طالب کو پہلے مرشد سے کل و جز و مخلوقات اور ذات و صفات حاصل کرنی چاہئیں سو  
 ایک ہی بلکہ میں حاصل ہو سکتی ہیں۔ مرشد کے چار حروف میں میم سے مشاہدہ حضور  
 معرفت اور معراج ”ر“ سے رازق حق غرق فی التوحید نور۔ ”ش“ سے شہسوار عارف  
 بروحانیت الیقور اور ”دال“ سے دوام بخش الہام مراد ہے۔ طالب کے بھی چار حروف  
 ہیں۔ ”ط“ سے طالب طوق بندگی ہر انگلیگی اور دوام در حق پندی۔ ”ا“ سے ارادہ حق



ادب اور جو کچھ سر پر گزرنے سے اس سے آہ نہ کرنا "ل" سے لائق لقاء لا یتحتاج اور لافزنی نہ کرنے والا اور "ب" سے باوفا باحیاء قلب صفاء اور قضا ورضا میں راضی رہنے والا مراد ہے۔ مرشد کے چاروں حروف طالب کے چاروں حرفوں میں اس طرح تبدیل ہو جانے چاہئیں کہ مرشد کا وجود جسم قلب قالب زبان کان روح اور ہاتھ پاؤں طالب کے ہو جائیں اور طالب کے مرشد کے ہو جائیں۔ یعنی دونوں ایک ہو جائیں۔ طالب کو فنائی الشیخ ہونا چاہیے۔ مرشد کی ہر ایک رسم رسوم حتیٰ کہ صورت تک طالب میں آجائے اور دونوں کے احوال ایک ہو جائیں۔ مرشد کامل کی توفیق اور توجہ طالب سے "ید اللہ فوق ایدہم" کہنے لگے

گر بیائی طالبا حاضر خدائے درمیاں پردہ نہ ماند شد لقا  
مرشد کامل کی یہ پہچان ہے کہ وہ حضرات اسم اللذات کے ذریعے نظر ہی سے کل و  
جز کو طے کر جاتا ہے

گر تو طالب صادق با مایا شد مشرف در مجالس مصطفیٰ ﷺ

### قادری طریقہ

قادری طریقہ میں طالب اور مرید مثل پھول کے ہیں اور باقی طریقے اس کے مقابلے میں ایسے ہیں۔ جیسے پھول کے گرد کانٹے کیونکہ وہ محض نفس کی قید میں ذلیل ہوتے ہیں۔ لیکن قادری طالب با اعتبار ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ یکبارگی مشرف بیدار ہوتا ہے۔ اسے ذکر اور مراقبہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی

منکہ مرشد قادریم قدر داں شد قرب قدرت خدا عارف عیاں

جمعت دیدار پر منحصر ہے۔ دیدار کے بغیر مردار ہے

باہو در ہوگم شدہ چون آب شیر انتہا توحید۔ این فی اللہ فقیر

دنیا کے طالب بکثرت ہیں اور عاقبت کے طالب بے شمار لیکن ہزاروں میں سے کوئی

ایک آدم ہوتا ہے جو دیدار الہی کا طالب ہو جو طالب دیدار ہے بہشت اسے درکار نہیں۔

واضح رہے کہ انسان کے وجود میں سنات اعضاء قید حرم طبع حسد اور خود پسندی

میں مبتلا ہوتے ہیں۔ سو کامل مرشد طالب اللہ کے ساتوں اعضاء کو ساتوں اکسیر، علم، کیمیا، تصرف، گنج، باحکمت ظاہر اور باطن سے پختہ اور کامل بنا دیتا ہے اور اس کے ذرے ذرے کو سنوار دیتا ہے۔ پھر ایسے طالب کو کیا ضرورت ہے کہ دست بیعت کرتا پھرے۔ اسے ایک ہی ہفتہ میں فقر، معرفت، ولایت، غنایت، فیض، فضل اور وصالِ حسن میں نہ غم نہ زوال نہ سلب نہ رجعت کا ڈر حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ مشاہدہ معرفت میں ہمیشہ معراج کرتا رہتا ہے۔ مرشد صادق طالب کو پہلے ہی روز جمعیت کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ کامل مرشد طالب کو سونے چاندی کی کیمیائے اکسیر اور پھر دیدار الہی سے مشرف کر دیتا ہے۔ جس مرشد میں یہ توفیق نہیں اس سے تیلی کا بیل اچھا ہے

باہو کا ملاں راوقوف است برکیمیا      از خود دہندیا مے دہانند از خدا  
فقیر کی نگاہوں میں اہل دنیا مفلس اور اہل دنیا کی نظروں میں فقیر مفلس ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ فقیر کو گو سارے دنیاوی خزانوں کا تصرف حاصل ہوتا ہے لیکن وہ غنایت کی وجہ سے ان کی طرف نگاہ نہیں کرتا

ظاہری توفیق دارم ہر عمل      باطن از تحقیق دارم بے خلل  
باہوا بہر از خدا این رہنما      گریبائی مے رسا نم با خدا  
تمام خزانوں کی کیمیائے اکسیر تین قسم کی ہوتی ہیں۔ جو تین مدرسوں میں تین علوم حاصل کرنے سے ہاتھ آتی ہیں۔ علم علم کا گواہ ہے۔ علم علم سے آگاہ ہے۔ علم کو علم سے نگاہ ہے۔ جاہل ہمیشہ گواہ ہے۔ علم اکسیر کیمیائے ترکیب ہنر فنا ہے۔ علم کیمیائے اکسیر توفیق بقا ہے اور علم کیمیائے اکسیر معرفت مشرف بلقا ہے

ہر کہ گفت من عالم لقا      طلب ازوے مطالعہ حق لقا  
کیمیائے ظاہر کا طالب نامرد کیمیائے باطنی کا طالب عورت اور کیمیائے معرفت کا طالب مرد خدا ہے۔ یہ چودہ کیمیا چار دن میں چار توجہ اور چار توفیق سے حاضرات قرآن کی برکت سے طالب کو حاصل ہو سکتی ہیں۔

چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "من له العولی اقلہ لکل" جس کا

خدا اس کے سب۔ جو طالب اخلاص کے ساتھ مرشد سے دیدار الہی کی طلب کرے۔ اس کے روبرو ہر ایک مرتبہ ہر ایک تصرف، کیمیا گنج، حکمت، موکل اور انہیاء اور اولیاء کی رو میں اور دونوں جہان غلام کی طرح دست بستہ کھڑے ہوتے ہیں

مرشدے باشد غنایت از غنی از غنی طالب غنی حاضر نبی

بے غنایت در شکایت روز و شب بے حیا و بے وفا و بے ادب

کامل میں تین حروف ہیں۔ ”ک“ سے کامل تصرف اس میں ہو کہ جتنا خرچ کرے کم نہ ہو۔ ”م“ سے مراد یہ ہے کہ مردہ دل کو نگاہ ہی سے زندہ کر دے اور حضوری الہی میں پہنچا کر دیدار الہی سے مشرف کر دے۔ ”ل“ سے مراد ہے کہ طالب کو لقا الہی بخش کر لا یتحاج بنا دے۔ کامل درجہ انسان کا ہے۔ مکمل پریشان کا اور اکمل حیوان کا ہے۔ نور الہدیٰ مرشد کا مرتبہ یہ ہے کہ طالب کو پہلے ہی روز لاہوت و لامکان بخش دے۔ یہ طاقت مرشد قادری کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ مشرف دیدار با عیان ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا فیض فضل و احسان ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ ہر ایک تصرف گنج کا مرتبہ اور مشرف بدیدار کرنا آسان ہے۔ لیکن وجود میں اسے نگاہ رکھنا اور اپنے آپ کو صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچانا سخت مشکل ہے۔ یہ پیاسا پانی پیتا ہے اور بھوکا کھانا کھاتا ہے اور عاشق سرفدا کرتا ہے۔ طلب مولیٰ کا پیاسا دریائے معرفت کو مستقی کی طرح پیتا ہے اور طلب مولیٰ کا بھوکا اپنا خون جگر کھاتا ہے جو عاشق دیدار ہے۔ وہ دنیا اور آخرت کی طرف نگاہ بھی نہیں کرتا۔

دیدنی مخلوق را درکار نیست

ہر تصرف سے شود از روئے حضور

مردہ را زندہ کند یا حکم تم

دل سلیم و مجود و کرم و با حیا

از لقاے یاقم وحدت صفا

ہر کہ گوید دیدہ ام دیدار نیست

ہر کہ سے بیند بود دائم حضور

آں صاحب گنج است عامل با حکم

ہر کہ سے بیند بود از اہل لقا

تھے واضح رہے کہ

چوں نھے یقین کہ ہماید مرا

باحضوری مصطفیٰ ﷺ ہم جان نفس احتیاجے کس ندارم ہیچ کس  
یہ مراتب عظمیٰ اور سعادت کبریٰ مجھے شریعت سے نصیب ہوئی ہیں۔ میں نے ہمیشہ  
شریعت کو ہی اپنا پیشوا بنایا۔ طالب اللہ خواہ مبتدی ہو خواہ منتہی اسے چاہیے کہ صبح و شام  
شریعت کو مد نظر رکھے اور جو کچھ شریعت حکم کرے۔ اس کے مطابق عمل کرے۔ کیونکہ وہ  
منجانب اللہ حق ہے اور جس بات سے شریعت روکے اسے نہ کرے۔ کیونکہ باطل اور  
بدعت سے ہزار بار استغفار ہے۔ شریعت کسے کہتے ہیں؟ شریعت قرآن شریف ہے اور  
تمام قرآن کریم اسم اللہ ذات کی طی (پیٹ) میں ہے۔ یہ سراسر دنیا، شیطان اور نفس امارہ  
کے خلاف ہے

شریعتے شہر است آں دارالامن	نیست آنجا نفس و قلب و روح و تن
شریعت نور سریت از نبی	این شریعت کے رسند اہل از شقی
شریعت شرف است عرب با رسول	این شریعت برو حاضر با رسول
ہر مراتب از شریعت دیدہ ام	بے حجابے از میاں بدیدہ ام
شریعتے شوق است بر شہد از شکر	لذت دیدار بخشد بہرہ در
جز شریعت نیست راہ معرفت	اہل بدعت چیت باشد خرصفت
شریعتے خلوت بود برتن تمام	بے شریعت نیست عارف اہل خام
شریعتے خوش وقت گرداند ہزا	از شریعت یافتم اللہ بقا
شریعتے ایمان انوارش عطاء	این عطائے شد مرا رہبر خدا
باہو سز رانی در شرع کوش	از شریعت معرفت توحید نوش

### مراتب جمعیت

مرشد پر فرض عین ہے کہ پہلے طالب کو جمعیت کے تین مراتب عنایت کرے۔ یعنی  
جمعیت نفس، جمعیت قلب اور جمعیت روح۔ جب یہ تینوں جمعیتیں طالب میں جمع ہو  
جائیں تو پھر مرشد کو مناسب ہے کہ مشاہدہ حضور نبی اور قرب الہی دکھا کر سب ہیئت کرے  
تاکہ طالب کو بھی یقین ہو جائے کہ دائمی میرا مرشد جمعیت بخش اور کامل ہے۔ مرشد وہ ہے

جو تمام دنیا کا تصرف طالب اللہ کو عطا کرے اور نیز جمعیت قلب بھی اور پھر طالب دنیا کے تمام تصرف کو ایک دم میں ایک ہی قدم پر فی سبیل اللہ صرف کر دے اور دل میں افسوس تک نہ کرے۔ جب طالب کی روح دائمی طور پر پروردگار کے دیدار سے مشرف ہو جائے اور توجہ تصرف تفکر سے مہمات و حیات کے مراتب اسے حاصل ہو جائیں تو پھر وہ طالب لائق تلقین اور ہدایت ہوتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

اے عزیز! وہ لوگ بہت ہی زیادہ احمق ہیں۔ جو دن رات محبت دنیا میں بے جمعیت اور پریشان سائل گدا اور بے حیاء ہیں۔ کامل مرشد وہی ہے جو کسی پر نظر عنایت کرے تو اسے بہت سے گنج و خزائن بخش دے۔ وہ طالب کو پہلے سونے چاندی کا علم کیمیا سکھاتا ہے اور پھر توجہ سے اسے قرب حضوری بخشتا ہے۔ جو مرشد پہلے ہی روز میں علم معرفت اور توحید پڑھائے اور دیدار سے مشرف کر دے۔ اسے ذکر و مذکور کی کیا حاجت ہے؟ اور ورد و وظائف اور مراقبہ اس کے کس کام کا؟ اہل دیدار عارف کی آنکھیں ہمیشہ دیدار کی طرف لگی رہتی ہیں۔ دل بھی مشاہدہ کی طرف مائل رہتا ہے اور وہ نظر عیاں سے بے حجاب اسرار الہی دیکھ کر فنا فی اللہ اور متوجہ دیدار رہتا ہے۔ اہل دیدار کو دیدار ہی سے الہام مشاہدہ ہوا کرتا ہے اور ان کی دلیل بھی مشاہدہ دیدار ہی ہوا کرتا ہے۔ سلطان الوہم بھی مشاہدہ دیدار سے ہے اور جمعیت کل بھی قرب دیدار سے عنایت ہوتی ہے۔ ہدایت بھی مشاہدہ دیدار سے ہاتھ آتی ہے۔ پہلے دیدار پھر اعتبار پہلے مشاہدہ حضور بعدہ لقا عرق فی التوحید نور

اس فقر را شد مراتب از ازل حق لقا فیض و عطائش با فضل

یہ رحمت آثار راہ تلقین دیدار سے ہاتھ آتی ہے

ہر مراتب را کنم تحقیق تر ہر طریقت کل و جز در من نظر

شد مراتب تلقین از حضرت رسول طالبان را میرسانم با حضور

یہ دیدار شرعی نماز سے حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نماز زبان قلب روح و ہر سے ادا

کی جائے۔ جو شخص بے سر سجدے میں جاتا ہے۔ وہ مشرف بدیدار ہوتا ہے۔

سر سجدہ بود بیند خدا سجدہ تا دیدہ سے گئی باشد روا

خاص الخاص آدمیوں کی نماز مشرف بیدار ہوتی ہے۔ وہ روبرو سجدہ کرتے ہیں۔  
عام لوگوں کی نماز رسمی ہوا کرتی ہے۔

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”من لم یاد فرضاً دائماً لم یقبل  
اللہ فرض الوقت“ جو شخص دائمی فرض ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کا فرض وقتی بھی قبول  
نہیں کرتا

لےتے بر بے نمازاں بردوام در نمازے شد لقا وحدت تمام

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات ﷺ فرماتے ہیں: ”الصلوة معراج  
المؤمنین“ نماز مومن کی معراج ہے۔ مرشد کامل کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ کی کنہ سے ہر ایک خزانہ تصرف، تفکر، توجہ، حکمت علم اور مقامات ذات و  
صفات، گل و جزو مخلوقات اور ازل سے ابد تک تماشا اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کا  
تماشا سر آسرا الہی اور حسب ذیل علم یعنی علم غیب، توفیق، تحقیق، صدیق، تصدیق، عیان،  
لقا، لامکان، لاہوت، ملکوت، جبروت، ناسوت، معرفت، شریعت، طریقت، حقیقت، حق، باطل،  
فقہ، نص، حدیث، تفسیر، روشن ضمیر، تاثیر جملہ کیمیائے اکسیر سنگ پارس، سنگ شفاء، نظر،  
طلب، محبت، جمعیت، جامع تلقین، راسخ دین، حیاء، ادب، راز، کلید، قفل، نصاب، دور مدور، بذل،  
وقت، شمس، سعد، سعید، تجرید، ترک، توکل، الہام، علم اور مجاہدہ منکشف کرتا ہے اور یہ سب کچھ  
طالب کو کلمہ طیبہ کے حروف سے دکھلا دیتا ہے۔ کیونکہ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے۔

اس قسم کا علم مرشد کامل سے حاصل کر کے لایحتاج ہو جاتا ہے۔ جو شخص پہلے ہی روز  
کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی کنہ پڑھتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عوالم اور تمام  
مخلوقات اس کی مطیع ہو جاتی ہیں۔ کامل مرشد اور صادق طالب کو علم جز کی تعلیم دے کر علم  
کل تک پہنچا دیتا ہے۔ علم جز توفیق اور علم کل توفیق تحقیق ہے اور رفیق بحق ہے۔ جو طالب  
ایسے مرشد سے جو علم کل و جز کا جامع ہے۔ پہلے روز سبق پڑھتا ہے۔ وہ کل و جز کا تماشا کر  
لیتا ہے اور قوت تصور سے دونوں جہان کے خزانے اس کے قبضے میں آ جاتے ہیں۔ وہ ہر  
ایک عمل اور تصرف میں کامل ہوتا ہے۔ جو کامل طالب تعلیم و تلقین کے شروع میں کل و جز کا

علم جانتا ہے پھر اسے ساری عمر ریاضت، مجاہدہ، علم اور حکمت کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی کو مراتب و منصب جمعیت کہتے ہیں۔ تمام مخلوقات کے کل و جز رسم رسوم اور دفاتر حساب و رقم طاعت کے ایک ایک حرف کے طے کرنے میں حاصل ہو جاتے ہیں اور دونوں جہان کو ہاتھ کی ہتھیلی یا پشت پاء اور مٹھی میں دیکھ سکتا ہے۔ یا پشت ناخن پر اس کا معائنہ کر سکتا ہے۔ اس کو بھی جمعیت خطرات کہتے ہیں۔ جو وجود پریشان میں بمنزلہ مرض ہے۔ جس کا علاج مشرف بیدار ہونا ہے۔ جس سے دائمی طور پر جمعیت حاصل ہوتی ہے اور پھر فضل الہی سے لایحتاج اور بے غم ہو جاتا ہے نہ وہ رجعت کھاتا ہے نہ اسے زوال آتا ہے نہ اسے سلب کا ڈر رہتا ہے اور نہ غلطی کا۔ جمعیت ہی سے معرفت، قرب اور وصال الہی حاصل ہوتا ہے۔ جمعیت کے مراتب بہت بڑے ہیں۔ چنانچہ جمعیت ہی سلک سلوک کی حکمت ہے۔ جمعیت ہی توفیق، تصدیق، گنج، قال و حال، تصور، تصرف، ترک و توکل اور عنایت و ہدایت ہے۔

قادر یہ کامل طریقہ میں عارف، صاحب نظر اور صاحب صفات محمودہ شکر گزار اور دائمی طور پر مشرف بیدار ہوتا ہے۔ اگر کسی اور خانوادے یا طریقہ کا محمودان باتوں کا دعویٰ کرے تو اسے لافزن اور جھوٹا سمجھو جس طرح ظاہر میں زبانی علم ہوتا ہے۔ اس طرح باطن میں تین علم ہوتے ہیں۔ ایک نفس، دوسرا قلب، تیسرا روح، اگر زبان و نفس ایک ہو جائیں تو قرب خدا حاصل ہوتا ہے۔ اگر زبان اور روح ایک ہو جائیں تو عالم روحانی مشرف بلقا ہوتا ہے۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "من عرف

نفسه فقد عرف ربه نیز من عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء" جس نے اپنے نفس کو پہچانا۔ بے شک اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ نیز جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا۔ اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔ پس عالم قلب اور عالم روح ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ مرشد کامل نظر سے دونوں کی حقیقت اس طرح معلوم کر لیتا ہے جس طرح صراف سونے چاندی کی۔ مرشد پر فرض عین ہے کہ طالب اللہ کو پہلے روز

جمعیت کل کے مرتبے پر پہنچا دے۔ جس سے طالب سر سے قدم تک نور ہی نور ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سے سوال و جواب لے سکے

علم از بہر قرب اللہ حق لقا	علم دنیا باز وارد از خدا
علم دنیا فتنہ از فرعون لعین	علم بہر از معرفت حق الیقین
ہر کہ خواند علم را بہر از ثواب	علم آں را میدہد عامل خطاب
ہر کہ خواند علم بہر از مصطفیٰ ﷺ	واقف اسرار گردد از الہ

جمعیت تین قسم کی ہے۔ جمعیت نفس، جمعیت قلب اور جمعیت روح۔ نفس کو لذات اور حرص و ہوا سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ قلب کو اسم اللہ ذات کے تصور سے اور روح کو مشاہدہ و قرب الہی سے۔ یہ تینوں جمعیتیں ایسی ہیں۔ جیسے کشتی کے لیے دریا کی سطح اور مچھلی کے لیے پانی۔ نفس کو جمعیت علم اکسیر اور سنگ پارس کے تصرف یا علم تکثیر کی دعوت کے تصور اور سونا چاندی جمع کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ تمام دنیا کے تصرف سے جو جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ استدراج ہے۔ نفسانی جمعیت محض بازیگری ہے۔ قلب کو جمعیت غنایت اور اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ جس سے وہ لایحتاج ہو جاتا ہے۔ روح کو مشاہدہ و قرب الہی سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے وہ دائمی طور پر پروردگار کے دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ نفس ہمیشہ استدراج کی طلب کرتا ہے اور قلب غنایت کی اور روح دیدار کی طلب کرتا ہے۔

کامل مرشد اسم اللہ ذات کے حاضرات کی تلقین اور کلمہ طیبہ کے حاضرات کی تعلیم سے ایک قدم اور ایک قدم میں طالب اللہ کے نفس، قلب اور روح کو جمعیت کلی اس قسم کی بخشا ہے کہ مرید

لا یرید ہو جاتا ہے اور اس کا نفس قلب کی صفات حاصل کر لیتا ہے اور قلب روح کی اور روح نفس و قلب میں بہ سبب زیادتی جمعیت کے مطلق ہو جاتا ہے اور دائمی طور پر قرب الہی سے مشرف ہو جاتا ہے

دیدار را ہفت علم و ہفت راہ در یک ہفتہ رسد وحدت الہ



اس ہفت علم از ہفت آیت یاد کن تا شوی محرم خدا او راز کن

## اقسام آیات قرآن

قرآن شریف کی آیات سات قسم کی ہیں، آیت وعدہ، آیت وعید، آیت امر و معروف، آیت نہی منکر، آیت قصص الانبیاء، آیت منسوخ اور آیت ناسخ، یہ تمام باتیں شریعت سے منکشف ہوتی ہیں اور پھر یہ مراتب شریعت میں منتہی ہوتے ہیں۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”النهايت الرجوع الى البداية“ ابتداء کی طرف رجوع کرنا انتہاء ہے۔

شریعت قرآن شریف ہے اور حقیقت بھی قرآن مجید سے ظاہر ہے اور قرآن شریف سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔ جس سے جمعیت جاودانی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن شریف کا ہر ایک مقام، قرب، معرفت اور دیدار رحمن پر دلالت کرتا ہے۔ کوئی علم یا کوئی تصرف قرآن شریف سے باہر نہیں اور نہ ہی ہوگا۔

مردہ دل عالم اور زندہ قلب فقیر میں کیا فرق ہے؟ یہ کہ عالم کو اسم اللہ ذات اور اسم محمد ﷺ کا تصور کرنا نہیں آتا اور ایک نادان بچے کی طرح ہے۔ اس کے مقابلے میں فقیر کو اسم اللہ ذات اور اسم محمد ﷺ کا تصور حاصل ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور آخرت میں کامل اور لا محتاج ہوتا ہے۔ تمام علوم اسم اللہ ذات کی قید میں ہیں۔ لیکن اسم اللہ کسی علم کی قید میں نہیں۔ کیونکہ یہ نفس کو نیست و نابود کر کے حضور الہی میں پہنچا دیتا ہے۔

قوله تعالى ”وعنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو و يعلم ما في البر

والبحر وما تسقط من ورقة الا يعلمها ولا حبة في ظلمت

الارض ولا رطب ولا يابس الا في كتب مبين“ (۶-۵۹)

”اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو

کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ

نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب

میں لکھا نہ ہو۔“

غیب کی چابیوں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ خشکی اور تری کی تمام چیزوں کو وہ جانتا ہے۔ ہر ایک پتے کے گرنے اور زمین کے اندر کے ہر ایک دانے کو وہ جانتا ہے۔ کوئی چھوٹی بڑی ایسی چیز نہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں نہ ہو۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

“ان قرآن رحمة الله على الخلائق”

”بے شک قرآن شریف خلقت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔“

## حاجی الحرمین الشریفین کی شرح

بعض حرم کے حاجی ہوتے ہیں اور بعض کرم کے جو شخص وجودی اخلاص اور مکمل اعتقاد سے بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہے۔ تو بیت اللہ شریف اور اس کے تمام درو دیوار نور ہو جاتے ہیں اور اس نور میں حاجی مشرف بیدار ہوتا ہے۔ وہ حاجی کرم ہے۔ جس شخص کے یہ مراتب ہوں اس کے لیے حج زیبا ہے۔

اگر حاجی مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں داخل ہو تو روضہ منورہ کی ہر درو دیوار سے نور نپکتا ہے جس میں وہ حاجی دیدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے۔ اہل دیدار اور بالیقین اعتبار حاجی آ کر کوہ عرفات کے میدان میں خطبہ سن کر ہاتھ اٹھا کر لیک لیک و حدة لا شریک لك لیک کہے تو تمام میدان اور پہاڑ نور ہی نور ہو جائیں اور دیدار الہی نصیب ہو۔ اس پر تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے۔

ہر دم حاجیم قرب از کرم      کعبہ را در دل بہ بینم نیست غم  
ہر محبتیم با مصطفیٰ باہر دوام      ظاہر و باطن یکے گردد تمام

کامل مرشد جس طالب کا نام لے کر توجہ کرتا ہے۔ اسے اسی دم معراج قرب اور

مشاہدہ دیدار تک پہنچا دیتا ہے اور طالب دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو د نظر رکھتا ہے۔

مرشد پر فرض عین ہے کہ طالب کو ان مراتب پر پہنچائے۔ کامل مرشد جس طالب کو چاہے۔ اکیسیر کیمیا ئے ہنر تمام خزانوں کا تصرف، تکثیر کیمیا، دعوت اور روئے زمین کے تمام الہی خزانوں کا تصرف بخش سکتا ہے

کاملاں را در عمل ہر کیمیا از خود دہند یا می دہاند از خدا

کامل مرشد جس طالب کو چاہے ولی اللہ کا مرتبہ بخش سکتا ہے اور اسے بادشاہ ظل اللہ کے مرتبے سے بڑھا سکتا ہے۔ کیونکہ فقیر کی نگاہوں میں بادشاہ ساکلی عاجز اور مفلس ہوا کرتا ہے۔ کامل مرشد جس طالب کو اسم اللہ ذات کا تصور بخش دیتا ہے۔ ملک سلیمانی اس کے قبضے و تصرف میں آجاتا ہے۔ کامل مرشد مرید کو ہر ایک تصرف ہر ایک کیمیا اور عنایت کا سنگ پارس عنایت کر سکتا ہے۔ جس سے بادشاہ اس کے حلقہ بگوش غلام ہو جاتے ہیں

من غنیم بادشاہ ہم با خدا

احتیاجے نیست مارا سیم وزر

ہر تصرف از تصور بردہ ایم

سنگ پارس در نظر من بیشمار

حوصلہ مے باید وسیع طالب بود

عاقلاں را محرمیت سر عطاء است

کس نیام طالب توفیق تر

کس نیام طالبے حق، حق طلب

نفس و قلب در روح را بگزار تو

آنچہ مے بینی ولی باشد چو بود

ایں مراتب روز اول اولیاء

تمام اولیاء اللہ کے مجموعے کا خطاب فقیر ہے۔ اس حقیقت کو وہ شخص کیا جانے جو

احتمق پن سے نفس کا قیدی بنا ہوا ہے

آں چہ مے بینم بہ بینم از لقاء

آں چہ مے یا ہم بیام از خدا

عاشقاں را بس بود اللہ بس  
 ایں شرف امت محمد ﷺ والسلام  
 ہر کہ حق از حق نہ بیند از کلب  
 علم ذکر و باز وارد از خدا  
 خوش بہ میں دیدار عارف با نظر  
 طالبان راے برم وحدت لقا  
 کونین برپشہ بود میں با عیاں  
 نہ مطالعہ علم نے شد قیل و قال  
 ہر طرف کردم نظر بینم لقا  
 ہر علم را کردہ حاصل از حرف  
 سیاح توحید است شد عارف خضر  
 عین برسر عین باشد عین راز  
 علم خواند عین علم با لقا  
 نیست باہو گشت ہودر جاں تنم

در میانش کس ننگبد ہیچ کس  
 جبرائیلش در ننگبد ایں مقام  
 ہر کتابے را جوابے حق طلب  
 از مطالعہ علم طالع با قہماً  
 شد مطالعہ معرفت توفیق تر  
 ہم ناظرم ہم حاضرم ہم راہنما  
 چون درانم لا مکاں با لامکاں  
 لا مکاں ملک است ملک لا زوال  
 نیست آب و باد آتش خاک را  
 ایں شرف امت محمد ﷺ یا شرف  
 آن مقام نور پاک و پاک تر  
 نہ علم نہ صورت نہ خوف نے آواز  
 عین رابا عین دیدن شد روا  
 بر باہو شد غالب بیدار ختم

فقیر ترک و توکل اور مست و است کے مراتب طریقہ قادریہ ہی میں ہیں۔ دوسرا اگر  
 دعویٰ کرے تو لاف زن اور جھوٹا ہے۔ اس کی تمیز کے لیے پہچاننے والی آنکھ چاہیے جس  
 شخص کا ظاہر و باطن با شعور ہے اور اسے حضور مجلن حاصل ہے۔ اسے لازم ہے کہ علم و  
 دانش و دانائی حاصل کرے اور جہالت و رسوائی کو ترک کرے اور پھر مرشد پیر علم تصرف گنج  
 اور جمعیت کی طلب کرے اور معرفت فقر میں قدم رکھے۔ ایسے باطن آباد کو مبارک ہو۔  
 طالب مرشد کو نہیں پہچان سکتا۔ طلب طالب کو اس طرح پہچان لیتی ہے جیسے قسمت اہل  
 قسمت کو۔ "طلب الرزق اشد من طلب اجلہ" اجل کی نسبت رزق کی طلب شدید  
 ہے۔ عاشق معشوق کو اور معشوق عاشق کو اس طرح پہچان لیتا ہے۔ جیسے بندہ خدا کو۔ عالم  
 علم کو پیر مرید کو باپ بیٹے کو استاد شاگرد کو غلام آقا کو اور گھوڑا اپنے سوار کے کام کو

چشم ظاہر با چشم در دل نگر چشم ظاہر داشتند ہم گاؤ خر  
 جو فقیر مرشد کامل دونوں جہان کو دیکھنے والا ہے۔ اس کی دونوں آنکھیں ایسی ہیں  
 جیسے شیشہ اور عینک جیسے آنکھ میں پتلی یہ مراتب چشم بصر کے ہیں۔ فقیر کے لیے سر کی  
 آنکھیں ہوتی ہیں۔ وہ ظاہری اور باطنی دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ چشم عیاں سے  
 معرفت اور مشاہدہ دیدار کرتا ہے اور دیدار کو دیکھ کر دکھلا بھی سکتا ہے۔ جو عارف سوائے اللہ  
 تعالیٰ کے کسی اور کو دیکھے تو وہ مرتد ہے اور اس کی معرفت مردود ہے

ایں معرفت مردود و عارف بے حیا  
 در معرفت عارف بود عیسیٰ صفت  
 معرفت معراج عارف با حضور  
 آں معرفت فی اللہ و گر بیند لقا  
 مردہ را زندہ کند با معرفت  
 کے بوند این عارفاں اہل غرور

عارف دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک عارف فقیر اولیاء دوسرے عارف بطیر سیر  
 ہوا۔ عارف روحانی اور عارف لامکانی۔ عارف کے لیے حیات و ممات یکساں ہے۔  
 اگرچہ ظاہر میں ممات کے مراتب کی قوت کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے غائب ہوتے  
 ہیں۔ لیکن سب پر غالب ہوتے ہیں۔ اگرچہ خلقت انہیں جانتی ہے کہ وہ خاک تلے  
 سوئے پڑے ہیں۔ لیکن دراصل وہ قبران کے لیے قرب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور جناب سرور  
 کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مجلس ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ فقیر جس طرح زندگی میں  
 لوگوں کو طالب اور مرید کرا کے تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔ اسی طرح ممات میں بھی بلکہ حیات  
 سے دو چند کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور کے سبب وہ حیات و ممات دونوں سے نجات پا کر  
 فنا فی اللہ و فنا فی التوحید و فنا فی النور ہوتے ہیں

وز قبر جسہ برد بیروں با خدا  
 با حضوری مصطفیٰ مجلس دوام  
 ہر مطالب طلب کن اہل از قبور  
 بعضے گم قبر گنام بے نام و نشاں  
 در قبر ہر گز نباشد اولیاء  
 بر قبر حاضر شود گفتن بنام  
 پیش کامل با جواب و با حضور  
 جسہ را با خود برد در لا مکاں  
 حاضر کند با خود رفیع ساختن  
 از مطالعہ لوح نامے یافتن

عارف فقیر اولیاء اللہ صاحب منصب جسے درویش ولی اللہ کہتے ہیں۔ اسے ماضی حال اور مستقبل کی حقیقت بخوبی معلوم ہوتی ہے اور دونوں جہان کے الہی خزانوں کا تصرف اسے حاصل ہوتا ہے اور اس سے کوئی نئی شے بھی پوشیدہ نہیں ہوتی۔ جو شخص کہتا ہے وہ نہیں جانتا اور جو جانتا ہے وہ کہتا ہی نہیں۔ لیکن کامل کو اختیار ہے خواہ کہے خواہ نہ کہے اور یہی میری حالت ہے۔

## شرح اولیاء اللہ

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلبون من الدار الی الدار" خبردار! اولیاء اللہ کبھی نہیں مرتے بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔ "موتو اقبل ان تموتوا" مرنے سے پہلے مر جاؤ! یہ مراتب اہل دیدار کے ہیں

اس جہان و آں جہاں در یک نظر عارفاں اس بود اہل از بصر  
کامل مرشد وہ ہے جو پہلے طالب کے لیے اسم اللہ ذات کے تصور سے تمام انبیاء اور اولیاء اللہ کی رو میں حاضر کرے اور پھر اسم اللہ ذات کی قوت سے اسے مشرف بدیدار کر کے خدا رسیدہ بنا دے۔ تاکہ ساری عمر کے لیے وہ خلوت چلے اور ریاضت و مجاہدہ سے چھوٹ جائے۔ کامل مرشد کی آزمائش یہی ہے۔ جو مرشد ان صفات سے متصف نہیں۔ وہ خود راہزن ہے اور اس کا طالب شیطان ثانی ہے۔ یا احمق بمنزلہ گائے اور گدھے کے ہے۔ یا بے شعور نادان بچہ ہے

بر قبر رد تا شود مطلب تمام می برد باتو روحانی ہر مقام  
قولہ تعالیٰ: "ولا تنقلوا المن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون" (۲-۱۵۴) جو لوگ راہ خدا میں قتل ہوں انہیں مردہ نہ کہو وہ تو دراصل زندہ ہیں تم ہی اس بات کو سمجھ نہیں سکتے

ہر گم گم کردہ مردہ آں مردہ اولیاء با خود حیاتی بردہ

اولیاء زندہ شود با اسم ذات . وزخلق او نباشد باید نجات  
 اول مرشد کامل پر فرض عین ہے کہ طالب کے نفس کو عین جمعیت بخش دے سو نفس کی  
 جمعیت دنیاوی لذات سے ہوتی ہے۔ بغیر ان کے اسے مرشد پر اعتبار ہی نہیں آتا۔ خواہ  
 ظاہر میں طالب کو سرزنش ہی کیوں نہ کی جائے۔ جب اسے جمعیت حاصل ہو چکے اور وہ  
 دنیا مردار سے بیزار ہو جائے اور اس سے ہزار بار استغفار کرے تو پھر نفس دیدار پروردگار  
 کے لائق ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح صاف ہو جاتا ہے جیسے دھوبی کپڑے کو صاف کر دیتا  
 ہے۔ گندگی اور بندگی دونوں ایک جگہ نہیں سما سکتیں۔ دیدار اور مردار ایک مکان میں نہیں رہ  
 سکتے۔ جیسا کہ کفر و اسلام جو مرشد دنیا کے اسلام کا تصرف نہیں جانتا وہ دیدار کس طرح کرا  
 سکتا ہے۔ ظاہر میں طالبوں کا دنیاوی خزانوں پر تصرف کرا دینا توفیق ہے اور باطن میں  
 ذات و صفات کے تمام مراتب طے کرا دینا تحقیق ہے۔ جس مرشد کو نہ توفیق کی واقفیت ہے  
 اور نہ تحقیق کی۔ وہ سراسر احمق اور بے دین ہے۔ بعض مرشد دیدار کا دعویٰ کرتے ہیں۔  
 حالانکہ نفس مردار کی قید میں پھنسے ہوتے ہیں اور بعض مرشد لقا کا دعویٰ کرتے ہیں۔  
 حالانکہ دنیا کی طلب میں احمقوں اور بے حیاءوں کی طرح منہمک ہوتے ہیں۔ طالبی اور  
 مرشدی کوئی آسان کام نہیں۔ اس میں ہر کام کا تصرف حاصل کرنا پڑتا ہے۔ یہ سزا الہی  
 ہے۔ شریعت میں ہوشیار اور کفر شرک اور بدعت سے بیزار ہونا چاہیے۔ اللہ بس ماسویٰ  
 اللہ ہوس۔

جان کیا ہے اور جانان کیا ہے؟ جان روح ہے اور جانان توفیق الہی کہ وہ ایک ایسا  
 سز ہے جو حسن پرست کے خط و خال اور ساقی پرست کے ساغر اور زلف پریشان کے نغمے  
 سے فارغ ہے

جاں بجاناں را بدہ اے جان من عارفاں را بس بود این یک سخن

روز و شب حاضر بود مجلس نبی ﷺ احتیاج از کس ندارد شد غنی

مرشد کو بلازم ہے کہ پہلے اپنا مرشد ہونا ثابت کرے۔ سو مرشد ہونے کے لیے دو

باتیں ضروری ہیں۔ ایک تو اسم اللہ ذات کے حضرات سے طالب کو یاد الہی میں لے جا

کر دیدار سے مشرف کرے۔ دوسرے طالب کو بے شمار خزانوں کا تصرف بخش دے۔ طالب میں دو باتیں ہونی چاہئیں۔ ایک یہ کہ مال و جان جو کچھ مرشد کو درکار ہے اس کے حوالے کر دے دوسرے اس کے حکم میں رہے جو کچھ وہ فرمایا کرے۔ اس کے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرے۔ خواہ دینی ہو یا دنیاوی۔

فقیر درویش اور اولیاء اللہ کی انتہاء کیا ہے؟ یہ کہ اس کا جسم نور خدا سے منسوب ہو اور ہو خلقت میں اور آفتاب کی طرح ہر جگہ روشنی کا فیض پہنچائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا جسم نور ہوتا ہے اور مشرف بیدار پروردگار ہوتے ہیں۔ ایسا شخص جب لب جنبانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اولیاء اور انبیاء کی رو میں خیال کرتی ہیں کہ ہم سے ہمکلام ہوا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں جسم منور سراسر نور ہو جاتا ہے۔ جو اس مقام میں آتا ہے۔ وہی دیکھتا ہے۔

چنانچہ حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال اللہ تعالیٰ سے ہمکلام رہا۔ لیکن لوگ یہی خیال کرتے رہے کہ میں ان سے ہمکلام ہوتا ہوں۔ یہ مرتبہ اسم اللہ ذات کی کنہ سے حاصل ہوتا ہے۔ نیز اس سے دونوں جہان کو قابو کر لینا آسان کام ہے۔ لیکن نفس کے برخلاف ہونا سخت مشکل ہے۔ ہاں تصور ذات غنایت قرآنی آیات کے پڑھنے اور کلمہ طیبہ کے با ترتیب پڑھنے سے آسانی کے ساتھ نفس کی مخالفت کی جاسکتی ہے

نمودے کس نمودے ہیچ کس	منکہ بودم با خدا بودیم بس
شد مراد دیدار دائم در آئینہ عین از نما	زاں بقائم یا تم من از خدا
برتم ہر سوائے عارف شد وجود معرفت	احتیاجے نیست ذکرش ہر کرا ایں شد صفت
باہوزا بدن نام گردی خویش را پس نام تن	تن ولایت لایزالی لامکاں دارالامن

جس کا جسم انوار حق کے نور سے پختہ ہے۔ اسے معرفت مشاہدہ معراج اور دیدار پروردگار حاصل ہے۔ اس قسم کا جسم چشم سر سے نکال کر ملاقات کرتا ہے اور ہمکلام اور ہم صحبت ہوتا ہے۔ ظاہر و باطن میں دائمی طور پر منظور نظر اور مشرف بیدار پروردگار اور مجلس



نبوی ﷺ ہوتا ہے اور اولیاء اللہ اور انبیاء کی روحانیت سے ملاقات کرتا ہے۔ اس غیب پر نکتہ چینی نہ کرو اور نہ تعجب کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کافر ہو جاؤ۔ ہزار بار استغفار کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کافر بے دین ہو جاؤ۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: ”الا انا اولیاء اللہ لا یموتون“ خبردار! اولیاء اللہ کبھی نہیں مرا کرتے۔

عالم ظاہری اور عالم باللہ فقیر میں یہ فرق ہے کہ عالم ظاہری کا نام علماء اور فقیر کا نام اولیاء اللہ۔ اس کا نام عادل اور فقیر کا نام کامل۔ اس کا ممت اور فقر کا حیات ظاہری عالم علم مسائل، نص و حدیث اور تفسیر بیان کرتا ہے اور فقیر مفصل طور پر قرب حضوری سے دکھا دیتا ہے۔ ان دونوں کی مجلس کس طرح راست آسکتی ہے۔ جب کہ ایک حرف بیان کر دے اور دوسرا اسے دکھا دے۔ ان کی ایسی ہی مثال جیسے مست اور ہوشیار اہل خواب اور بیدار کی۔

نفس را رسوا کنم بہر از خدا  
بر ہر درے قدے زخم بہر از خدا  
در تصرف عالم کامل تمام  
احتیاج از کس نیارم خاص و عام  
فقیر ہی چور دغا باز، فتنہ انگیز اور نقصان دہ ہوا کرتے ہیں اور فقیر ہی صاحب تصرف، کیمیا کسیر، گنج و خزان بخشنے والے روشن ضمیر اور دونوں جہان پر حکمران بھی فقیر ہی ہوا کرتے ہیں۔ سو جھوٹے اور سچے فقیر میں اس طرح تمیز کی جاسکتی ہے کہ جھوٹا اور ناقص آج کل کے دفع الوقتی کرتا ہے اور قصہ اور افسانہ سے دلیری دیتا ہے۔ لیکن سچا اور کامل توجہ ہی سے مشاہدہ کر دیتا ہے اور سارے مطالب پورے کر دیتا ہے

مرشد سے نا مرد صورت زن نما  
از طالبان زر طلب باشد بے حیا  
کامل مرشد اسم اللہ ذات کے تصور میں عین بعین دکھا دیتا ہے اور علم عین سے منکشف کر دیتا ہے۔ ناقص مرشد ذکر، فکر، مراقبے اور ورد و وظائف میں مشغول کر کے خراب و خوار کرتا ہے۔ کامل مرشد پہلے ہی روز مشرف بہ بیدار پروردگار کر دیتا ہے

بجز بیدار سے دگر واسے ندید  
این مراتب را بچہ حضرت پانچویں

ذکر کے مراتب سراسر زوال اور فکر کے خام خیال ہیں۔ مراقبہ کے مراتب ابتدائی احوال اور الہام کے ناتمام ہیں اور مذکور کے مراتب نامنظور ہیں

طالب از مرشد طلب دیدار کن      دیدہ در دیدہ مرشد راز کن  
ذکر و فکر و دور گرداند ترا      ذاکراں را بے خبر وحدت لقا  
کامل فقیر چند ایک صفات سے موصوف ہوتا ہے۔ اول نفس سے بخیل اور طالبوں سے ظلیل ہوتا ہے۔ دوسرے دیدار پروردگار سے دائمی طور پر مشرف ہوتا ہے۔ قرب الہی سے اسے وحی القلب آتی ہے اور حضوری الہی اسے حاصل ہوتی ہے

از کجا آورده با کہ برده      اہل دیدار ش نہ ہرگز مردہ  
من با خدا بودیم باشم دوام      این بود توحید مطلق حق تمام  
ہر کہ حق را پوشد آں کافر است      ہر کہ گوید دیدہ ام اہل از بہشت  
گر کے گوید بدہ صورت نشان      لا یزالی بے مثال و لا مکان  
ہر کہ خواند این مطالعہ بالیقین      لائق دیدار شد دیدار بین  
با نظر ناظر کند خاطر خدا      چوں نگویم دیدہ ام ہر دم لقا  
جز حضوری بالقاد دل کس بلند      ذکر دم روح و قلب احمق پسند  
ہر طریقت را بدانم با طریق      طلب کن دیدار توفیق از غریق  
احتیاج نیست گفتن غافلان      عارفاں دیدار ہیں صاحب عیاں  
منکہ زو آورده ام دیدار رو      دید از دیدار شد صاحب نظر  
دیدہ باحق رود باطل گزار      روز و شب دیدار ہیں با اعتبار  
آں دیدہ دیدار ہیں دیدہ کجا      دیدہ لائق دیدار باشد با خدا  
باہوا بہر از خدا دیدہ بدہ      بے چشم دیدار ہیں دیدہ بدہ

مردہ قلب اور افسردہ قالب ناسوت سے جو کچھ دیکھتا ہے۔ اسے لاہوت و لامکان لقا اور مشاہدہ تجلیات انوار زبانی خیال کرتا ہے اور اہل تقویٰ جو کچھ دیکھتا ہے وہ حور و قصور اور بہشت ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن روحانی قبروں سے نکلیں گے۔ کسی کا رخ بھی

قبلہ کی طرف نہ ہوگا۔ البتہ اہل دیدار رو بقبلہ ہوں گے۔ کیونکہ اہل دنیا فقیر اور سائل سے جو منہ پھیرتے ہیں۔ قیامت کے دن رو بقبلہ نہیں ہونے پائیں گے

قبلہ را از قبلہ قبل از یافتم  
در خدا را کشتہ با یک یک شود  
قبلہ را با سجدہ قبلہ یافتم  
معرفت توحید از مے شود  
بند نقش بند آنچہ زیں قائم مقام  
ہر کہ دنیا دوست دارد دور تر  
قادری را قرب قدرت با خدا

جو شخص یہ کہے کہ مجھے دین اور دنیا عطاء ہوئی ہیں۔ وہ فرعونی گروہ سے ہے اور اس کا

یہ حیلہ شیطانی ہے

دوست دارد دنیا را از ازاں سگ سرشت  
ترک دادہ دنیا از اہل بہشت

دنیا ہمیشہ ہمارے پیچھے مارے مارے پھرتی ہے۔ قادری ہرگز ہرگز دنیا پر نگاہ نہیں کرتا کیونکہ اس کی نظر دیدار پر ہوتی ہے۔ وہ دائمی طور پر تارک الدنیا ہوتا ہے۔ وہ سخت بیوقوف لوگ ہیں جو دن رات دنیا مردار کی طلب میں سرگرداں رہتے ہیں اور پھر اس کو فخر و عزت خیال کہتے ہیں اور معرفت الہی کی طرف رخ نہیں کرتے۔ یہ لوگ مومن مسلمان کہلانے کے کیسے مستحق ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ڈھور ڈانگر سے بھی بدتر ہیں

مگر بگوئم شرح دیدار از خدا  
تا استماع زندہ شود عالم بقا

دیدہ دیدار کے سبق پر علم دیدار منحصر ہے اور تلقین دیدار یقین دیدار پر۔ علم و حلم دیدار

حکمت دیدار میں ہے اور علم ارشاد و دیدار مرشد دیدار سے ہے

در صورتے مخلوق را دیدار نیست  
در علم دیدارش مخطرہ خوار نیست

صورتے مخلوق خاک از خاک خاک  
وز نور دیدارش شود دل پاک پاک

آں گلے دیگر بود با گلاب  
خوردنی آں گل شوی تو بے آب

آں گل بود تہی کف نبی المرسلان  
خورونی آں گل شوی عارف عیاں

یہ امداد فقر عظیم کے سبب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے حاصل ہوتی

ہے۔ عطاءے لقا سے کبھی تو منہ کے بل گرانے والا فقر حاصل ہوتا ہے اور کبھی محبت کرنے والا۔ اگر وہ پھول کھائے تو نص و حدیث کا علم اس پر منکشف ہوتا ہے اور وہ ابلیس لعین پر غالب آجاتا ہے۔ لیکن جو جاہل و احمق ہے۔ وہ تارک الصلوٰۃ ہو کر خبیث بن جاتا ہے۔ علم ظاہری میں بہت کچھ اندیشہ ہے۔ لیکن علم باطنی بغیر غلطی اور زوال کے ہوتا ہے۔ اس سے نہ رجعت کھاتا ہے نہ ہی یہ سلب ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے قرب و وصال زندگی، عقلمندی اور ”وما توفیقی الا باللہ“ والی توفیق و تحقیق حاصل ہوتی ہے۔ عالم باللہ اور فقیر ولی اللہ اسے کہتے ہیں جس کے تصرف میں گنجِ کیمیا ہو اور پھر دنیا میں سے اپنے نفس کو کچھ نہ دے۔ اللہ تعالیٰ کا طالب کوئی ہی ہوتا ہے۔ میں نے کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا جو معرفت قرب اور دیدار کی خاطر علم پڑھتا ہو اور اس کی غرض اس سے روشن ضمیری اور بیداری قلب ہو۔ بلکہ وہ دنیاوی رزق اور روزگار کی طرف بڑھتے ہیں

خود پسند آں عالم است مغرور تر	عالم آں باشد بود برحق نظر
بر مطالعہ علم بہراز معرفت	بے معرفت عالم بود شیطان صفت
طلب کن وصلت وسیلہ پیشوا	تا ترا حاصل سود وحدت خدا

جو شخص اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہے۔ اس کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔ ایک جلالی جس کے سبب وہ سہو، سکر، قبض، بسط، ذکر، فکر، مراقبہ، کشف و کرامات سے بری ہو جاتا ہے۔ دوسرے جمالی جس سے اسے بالیقین اور باعتبار مشاہدہ اور دیدار حاصل ہوتا ہے۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”الفقر فخری والفقیر منی“ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ ہی سے ہے۔ روشن ضمیر شخص کے قبضے میں جزو کل ہوتے ہیں۔ وہ نفس پر حکمران اور غالب ہوتا ہے اور وہ نص حدیث اور تفسیر وغیرہ کا تمام علوم بیان کر سکتا ہے۔ برخلاف اس کے مردہ دل شیطان کی دونوں انگلیوں میں گرفتار ہوتا ہے جس میں سے ایک انگلی طبع اور دوسری غرض کی ہوتی ہے۔ جس کے سبب وہ حلال اور حرام نہیں تمیز نہیں کر سکتا اور مطلق کافر ہو جاتا ہے۔ دوسری انگلی غرور اور تکبر کی ہوتی ہے۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ومن کان فی قلبہ ذرہ عن الکبر لا یدخل الجنة" جس کے دل میں ذرہ بھر بھی کبر ہوگا وہ بہشت میں داخل نہیں ہونے پائے گا۔

کامل مرشد نظر ہی سے طالب کے مردہ دل کو شیطان کی دونوں انگلیوں سے بری کر دیتا ہے اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا کر غرق فی اللہ و توحید کر دیتا ہے اور ظاہر و باطن میں تصرف صاحب گنج تصدیق اور قرب الہی سے الہی خزانوں کا مالک بنا دیتا ہے۔ اللہ بس ماسوئی اللہ ہوس۔

چو از مرشد حاصل شود توحید رب	معرفت توحید از مرشد طلب
ہر کہ بے مرشد بود آں بے نصیب	نفس عالم پیشوائے شد رقیب
گر بخوانی علم تفسیر و حدیث	اندرویش نفس جاہل دیو خبیث
مرشدے باشد سلیمانے مثل	دیوورژندہ شود بعد از وصل
در وجودے تو بود دارالامن	عالمان را بس بود ایں یک سخن
علم گوہر ترک حرص و باہوا	نفس را بگزارد و شو عالم خدا
علم حق غیب است با ایمان بود	برغیب گرغیب کند ایمان رود

قولہ تعالیٰ: "آلَمَ ذَلِكِ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ" یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں اور یہ ان پرہیزگاروں کے لیے ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں سراسر ہدایت ہے۔ زیادہ پڑھنا فرض نہیں۔ مگر صرف فرض واجب سنت مستحب گناہوں سے بچنا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت اختیار کرنا فرض ہے۔ عنایت ہدایت اور غیب کے بارے میں شکایت کرنا زنا سے زیادہ برا ہے۔ قولہ تعالیٰ "وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتٰبَعِ الْهُدٰی" (۲۰-۲۷) جو لوگ ہدایت کی پیروی کرتے ہیں ان پر سلامتی ہو۔ معرفت فقر جمیعت اور ہدایت و پدار رحمن سے اور نفس امارہ اور دنیا شیطان سے متعلق ہیں۔ ان میں سے تجھے کون سی بات پسند ہے

علم بہر از سجدہ وے صوم و صلوة علم بہر حج و کلمہ یا زکوة

ہر کہ خواند علم از بہر درم      بے نصیب از معرفت جود و کرم  
در طلب رشوت بود از سر ریا      این علم را کے خدا دارد دوا

قولہ تعالیٰ ”یا ایہا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون“ (۲-۶۱) اے ایمان  
والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ ہر علم کا حاصل کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں لیکن اس پر  
عمل کرنا از بس مشکل اور دشوار ہے

علم سے حرف است عالم سے طلب      با حیاء با رضا و با ادب  
علم ہچوں شجرہ براہ معرفت      ہر کہ علم از بر خود عارف صفت

علم قال کے تمام منصب و درجات مطالعہ آواز ہیں اور معرفت مشاہدہ قرب الہی اور  
حضور کی دیدار راز ہیں۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز  
ہے۔ جس طالب اللہ کو محض طلب دیدار ہے۔ اسے بہشت کی امید اور دوزخ کے خوف کی  
کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ دیدار کو دیکھنے والا ہوتا ہے۔ جناب سرور کائنات خلاصہ  
موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”من طلب شیء وجد“ جو جس چیز کی طلب  
کرتا ہے پالیتا ہے

اولیاء را کیست را بہر پیشوا      با جذب وحدت کشد طالب خدا  
نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”الجذب جذبات الحق من  
جذبات اللہ“

اللہ ہر کہ را خواہد کند با خود حضور      ہر کرا خواند براند خود ز دور  
رفت کوشش کوشش چوں ہند لقاء      رفت کوشش چوں رسد کوشش از خدا  
در حقیقت معرفت راحت مجو      ہر یکے را ترک بدنامش گجو  
در چہار گورد یکتا صفأ      زان ہر چہار بگور واصل خدا  
ہر مقامے نا تمامے راہرن      واصلان را بس بود این یک سخن

جس طالب پر مرشد اخلاص سے نگاہ کرے تو اسے مطالعہ معرفت بخش دیتا ہے۔

جس سے ہر ایک علم کا مطالعہ نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ موت، محبت، معرفت، مشاہدہ، مراقبہ

مکاشفہ 'مطالب' 'معراج' دیدار اور لقاء وغیرہ کے علوم ایک دم میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ جس سے ایک دم میں ازل، ابد، دنیا، عاقبت، بہشت، حور و قصور، معرفت اور انوار دیدار کا مشاہدہ ہو جائے اور اسی ایک دم میں خدا رسیدہ ہو جائے۔ اسی کو استقامت کہتے ہیں۔ علم موت کا مطالعہ کس علم سے منکشف ہوتا ہے۔ یہ بات اسم اللہ ذات کے با توفیق علم تصور علم تصرف تحقیق اور علم توجہ دل سے حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص علم موت کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس سے کوئی کلی و جزوی علم پوشیدہ نہیں رہتا

مرتبہ مردود و منزل نا تمام  
عین رابا عین بیند عین بین  
ہر کہ از خود بگذرد و آں یافتہ  
بر فقر ہر یک مقامے شد حرام  
نیست آں جا آسمان و نے زمیں  
پیشوائے اسم اللہ ساختہ

اسم مسکلی تک پہنچا دیتا ہے۔ صرف ایک ہی حرف سے تمام معنات حل ہو جاتے ہیں۔ یہ بات کاملوں کو معلوم ہے لیکن ناقص اس سے محروم ہیں۔ ناقص تو طریقت کا سلک سلوک بناتا ہے۔ لیکن کامل قرب اور حضوری بخشتا ہے

ہر کہ سے بیند بدانہ آں کے  
ثواب سراسر حجاب ہے اور بے حجاب سراسر ثواب ہے  
شد بیدار مرا اللہ بے

حجتے بگزار در و دیدار آں  
جز بیدارے مراجنت چہ کار

دوزخ بہشت دونوں مقام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ مجھے اپنے اختیار سے کیا واسطہ۔ فقیر دونوں جہان پر حکمران ہوتا ہے۔ ایک گروہ بہشت میں ہوگا اور ایک دوزخ میں۔ زبان علم تفسیر کا مطالعہ کرتی ہے۔ نظر علم تاثیر کا، قلب علم روشن ضمیر اور روح علم لقا کا مطالعہ کرتی ہے اور ہمیشہ حاضر و ناظر رہتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

کامل فقیر کو دعوت سے اہل قبور کی روحانیت کی ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ جس سے اگر وہ چاہے تو تمام جہان کو فنا کر سکتا ہے۔

واضح رہے کہ نیک عمل کرنے سے ثواب حاصل کرتا ہے اور بے حجاب اور بے حساب اللہ تعالیٰ کی عنایت شرف لقا ہے۔ علم کے پڑھنے سے مقصود یہ ہے کہ پڑھے پر عمل

بھی کیا جائے۔ اسم اللذات کا تصور نفس کے لیے قتل کرنے والی تلوار ہے

نماز و روزہ و بیار طاعت      ازاں بہتر بدم ساعت

دے دیدار را دیدار بردہ      دے مردہ دے خطرات خوردہ

کلید علم از دیدار دارم      شریعت مصطفیٰ ﷺ را جاں سپارم

دیدار کے مراتب اور علم دیدار شریعت سے حاصل ہوتے ہیں اور شریعت ہی ہر علم کی

روح رواں ہے۔ بے شرع زندگی سراسر بے حیائی اور شرمندگی ہے۔ شریعت کی اصل

قرآن شریف اور حدیث ہے۔ قرآن پاک سے کوئی چیز باہر نہیں اور نہ ہی ہوگی۔ واضح

رہے کہ طالب کو خدا اور رسول ﷺ، قرآن شریف اور کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ

رَسُولُ اللَّهِ کی قسم ہے۔ جو مرشد کو اسم اللذات کے حاضرات نعم البدل فیض فضل اور تمام

علم حکمت اور خزانوں میں آزماء نہ لے۔ جب آزما چکے تو پھر تلقین حاصل کرے۔ اسی

طرح مرشد کو بھی مذکورہ بالا قسم ہے۔ جو وہ طالب کو قرب و حضور الہی اور روحانیت قبور کا عمل

اور ہر طرح کی جمعیت نہ بخشنے

مرشدی نامرد را نامے گو      مرشدی را نامرد را شیطان گو

قولہ تعالیٰ "یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطن انه لکم عدو مبین" اے آدم

کی اولاد! تم شیطان کی عبادت نہ کرو وہ تو صریحاً تمہارا دشمن ہے۔ اگر مرشد سپیرے اور

مداری کی طرح اور طالب سانپ کی طرح ہے تو وہ ساری عمر اس کی قید میں رہے گا اور وہ

نال مثل میں اس کی ساری عمر برباد کر دے گا۔ طالب مرشد شہباز کے بچے کی طرح ہے

جو کبھی چیل وغیرہ کی ہم نشینی نہیں کرتا۔ اگر طالب شیر کا بچہ ہے تو معرفت وصال میں اسے

گیدڑ کے ساتھ شرم آتی ہے

ہر کہ طالب نام خواں سلطان بود      مرشد آں را مرتبہ سلطان دہد

اگر طالب سلطان ہے اور مرشد پریشان یا مرشد پشیمان ہے اور طالب احمق حیوان کو

دونوں کی ہم نشینی کبھی راست نہ آئے

پاہو منکہ طالب از پنم غنی      ہر دی حاضر مرا مجلس نبی ﷺ



احتیاج کس ندارم خام تر طالبان رامی کنم عارف نظر  
وہ لوگ سخت بیوقوف ہیں۔ جو باوجود معرفت اور قرب الہی سے محروم ہونے کے  
طالبی اور مرشدی کرتے ہیں۔ ایسے مرشد و طالب دونوں دکاندار ہوتے ہیں

مرشدے مرد است طالب مرد تر  
یا برد در معرفت وحدت لقاء  
خام مرشد زر طلب از طالبان  
ہر کہ گیر دے دہد بردے روا  
باہوے شناسد طالبان را با نظر  
گنج بخشید طالبان را سیم و زر  
مرشدی طالب چنین باید ضرور  
این چنین گمراہ مرشد در جہاں  
مرشدے باشد چنین راہبر خدا  
ہچو زر گرے شناسد سیم و زر

طالب کو قوت مرشد کی قوت کے سبب حاصل ہوتی ہے۔ اگر طالب باطن کو ظاہری  
تحقیق حاصل ہے تو کامل مرشد ایسے طالب کے حق حقوق اپنی گردن پر سے ادا کر دیتا  
ہے۔ یعنی اسے ہر تصرف عمل عنایت کرتا ہے لیکن اس کام کے لیے طالب کا حوصلہ وسیع  
ہونا چاہیے کیونکہ کم حوصلہ کسی کام نہیں آتا

ہم طالب ہم مرشد ہم راز ہیں  
جو راستے کا واقف نہیں اس کی راہ واقعی دراز ہے۔ وہ ساری عمر اسی میں مشغول رہتا  
ہے۔ لیکن کامل مرشد طالب کو مرتبہ عنایت کر کے دیدار الہی سے مشرف کر دیتا ہے۔ قول  
تعالیٰ ”وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ“ (۱۵-۹۹) تو اپنے پروردگار کی عبادت مرتے  
دم تک کرتا رہ۔

عبادت دیدار راہ باریدہ بر  
این عبادت رحمتہ اللعالمین ﷺ  
شد عبادت از فضل عفو و کرم  
ہر عبادت از برائے دیدار حق  
مرشدے تلقین بخشید از لقاء  
این عبادت دائمی طاعت طلب  
بالیقین و با ایمان او در قبر  
معرفت توحید این است بالیقین  
ہر کہ منکر از لقا اہل صنم  
از برائے دیدار شد پیدا خلق  
از علم حاضر رساند با خدا  
طاعتے باشد حضوری راز رب

قولہ تعالیٰ ”وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (۵۲:۵۲) (ای  
 ليعرفون)“ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت  
 کریں (یعنی مجھے پہچانیں)

دل مرا بیدار از دیدار شد دیدہ بہر از دیدنی نظار شد  
 جو شخص اسم اللہ ذات کا عین العلم تصور جانتا ہے۔ وہ ایک لحظہ بھی دیدار پروردگار سے  
 باز نہیں رہتا۔ گو ظاہر میں خلقت میں رہتا ہے۔ اسرار سبحانی اور قدرت یزدانی سے یہ  
 آنکھیں اور ہی ہوتی ہیں۔ جو طالب طلب دیدار میں مرنے کو تیار ہے۔ اس کو ایک دم اور  
 ایک قدم میں دیدار سے مشرف کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں

کس نیا بم طالبے تشنہ طلب معرفت دیدار چشم راز رب  
 طالبان با خود مطالب خود نما احمقاں بے ادب باشند بے حیا  
 طالبی گر مثل موسیٰ یا خضر نیک بدرا با تفکر در نظر  
 در نظر موسیٰ ہر ثوابے شد گناہ کار حضرت خضر پوند خاص راہ  
 بر خضر موسیٰ غالب امت رسول عارفاں دیدار و از اہل الوصول

چنانچہ جناب رسالت مآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”العلماء  
 امتی افضل من انبیاء بنی اسرائیل“ بنی اسرائیل کے نبیوں سے میری امت کے علماء  
 افضل ہیں لیکن علماء وہ ہیں، جو فقیر عارف اور عالم باللہ ولی ہیں

عالم شدم از علم وحدت با خدا علم بہر از وحدت باطن صفا  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”العلماء وارث الانبیاء“ علماء انبیاء کے  
 وارث ہیں۔ انبیاء نما مجلس کبر اور حرص و ہوا سے فارغ ہوتی ہے

عالم خدا فاضل خدا با خود نمائد ہر کہ با خود ماند از حق نخواند  
 نفس سوزی را بکش با تیغ قال نفس اہل قاتلے را کشد تیغ از زوال  
 ہر کہ خواہد گشت کشتن نفس را با تصور تیغ بکشد و ز ہوا

قولہ تعالیٰ: ”وہی النفس عن الہوی فان الجنة ہی الماوی“ (۷۹:۴۹)

جس نے اپنے نفس کو روکا بے شک بہشت اس کا ٹھکانہ ہے۔ جب تک نفس علم دیدار سے مشرف حضوری کا سبق نہیں پڑھتا۔ ہرگز ہرگز گناہ اور بڑی خواہشات سے باز نہیں رہتا۔ خواہ ساری عمر بھی ریاضت و محنت کیوں نہ کرتا رہے۔ سب بے سود اور لا حاصل ہوتی ہے۔ قولہ تعالیٰ ”وما ابصرى نفسى ان النفس لا مارة بالسوء“ (۱۲-۵۳) اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔

ایں نفس را قید آوردن چه غم	کے شناسد نفس را اہل از صنم
نفس را بشناختن قرب از خدا	نفس شرمندہ بماند و زہوا
نیست نفس و نئے بروح و نئے قلب	غرق فی التوحید عارف با ادب
و زہفت اندام بود ہفتاد نور	باز گردد یک شود باشد حضور
طالبے دیدار مے یابد خدا	طالبے مردار با نفس و ہوا
طالبان را چہست آخر حق طلب	جان خود را کن فدا برراز رب
دم مزن کر عاشقی سر پیش نہ	سر زگردن شد جدا این راہ بہ
باہر کہ شد گم نام آں نامرد تر	نام را نام از وہد صاحب نظر
باہو کہتر و مہتر ہمہ دارد طلب	طلب قلب از قلب کلب از پاکلب

واضح رہے کہ شاطروں کے لیے علم بلاغت و فصاحت وغیرہ کا جاننا ضروری ہے اور

فقراء کو قرب اور حضوری علم درکار ہے۔ اگر شاعر کا کلام ناقص یا خام ہو تو اس کے لیے ذلت ہے لیکن فقیر کا کلام بھی شہد کی طرح بیٹھا اور سونے چاندی سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے

خن من سریت خواندل آں بے سر عارف بے سر بود صاحب نظر

اہل علم تصوف کے لیے تقویٰ ضروری ہے۔ صاحب تقویٰ کی دو علامتیں ہیں۔ ایک

حلال کھانا دوسرے ذات و صفات کے تمام مقامات تصور اور توفیق سے طے کرنے کی

طاقت اور نظری تصرف سے ہر مردہ کو زندہ کرنا۔ متقی وہ شخص ہے کہ جب کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہنے سے پڑھے تو اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے۔ قولہ تعالیٰ ”وما

یذکرون الا ان یشاکا اللہ هو اہل التقویٰ و اہل المنفرہ“ (۴۴-۵۶) اور وہ کیا

نصیحت مانیں مگر جب اللہ چاہے وہی ہے ڈرنے کے لائق اور اسی کی شان ہے مغفرت فرمانا۔ علم تقویٰ بھی علم تصور کی طرح معرفت مشاہدہ اور دیدار کا تصرف اور چابی ہے۔ تقویٰ مجاہدہ نہیں۔ بلکہ حضوری میں مشاہدہ اور وصال لازوال ہے۔ واضح رہے کہ تجلیات نور کے تصور کے غلبات اور تصور حضور کے شوق اور اشتیاق کی جو شخص اسم اللہ ذات عزت کے ساتھ لیتا ہے۔ اس کا نفس بہ سبب عظمت و ہیبت اسم اللہ نفس بالکل مرجاتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک ساتوں اعضاء میں نور اللہ سرایت کر جاتا ہے اور وجود میں جو کچھ کدورت، زنگ اور حجاب کی تاریکی ہوتی ہے۔ سب دور ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں قلب اور روح متفق ہو جاتے ہیں اور روح ذوق و شوق کے ساتھ اسم اللہ ذات پڑھتا ہے۔ اسم الہی سنتے ہی بہ سبب قبر اور قدرت اسم اللہ نفس زندہ نہیں رہتا۔ فقیر کامل معرفت عیانی اور دیدار ربانی سے مشرف ہوتا ہے۔ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”من عرف نفسه فقد عرف ربه من عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء“ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے گویا اپنے پروردگار کو پہچان لیا، جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اس نے اپنے رب کو باقی جانا۔ نفس جب مرجاتا ہے تو انسان مرتے دم تک گناہوں سے بچا رہتا ہے

در چشم من ہر گر نیاید ہیچ کس	از ازل تا ابد بودم بے حجاب
از میاں خود رفتہ را عذاب نیست	دیدہ را دیدار بردہ خواب نیست
اہل حاضر را نباشد ہیچ خواب	خواب مارا بہر مذکور جواب
چشم را پوشند بہر از صد ضرور	خواب مارا خلوت و باشد حضور
کے یہ بیند کور مثل گاؤخر	ہر کہ پوشد چشم را آن کورتر
چشم پوشیدن بود مکر و ریا	با عیاں بینم لقا ہم حق لقا

جو شخص تحصیل علم میں عالم باللہ ہے۔ اسے دائمی طور پر مجلس محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے۔ جو فقیر معرفت میں مشرف بدیدار ہے۔ اسے بھی دائمی طور پر مجلس نبوی ﷺ حاصل ہوتی ہے۔ جو متقی علم تقویٰ میں کامل ہے۔ اسے بھی مجلس نبوی ﷺ دائمی طور پر نصیب ہوتی

ہے  
 ایں مراتب از علم توفیق تر اولیاء اللہ بخشد با نظر  
 ہر کرا مرشد نہ مردود داں بے خبر از معرفت وحدت عیاں  
 خود مرشد ہی عیاں کے مترادف ہے کیونکہ وہ توجہ ہی سے دونوں جہان کو اس طرح  
 دکھا دیتا ہے جیسے آئینے میں رخ۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "العقل نیام فی الانسان  
 الانسان مرآة الانسان مرآة الرب" عقل انسان میں ہوتی ہے انسان انسان کا آئینہ  
 ہے انسان پروردگار کا آئینہ ہے۔

خوش ہمیں دیدار را گوید حدیث ہر کہ با در نیست او کاذب خبیث  
 ہر کہ عالم علم شد بہر از لقاء نہ از برائے عارف شناسدا اولیاء  
 ایں قدر قدرت بود قرب از خدا علم باطن غیبی وحدت لقاء  
 علم وحدت، علم فردانیت لاریبی، علم دیدار، علم قلب بنیدار، علم بقا، علم نفس فنا، علم زندہ  
 قلب روح بقا، علم ادب، علم حیا، علم جمعیت، علم روشن ضمیر با صفا او علم لقاء سب کچھ موت  
 کے مطالعہ سے منکشف ہوتا ہے۔ "کل نفس ذائقة الموت" (۲۱-۲۵) ہر ایک ذی  
 روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ مطالعہ موت کا سبق یاد رکھتا ہے۔ دنیاوی متاع کو چھوڑ  
 تا کہ تو مطالعہ علم کے لائق ہو جائے۔ موت کے مطالعہ سے انسان دیدار کے لائق ہو جاتا  
 ہے۔

موت بھی تین طرح کی ہے۔ مطالعہ موت سے مبتدی کے دل میں اسی طرح نور  
 پیدا ہوتا ہے جس طرح مطالعہ موت سے منتہی کے دل میں مشاہدہ دیدار اور حضور اور قرب  
 الہی کا نور جلوہ گر ہوتا ہے۔

مرشد کامل پر فرض ہے کہ پہلے طالب کو تینوں سبق پڑھائے۔ تاکہ طالب علم سے  
 محروم اور جاہل نہ رہ جائے اور دن رات تحصیل علم میں مشغول رہے۔ کیونکہ سارے علوم کا  
 حاصل کرنا صرف ایک بات میں ہے۔ "فمن بعمل مثقال ذرة خیرا یروہ ۵ ومن

يعمل مثقال ذرة شرا يره ۰“ (۹۹-۸۷) پس جو ذرہ بھرنیکی کرے گا اسے اس کا نیک بدلہ ملے گا اور جو ذرہ بھربدی کرے گا اسے اس کا برا عوض مل کر رہے گا

ہر ذرہ مثل زراعت خرمنے است نیک و بدر انظر کن در جان تن است

نیست در تویج بیروں آنچه ہست آنچه شد مخلوق زان روزش است

طالب اللہ وہی علم پڑھتا ہے۔ جو زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اپنے پڑھنے

والے سے جدا نہیں ہوتا۔ وہ علم کیا ہے؟ مشرف بیدار ہونا ہے۔ علم وہی ہے جو قبر میں بھی

نگہبان رفیق اور شفیع رہے اور جسم کو پاک کر دے اور محاسبہ قبر اور قیامت سے بری کر

دے۔ سو وہ علم اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ یہی نجات دلواتا ہے

آنچه خوانی از علم اللہ بخواں اسم اللہ باتو ماند جاوداں

قرآن شریف تورات زبور اور انجیل اور فقہ کے مسائل کی تمام کتابیں اسم اللہ کی

تفسیر ہیں۔ جو شخص اسم اللہ ذات مع کتب پڑھتا ہے۔ اس پر سارے ظاہری علوم منکشف ہو

جاتے ہیں اور پھر اسے علم پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مطالعہ استغراق مطالعہ اوراق سے

بڑھ کر ہوتا ہے

ذکر از لقاء فکر از بقاء این چنین عالم بود علم از خدا

جس شخص کی یہ کیفیت ہو۔ اسے فضل خدا سے درس لقاء صفائی قلب اور بقاء نصیب

ہوتی ہے۔ جسے علم کی واقفیت نہیں وہ مردہ دل جاہل اور بے حیا ہے۔ قولہ تعالیٰ ”بلی من

اسلم وجہہ للہ وهو محسن فله اجرہ عند ربہ ولا خوف علیہم ولا ہم

یحزنون“ (۲-۱۱۲) ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لئے اور وہ نیکوکار ہے تو

اس کا بدلہ اس کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔ قولہ تعالیٰ

”ومن یسلم وجہہ الی اللہ وهو محسن فقد استمسک بالعروة

الوثقی“ (۳۱-۲۲) تو جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے اور ہو نیکوکار تو بے شک اس نے

مضبوط گریہ تھامی۔

واضح رہے کہ علم معاملات اور علم عبادات محض درجات ہیں۔ علم حضور کی اور قرب

الہی سے بے خبر ہیں۔ اگرچہ مسائل فقہ کا علم پڑھنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ لیکن علم باطنی سے بے خبر رہتا ہے۔ عالم باطنی علم بقا باللہ کا وسیلہ ہے۔ علم تصور، علم تصرف، علم تفکر، علم تصوف، علم سلک سلوک، علم توجہ اور علم توحید یہ سارے عین العلم حق ہیں۔ کیونکہ یہ حق کی طرف سے ہیں اور علم باطل سے بیزار کرنے والے ہیں۔ وہ شخص سخت احمق ہے جو علم حق کو چھوڑ کر علم باطل، رشوت، ریا، خود پسندی اور حرص و ہوا کو اختیار کرتا ہے

ہر عبادت ہر ثواب بہر از لقاء علم اللقاء من سبق خواندم از خدا  
 واضح رہے کہ علم کے بیس حصے حکمت کے ایک حصہ میں شامل ہیں۔ عالم حکیم عارف قدیم ہے۔ چنانچہ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "لا تکلم کلام الحکمة عند الجاهل" حکمت کی باتیں جاہلوں سے بیان نہ کرو۔ اگرچہ ان لوگوں کی زبان زندہ ہوتی ہے۔ لیکن دل مردہ ہوتا ہے۔ جس کا دل دنیا کی طرف سے نہیں مرا۔ اسے مغفرت حاصل ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ افسردہ خاطر ہے۔

قوله تعالیٰ "منہا خلقنکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارۃ اخری" (۵۵-۲۰) ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے دوبارہ تمہیں نکالیں گے۔

قوله تعالیٰ "و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی" (۸-۱۷) اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ دعوت پڑھنے کے لائق وہ شخص ہے جو ارواح اولیاء جن انسان فرشتہ اور موکل پر غالب ہو۔ جسے نہ رجعت ہو نہ زوال ظاہری خزانوں کا تصرف حاصل ہو۔ دل کا غنی ہو باطن میں مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہو اور فقیر لا محتاج ہو۔ کامل عامل اہل دعوت دنیا کے لیے دعوت نہیں پڑھتا۔ جو دنیاوی امور کے لیے پڑھتا ہے اور دعوت پڑھنے کا عمل ہی نہیں جانتا وہ محتاج اور جنونیت اور استدراج کے مراتب ہیں

این چنین تسبیح کے ذلیلہ راہ  
 دہوتے از قربت خواند پندہ غم

بر زباں اللہ در دل گاؤخر  
 دعوتے خواند لطف و حق کرم

دعوتے خواند ز بہر از خدائے  
دعوتے منصب مراتب با حضور  
دعوتے منصب مراتب از خدا  
ابتدائے دعوت گنج سبق  
ہر موکل در حکم مثل غلام  
ہر کہ خواہد دولت دنیا نعیم  
ہر کہ خواہد معرفت قرب از الہ  
ہر کہ کن رایافت کنہ از کن کشا  
قال من بر حال من احوال من  
ہر کہ پوشد حق بود کافر تمام  
کاملہ اکسیر تکسیرے نما  
باہو کس نیابد طالب لائق طلب  
برو بار دعوت حضوری مصطفیٰ ﷺ  
شد وسیلہ مصطفیٰ ﷺ با ذات نور  
ہر کہ خواند بہر دنیا بے حیاء  
در تصرف قید آمد ہر طبق  
گشت واضح زیر زبرش ہر مقام  
ہم صحبت شیطان بود ملعون لکیم  
وقت خواندن با تصور کن نگاہ  
جملہ او الہام یابد از خدا  
ہر کہ عامل نیست دعوت لافزن  
گفتن حق حاسداں دشمن رام  
احتیاجے کس ندارم جز خدا  
حاضر کنم با مصطفیٰ توحید رب

دعوت کے پڑھنے سے کامل کو تو گنج نصیب ہوتا ہے۔ لیکن ناقص کو رنج حاصل ہوتا ہے۔ دعوت پڑھنا آسان کام نہیں۔ اسے وہی پڑھ سکتا ہے۔ جو مرد مذکور عارف کامل عامل باخبر و ہوشیار ولی اللہ اور صاحب قرب پروردگار ہونہ کہ احمق اور تیلی کے بیل کی طرح ہو۔ یہ سخت مشکل اور بڑا دشوار کام ہے۔ کیونکہ اس میں الہی خزانوں کے پوشیدہ راز ہیں۔ یہ محض عنایت حق ہے۔ جو اہل دعوت کامل اور عامل ہے۔ اسے قال اور نماز استخارہ سے تحقیق کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ خام اور ناقص پیشہ ناسوت اور نفس امارہ کی قید میں رہتا ہے۔ دعوت پڑھنے کے لائق وہی شخص ہے۔ جس کا جسم دل اور روح اسم اللہ ذات کے تصور سے منور ہو رہا ہو اور مجلس نبوی ﷺ کی حضوری اسے حاصل ہو۔ کامل عامل دعوت کے شروع میں طالب کو پانچ مراتب عطاء کرتا ہے۔ یعنی حاضرات، ناظرات، تصور اسم اللہ ذات، دلیل سے واقف ہونا اور قرب رب جلیل پر نگاہ رکھنا، جو مرشد کامل عاقل ہے۔ وہ یہ پانچ خزانے صادق طالب کو پانچ روز میں بخش دیتا ہے، اگر اولیاء اللہ اور اہل دعوت کو



قرب حق سے ہدایت اور توفیق حاصل نہ ہوتی تو تمام طالب مرتد اور خلقت ہلاک ہو جاتی ہے۔ اہل دعوت کا ظاہر و باطن باجمیعت ہوتا ہے اور وہ مشاہدہ ربوبیت اور جمال وصال کرتے ہیں۔ جو قیل و قال اور کہنے سننے کے متعلق نہیں

عارفان را روز و شب بر حق نظر  
با نظر ہرگز نہ بینم بے نظر  
وہ لوگ بڑے ہی بیوقوف ہیں جو دین کی محبت دل سے نکال دیتے ہیں۔ ایسے لوگ مومن مسلمان، فقیر، درویش، عالم، فاضل، ذاکر، اہل مراقبہ، اہل فکر اور اہل تقویٰ کس طرح ہو سکتے ہیں یہ تو ڈھور ڈانگروں سے بھی برے ہیں جو کچھ میں کہتا ہوں از روئے حسد نہیں کہتا بلکہ واقعی حالت ہی ایسی ہے۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الساکة عن الکلمة الحق فهو الشیطن" سچی بات سے خاموش رہنے والا بمنزلہ شیطان ہے۔ غفلت کی روئی کانوں سے نکال اور موت کو یاد کر۔ موت تیرے وجود میں ہے اور تیرا وجود موت کی غار میں ہے۔ قولہ تعالیٰ "کل نفس ذائقة الموت" ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

نفس را گردن بزن بہر از خدا  
تا شوی دائم بحاضر مصطفیٰ ﷺ  
ایں مراتب عارفان و اولیاء  
ہر کہ این را بے نداند سر ہوا

## شرح دعوت

اس کامل اور عامل کے لیے دعوت پڑھنا مناسب ہے جو دوام میں علم دعوت کو ختم کر سکتا ہو۔ جو شخص دعوت با ترتیب جانتا ہے اور اسم اعظم اور اسم اللہ ذات کے تصور و تصور ہے۔ قیامت تک اس کی آل اور اولاد دلا بحتاج اور بے غم ہو جاتی ہے۔ ایسے عامل کامل، مکمل اور اکمل جہان میں بہت کم ہوتے ہیں

دم ازل دم ابد دنیا تمام  
ہر کہ این یک دم بعد آں مردخام  
اہل دعوت کامل مرشد دعوت کے شروع ہی میں صادق طالب اور مرید لا یرید کو فیض

و فضل الہی سے چار منصب عطاء کرتا ہے۔ اول اسم اللہ ذات کا تصور دوسرے اسم اعظم کا تصور۔ تیسرے کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی توجہ اور چوتھے قرآنی آیات۔ جو طالب ان چاروں کے مجموعے کی دعوت پڑھتا ہے۔ تمام ظاہری و باطنی، غیبی و لاریبی الہی خزانے اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ جو مرشد چاروں میں یہ چاروں منصب طالب کے نصیب نہ کرے۔ وہ طالب احمق ہے جو کہ ناقص کے حکم سے پڑھتا ہے۔ اہل بدعت، بد مذہب، غلیظ طالب دنیا اور بد اندیش پڑھنے کے لائق نہیں ہوتا۔ اسے وہی شخص پڑھ سکتا ہے جو درویش، غنی، فقیہ، عارف، صاحب قرب الہی اور معرفت اور عیسیٰ صفت ہو۔ وہ اگر اس قسم کی دعوت پڑھے تو وہ حکم الہی سے تم باذن اللہ کہہ کر روحانی کو قبر سے نکال کر حاضر کر لیتا ہے۔ دعوت پڑھتے وقت فرشتہ بھاگ جاتا ہے۔ کیونکہ نامحرم محروم رہتا ہے

حق پسنداں را نباشد هیچ باک	بعد مردن زندہ گردد زیر خاک
عارفاں با نظر بیند در قبر	این مراتب عیسیٰ و ثانی نظر
ہم سخن باہم جلیس و اولیاء	غرق فی التوحید و قرب و با خدا
با تصور قتل کن تو نفس را	تا شوی واصل خدا لائق خدا

دعوت پڑھتے وقت توفیق الہی سے ایک صورت تحقیق پیدا ہوتی ہے جس سے قدرت خدا اور دعوت نور پڑھنے والے کو حضور خدا میں لے جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنا دیتی ہے۔ اس قسم کی دعوت کو قرب ربانی اور تقویت انبیاء اور اولیاء روحانی کہتے ہیں۔ پانچوں معرفتوں اور قرب جمعیت کے ہر عمل کی بنیاد شوق ہے۔ جس طالب حق کا دامن گیر شوق ہو وہ دونوں جہان میں ناکام نہیں رہتا۔ فقیر روشن ضمیر نفس پر حکمران ہوتا ہے

فرشتہ گرچہ وارد قرب درگاہ

نگنجد در مقام لی مع اللہ

کیونکہ فرشتے کو آسمان کے مناصب و مراتب کی توفیق اور زمین کے ہوائی طبقات کی توفیق ہوتی ہے۔ لیکن انسان کو معرفت توحید و قرب اور حضوری الہی کے مناصب و مراتب حاصل ہوتے ہیں

دعوتے دروم کھد عالم تمام

باتو گویم یاد گیر اے نیک نام

ایں دے یک دم بود قرب از الہ  
 دم ازل دم ابد دم دنیا ہوا  
 یک دے دوراہ دارد دو گواہ  
 با یک دے یک تا شود مرد خدا  
 مردہ را زندہ کند عیسیٰ صفت  
 اہل دعوت با روحانی شد حضور  
 دعوتے بادم بخواند بر قبور

دعوت وجود کے اربعہ عناصر مٹی، ہوا، آگ اور پانی کے لحاظ سے چار طرح پر پڑھی جاتی ہے جس سے یہ چاروں حرف نظری تصور سے کشتہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح دعوت پڑھے کہ ”اقتل المودیات قبل الایذاء“ موذی کو ایذاء پہنچانے سے قبل ہی قتل کرو۔ اس طرح کرنے سے فتنہ و فساد اور کوئی راہزن باقی نہیں رہتا۔ دعوت یکدم اہل یکدم ہی پڑھتے ہیں۔ چنانچہ مرد حقانی خاقانی فرماتے ہیں

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی  
 ز یک دم با خدا بودن بہ از تخت سلیمانی

یک دم کا رتبہ فنا فی الشیخ کا ہے۔ دوام حضور کا مرتبہ فنا فی الرسول کا ہے۔ جسے دم کے سوا اور کچھ یاد ہی نہیں اور تیسرا فی النور کا مرتبہ فنا فی اللہ کا ہے۔ جسے نہ دم کی خبر ہوتی ہے نہ حضور کی۔ بلکہ وہ عین بعین دیکھتا ہے اور اسے فنا فی النور تو حید کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے

بہ بحر غرق فی اللہ شو کہ خود را خود نمیدانی  
 نہ آن جادم نہ دل نہ جسد و جان است  
 وے نامحرم است آنجا کہ باشد راز ربانی  
 کہ عین از عین باشد لا مکان است  
 حق کہ با حق حق نشیند  
 بنام حق ز حق با حق تمام است

ثالث خلاشہ کو اٹھا دو کہ صرف وحدہ لا شریک رہ جائے۔ جو لوگ یہ نہیں کرتے۔ وہ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں؟ وہ تو سورہ انعموں سے بھی بدتر ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اولئک کمالا نعم بل ہم اضل“ (۱۷۹-۱۷۸) وہ جو پایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔ ”قولہ تعالیٰ“ ”اربعیت من اتخذ الہ ہواہ“ (۴۳-۴۵) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو معبود قرار دیا ہے۔ جو شخص فنا فی الشیخ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ دو مرتبہ مردوں میں ہے جو فنا فی اللہ کا دعویٰ کرتا ہے۔ تمس وہا کے مرتبے میں

ہے۔ جو فنا فی الشیخ کے مرتبے میں کامل ہے۔ وہ شرفسانی سے نجات پا جاتا ہے اور نیز تمام دنیاوی خطرات سے نجات پا جاتا ہے۔ عرش سے لے کر فرش تک کی سیر کرتا ہے اور تمام باطل چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے اور حق چیز کو پرکھ لیتا ہے۔ جو فنا فی الرسول میں کامل ہوتا ہے۔ وہ ایک دم بھی مجلس محمدی ﷺ سے جدا نہیں ہوتا اور جو فنا فی اللہ کے مرتبہ میں کامل ہوتا ہے اس کے سارے کام سنور جاتے ہیں۔ یعنی اس کا نفس فانی، قلب زندہ اور روح باقی ہو جاتی ہے۔ نور ذات کے مشاہدہ میں مشرف بہ لقا ہو جاتا ہے۔ جو شخص یہ تینوں مراتب نہیں جانتا وہ احمق اور خود نما ہے۔ بعض مرشد اس قسم کے ہوتے ہیں جو خود تو دور رہتے ہیں۔ لیکن طالب کو مجلس محمدی ﷺ کے حضور میں پہنچا دیتے ہیں۔ مگر حضور خدا میں نہیں پہنچا سکتے۔ بعض خود طالب حضور ہیں۔ لیکن خلقت کی نگاہوں میں دور ہیں۔ جو شخص باطن کے تینوں مراتب کو نہیں جانتا اور پڑھتا ہے وہ بھی احمق ہے۔ دعوت خوان جس وقت دعوت شروع کرتا ہے اور درر بانی کرتا ہے تو جواب سوال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ جو شخص دعوت کو کما حقہ نہیں پڑھتا۔ دعوت اسے خراب کرتی ہے۔

## شرح دعوت عظیم

حسب ذیل چاروں کو جمع کر کے دعوت پڑھے۔ اول قرآن دوسرے قبر تیج برہنہ انبیاء اور اولیاء جیسے درویش غوث قطب اور شہید تیسرے قرب الحق چوتھے مجلس نبوی ﷺ کے حضور کی قوت۔ اس قسم کی دعوت غضب و قہر سے بڑھ کر سخت ہوتی ہے۔ اس کا پڑھنا اس شخص کے لیے زیبا ہے جس کے پڑھنے سے چودہ طبقہ مدینہ منورہ مکہ معظمہ عرش اکبر اور عرش سے فرش تک سب کچھ جنبش کرنے لگے اور انبیاء اصفیاء مرسل اور زندہ وصال یافتہ اولیاء فقیر درویش عارف باللہ غوث قطب ابدال اور اتار اٹھارہ ہزار عوالم کی کل مخلوقات لرزہ کھا کر حسرت میں ہو اور فرشتے عبرت پکڑیں اور تمام مخلوقات کھڑی ہو کر درگاہ الہی میں التجا کرے۔ جب تک کہ اس دعوت کا پڑھنے والا مطلب کو حل نہ کر لے۔ اہل دعوت کے قابو میں انبیاء اصفیاء مرسل اصحاب مجتہد علماء باللہ اولیاء اللہ اور مومن

مسلمان کی روحیں ہوتی ہیں اور کبھی اس سے خلاصی نہیں پاسکتیں۔ اس دعوت سے بڑھ کر کوئی دعوت سخت اور غالب نہیں۔ منصب قبر پر کوئی شے بھی غالب نہیں آتی۔ اگر پہاڑ پر یہ دعوت پڑھی جائے تو پگھل کر موم ہو جائے اگر لوہے کا کوئی قلعہ سر بفلک ہو جس پر صرف پرند ہی اڑ کر پہنچ سکے۔ اس دعوت کے پڑھنے سے اہل قلعہ حوصلہ چھوڑ کر حاضر خدمت ہو جاتے ہیں اور تابعدار بن جاتے ہیں یا اس قلعہ میں ناگہانی و بآء پھیل جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں رہتا یا اس دعوت کے پڑھنے سے فرشتہ موکل قلعہ والوں کو قلعہ سے نیچے گرا دیتے ہیں۔ جس سے قلعہ کا فتح کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ جو شخص یہ دعوت با عظمت پڑھتا ہے۔ تمام ملک مشرق سے لے کر مغرب تک سارے اس کے قبضہ میں ایک ہفتہ کے اندر اندر آ جاتے ہیں۔

اس دعوت کا پڑھنے والا عامل اور کامل خواہ جلالی و جمالی حیوانات سے شکم پوری کرے۔ اس پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور سے اس کا وجود پختہ ہو جاتا ہے۔ جس کا وجود پختہ اور پاک ہے۔ اسے فرشتہ موکل روحانی اور جنونیت کا کیا ڈر ہے۔ کیونکہ کامل اسم اللہ ذات کے تصور میں غرق ہوتا ہے۔ سو اس کے ذریعے وہ روحانیت قبور پر غالب آ جاتا ہے۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اذ تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور" اگر تمہیں کسی کام میں حیرت ہو تو اہل قبور سے مدد لو۔ عارف اور کامل مرشد اور اہل دعوت وہ شخص ہے۔ جو صرف تین شخصوں کو طالب اور مرید کر کے مطلب تک پہنچا دے۔ اول عالم باللہ جسے مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے بادشاہ ظل اللہ جس کی جمعیت اس بات میں ہوتی ہے کہ مشرق سے مغرب تک کے سارے ملکوں پر قبضہ کرے اور تمام چھوٹے بڑے آدمی اس کے تابعدار ہوں۔ تیسرے وہ شیخ جس کا باطن معرفت سے بے خبر ہے۔ جو شخص فنا فی اللہ توحید کے مقام میں ہو جاتا ہے۔ وہ تقلیدی رسم و رسوم سے بری ہو جاتا ہے۔ ہاں! ویسے نفس پرست تو عام طور پر سارے ہی ہوتے ہیں۔ خدا پرست شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔

اللہ بس باقی ہوں۔

اگر تو آئے دروازہ کھلا ہے اور میں تجھے معرفت الہی تک پہنچا سکتا ہوں اور اگر نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔

دعوت پڑھنے کے چار طریقے ہیں۔ اول اسم اللہ ذات کے تصور سے دعوت پڑھ کر قرب، معرفت اور توحید الہی حاصل کرنا۔ دوسرے اسم اللہ ذات کے تصور کے حضرات سے بڑھ کر مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونا۔ تیسرے دعوت پڑھ کر موکل فرشتے اور جنونیت کو قید میں لانا، چوتھے اس طرح پڑھنا جس طرح سے تمام جہان کے ممالک قید و تصرف میں آ جائیں۔ دعوت تیغ برہنہ ہے۔ جو ان چاروں مذکورہ بالا دعوتوں کو پڑھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ودانی ہے۔ متوکل کے پاس چابی نہیں ہوتی اور نہ وہ کسی موکل کو بلاتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس زمانے میں کوئی فقیر یا ولی اللہ کامل اہل دعوت نہیں۔ صرف علم فقہ اور کتب مسائل کو وسیلہ بنانا چاہیے تو سمجھ لو کہ وہ حیلہ شیطانی کر رہا ہے اور نفس امارہ اسے وسیلہ مرشد سے باز رکھتا ہے۔ مرشد ہمیشہ معرفت توحید اور قرب الہی کو پسند کرتا ہے۔ مرشد مخلوق پسند نہیں ہوتا۔ بلکہ خالق پسند ہوتا ہے

ہر کہ باشد پسند خلق پاک در نباشد پسند خلق چہ باک  
علماء پر فرض عین ہے کہ اولیاء اللہ مرشد سے تلقین حاصل کرے اور دست بیعت کرے۔

قولہ تعالیٰ ”یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وبتقوا الیہ الوسیلة“ (۵-۳۵) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو“ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الہی ذکر تمام فرضوں سے پہلا فرض ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ سنو! جس طرح خواب کی تعبیر ہوا کرتی ہے۔ اس طرح علم کی تفسیر اور کیمیا کسیر کی غنایت ہوا کرتی ہے۔ علم دعوت تکبیر سے تمام جہان قبضے میں لا سکتے ہیں۔ ذکر با تا تاثیر ہوتا ہے اور مرشد عارف اور آگاہ قرب الہی والا روشن ضمیر ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے حضرات سے

یہ بات عیاں ہو جاتی ہے جو کچھ اسم اللہ ذات کے تصور سے دکھائی دیتا ہے۔ وہ سب کچھ مجلس نبوی ﷺ اور قرب معرفت الہی سے مخصوص ہے اور جو ان کے علاوہ ہے وہ ویسے ہی مراقبہ اور خواب و خیال ہے۔ کیونکہ دلالت میں زوال کے مراتب ہیں۔ ان تمام مراتب سے بڑھ کر پسندیدہ اور فرحت بخشش فنا فی اللہ ہونا ہے۔ جس سے فقیر نفس پر حکمران ہو جاتا ہے اور اس کی لوح ضمیر سے تمام غل و غش مٹ جاتا ہے۔

واضح رہے کہ اس راہ محمدی ﷺ کا اصول وصل کا نعم البدل ہے۔

## شرح نعم البدل

کامل مرشد راہ اور مشکل کو با توفیق حل کر سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ”وما توفیقی الا باللہ“ نہیں ہے مجھے توفیق لیکن اللہ تعالیٰ سے۔ توفیق محض عطائے الہی اور فیض خدا ہے۔ جسے اللہ چاہے بے ریاضت عنایت کر دیتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے علم حکمت کے ان دیکھے اور ان سنے تمام مراتب اور ناسوت سے لاہوت و لامکان تک کے ستر کروڑ تیس لاکھ مقام اور حجاب سب حاصل و رفع ہو جاتے ہیں۔ جو مرشد ایک لحظہ اندر باطنی حجابوں کے تمام مقامات سے نکال کر لاہوت میں پہنچا کر اسم اللہ ذات کے تصور سے دست بیعت کرے۔ وہ فقیر دونوں جہان کا امیر اور مالک الملکی ہے۔ یہ مراتب لا زوال معرفت قرب اور وصل الہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ اس امر کے مراتب نہیں جو نفس کا قیدی ہو اور معرفت معراج سے بے خبر ہو

فتح دعوت در تصور با خدا      ایں چنین دعوت عمل در اولیاء

با تصور سر بسر جاں نور شد      بشروع دعوت جسد مغفور شد

اس طرح پر اسم اللہ ذات کے تصور سے دعوت پڑھنے سے زبان، نظر، کان، ہاتھ، پاؤں، نفس مطمئنہ، قلب، قالب، روح مقدسہ اور ہفت اندام نورانی ہو جائے۔ ایسا شخص ہی دعوت پڑھنے کے لائق ہوتا ہے۔ جو روحانیت قبور کا عامل شہسوار ہو۔ وجود کے ساتوں اعضاء دائمی ذکر فکر، فناء، نفس اور حضوری سے منور ہو جاتے ہیں۔

مشق وجود یہ چوبیس ہیں۔ تصور اور تفکر مشاہدہ قرب اور نور حضور سے مشق کرنا معشوق کے مراتب ہیں۔ جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہوا ہے۔ ”واصبر نفسك (تا) واتبع هواہ وکان امرہ فرطاً“ (۱۸-۲۸) جو شخص حضور سے سوال جواب حاصل کر سکتا ہے۔ وہ اپنے تئیں با توفیق مجلس نبوی ﷺ میں پہنچا سکتا ہے۔ جسے اس قسم کی توفیق حاصل ہے۔ پھر اسے اسم بدوح کی دعوت پڑھنے کی کیا حاجت ہے۔ جس شخص میں یہ طاقت ہے کہ اپنے آپ کو تصور سے ہی حضوری میں پہنچا سکتا ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ یا بدوح کے مثلث نقش اور دائرے کھینچتا پھرے اور پست در پست پڑ کرے۔ یہ تمام کام اس کے ہیں جو بے قرب اور بے حضور ہو اور معرفت توحید الہی سے دور ہو

درد را بگزار وحدت را طلب      وز وحدت عارف شوی قرب رب

ہیں مشقیں دماغ سے مقام خلاف نفس تک اور چار مشقیں ناف سے محاسبہ نفس کی ہیں۔ اسم اللذات لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہِ اسم اللہ لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہِ اسم الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہِ اسم محمد ﷺ۔ اسم نقر اسم اعظم اور حضرات سی حریفی جو شخص پہلے حضرات کرتا ہے اور حضرات کا علم جانتا ہے۔ اس کا علم دعوت قیامت باز نہیں رہتا۔

دم رواں دل زندہ روح دعوت مخطاں      لائق خواندن بود عارف عیاں

مرد مرشد گنج بخشد بے نیاز      مرشد نامرد را باز آرد آواز

### مراتب ہمہ اوست

اسم اللذات کے تصور کی دعوت سے جسم میں سے محبت خبیث وغیرہ دور ہو کر پاک محبت پیدا ہوتی ہے اور خورد و نوش مجاہدہ اور خواب سب کچھ مشاہدہ باطنی اور حضور مجلس نبوی ﷺ ہوتا ہے۔ مستی ہوشیاری اور خواب اور بیداری میں غرق فی اللہ ہوتا ہے اور با شعور سوال و جواب حاصل کرتا ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں۔ جس کا باطن معمور ہو جب دعوت کے ان مراتب کو حاصل کر لیتا ہے اور انبیاء اولیاء غوث قطب ابدال اور اتار



کی روحوں کے ہزار ہا لشکر اور موکل آجاتے ہیں۔ ان سے واقفیت ہوتی ہے۔ لیکن کسی اور کو اس امر کی اطلاع تک نہیں ہوتی۔ تمام ذی روح اس کی حفاظت کرتے ہیں اور وہ انہیں بوقت ضرورت پکارتا ہے یا اس مقام میں ہزار ہا انوار کی تجلیات ہوتی ہیں اور ہر ایک عضو، رگ، پوست بلکہ ہڈیوں کے مغز تک ان تجلیات سے منور ہو جاتے ہیں۔ یہ سب مراتب ”ہمہ اوست کے ہیں“۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے غیبی، قلبی، روحی اور سرّی تجلیات وجود میں اثر کرتی ہیں اور غیر مخلوق ایمان آفتاب کی طرح طلوع ہوتا ہے اور نفس شیطان اور دنیا کی تمام ناشائستگیوں کی تاریکیاں اور حواس خمسہ ظاہر و باطنی کی تمام غلاظتیں وجود سے بالکل دور ہو جاتی ہیں اور اوصاف ذمیرہ زائل ہو جاتے ہیں۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو عارف، واصل، شریعت کا پابند، شریعت میں کوشش کرنے والا اور باطن میں دریائے معرفت کا پینے والا ہو۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”النهاية هو الرجوع الى البداية“ ابتداء کی طرف لوٹنا ہی انتہاء ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کا اندر آنا اور ظلمات نار کا باہر نکلنا۔

قولہ تعالیٰ ”اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور“ (۲-۲۵۷) اللہ ایمان والوں کا والی ہے انہیں تاریکی سے نکال کر نور کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ یہ مراتب معرفت قرب اور حضور الہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ بعض تو علم دعوت میں عامل اور کامل ہوتے ہیں اور بعضوں سے یہ علم دعوت رواں ہی نہیں ہوتا۔ اگر عامل دعوت با تربیت ناراض ہو کر کسی ملک یا ولایت کی تباہی کے لیے دوگانہ میں سور منزل پڑھے تو قیامت تک ملک اور ولایت ویران ہی رہے گا اور اگر آبادی کی نیت سے پڑھے تو اس ملک کا چپے چپم و شر اور آفات سماوی وارضی سے قیامت تک آباد اور سلامت رہے۔ واضح رہے کہ مومن ازلی فرحت الروح اور فیض فضلی کے مراتب یہ ہیں کہ زندگی میں اس کا بدن نور ہو جاتا ہے اور حالت ممات میں اس کی قبر سے نور ذات کے شعلے نکلتے ہیں۔ اس کا وجود ظاہر و باطن میں مغفور ہوتا ہے اور نہ وہ ڈرتا ہے اور نہ اسے غم لاحق ہوتا

ہے۔

واضح رہے کہ بعض علماء فقراء اور مومن مسلمان کو نفس خبیث اور ابلیس شیطان علیہ اللعنة عبادت کے پیشے میں ڈال کر ثواب کے لالچ میں لاکر اس سے گناہ کرواتے ہیں۔ جس سے الٹا عذاب میں پڑ جاتا ہے اور بعض کو بندگی کا لالچ دے کر ریا میں ڈال کر اس کی رسوائی کرتے ہیں۔ وہ بندگی اس کے لیے سراسر گندگی اور حق کے نزدیک باطل و ناپسندیدگی ہو جاتی ہے۔

اے احمق! تو مرشد عارف کو طلب کر کیونکہ سالک راستے کے رسم و رسوم سے بے خبر نہیں ہوتا۔ وہ منزل و مقام سے باخبر ہوتا ہے۔ صاحب نظر نبی اللہ کی طرح ظاہری و باطنی سیر کرتا ہے۔ وہ زندگی میں بھی نفس و شیطان سے نجات یافتہ ہوتا ہے اور حالت موت میں بھی حضوری کے مراتب اور روحانیت قبور کے درجے اسے حاصل ہوتے ہیں

خلق داند زیر خاکش در قبر	در قبر شد قرب اللہ سر بسر
بے خلل خلوت قبر یارب جلیس	در میان کس نکلجد حق انیس
نیست آں جائے فرشتہ جز بذات	در ممات یا قند دائم حیات
در قبر فتنہ است وحدت حق بنور	در قبر حق یافت حق باحق حضور

جس طرح قبلہ گاہ کا ہر ایک پتھر لائق سجدہ نہیں اور نہ ہر ایک پتھر کسوٹی بننے کے لائق نہ ہی ہر ایک پتھر پارس ہوتا ہے اور نہ ہی ہر ایک پتھر لعل ہوتا ہے۔ اسی طرح نہ ہر انسان کا وجود معرفت اور وصال الہی کے لائق ہوتا ہے۔ نہ ہر سر بادشاہی کے لائق ہوتا ہے اور نہ ہر دل الہی خزانے ہونے کی قابلیت رکھتا ہے نہ ہر ایک پتھر کوہ طور ہے اور نہ ہر ایک انسان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح کلیم اللہ ہے اور نہ ہر ایک پتھر سنگ مرمر ہے اور نہ ہر دل گوڑ محبت ہے۔

فقیر کا وجود کامل ہے۔ کیونکہ وہ فانی اللہ ہوتا ہے اور حکمت کے تمام معنات اس میں پائے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ مذکورہ بالا تمام مطالب دعوتی عیانی کے پڑھنے قرب الہی فنا فی اللہ ہونے سے حاصل ہوتے ہیں۔ نیز اس سے تزکیہ نفس و قلب اور تصفیہ روح تجلی

روح، تجلی سر اور تمام مخلوقات اور جن و انس پر نڈ چرند اٹھارہ ہزار عالم حاصل کرنا اور ہر ایک روحانی سے ہمکلام ہوتا ہے اور تمام ربانی پوشیدہ خزانوں کا معلوم کرنا حاصل ہوتا ہے۔ عارف باللہ وہ شخص ہے جو شخص اس قسم کی دعوت پڑھے اور دنیا اور آخرت میں لایحتاج ہو جائے۔ تاکہ ابتداء سے انتہاء تک پہنچا دے اور ابتداء اور انتہاء دونوں کو ایک ہی سبق پڑھا دے۔ ابتداء نور اللہ ہے اور انتہاء فنا فی الرسول کے مراتب ہیں۔ بعض آدمیوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ماضی، حال اور مستقبل کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ موکل فرشتہ آواز دیتا ہے یا جنونیت یا علم قال سے یا بذریعہ رمل یا علم و دانش اور عقل و شعور سے یا ہر ایک برج سے خاص خاص کاموں کا کرنا۔ مثلاً سال مہینے اور دنوں میں سعد و نحس اور نیک و بد کا معلوم کرنا۔ لیکن فقیر اہل حضور اور صاحب قرب وہ ہے جو بے نصیب کو نصیبہ ورنہ بنا دے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے سارے مطالب حل کرادے اور نحس ایام کو سعد کر دے اور مردہ ولی بے شعور طالب کو توجہ سے حضور میں پہنچا دے۔ اس قسم کا فقیر صاحب قوت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں رہتا ہے۔ لوح محفوظ پر نگاہ بھی نہیں ڈالتا

ہم کرا باشد حضوری بر دوام  
ہم سخن شد با مع اللہ ہر کلام  
نظر آں را بر نظر ناظر خدا  
راہ ناظر این بود الہ از بقاء  
یہ فقر کے ابتدائی مراتب ہیں

ہم کاملیم ہم عالم باطن نظر  
لائق تلقین تعلیم و خضر  
این شرافت شرف امت مصطفیٰ ﷺ  
واقف اسرار گردد از الہ

پہلے علم واردات وجود یہ میں بے واسطہ پیدا ہوتا ہے اور پھر غلبات رقم رقوم جو رسم اور رسوم کے تمام علوم پر غالب ہوتے ہیں۔ بعد ازاں علم حی قیوم جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے مراتب شریعت محمدی ﷺ سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

رفت ذکر و رفت فکر رفت ہر کور و حضور

نور را از نور یا ہم عرق فی التوحید نور

امیزوار کی ہدایت ہے۔ کیونکہ یہ مطلق ہدایت کے مراتب ہیں۔

قولہ تعالیٰ ”والسلام علی من اتبع الهدی“ (۲۰-۴۷) جس نے ہدایت کی

پیروی کی اس پر سلام ہو

غرق فی التوحید شو آخرچہ سود  
چوں حباب در آب شد وحدت بود  
ہر کہ از خود گشت فانی بانظر  
در میان مردماں باشد خضر  
اگر طالب صادق استقامت میں جان قربان کرنے کے لیے آمادہ ہے تو مرشد کامل  
کے لیے بھی ایسے طالب کو حضوری میں پہنچا دینا مشکل نہیں۔ کامل انسان اس سے ایک  
قدم بھی باہر نہیں جاتا اور یہی جمعیت کے مراتب ہیں

ذکر و فکر بگزارد در ہر مقام  
دیدہ با دیدار بکشاند تمام  
دیدہ با دیدہ تربیدار تر  
با نظر ہر گز نہ بیند سیم وزر  
لذت دیدار بہ دیدار وہ  
دوستی دیدار در چشم بنہ  
دادہ دیدار ما را بر دوام  
دیدہ با دیدار بیند بر دوام  
باہو خبر بیداری نداند چچ راہ

واضح رہے کہ جب تک کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کا زبانی اقرار  
اور قلبی تصدیق نہ کی جائے۔ نفس مسلمان نہیں ہوتا۔ پس زبانی اقرار تو ہر شخص کرتا ہے اور لَا  
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھتا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کی دلی تصدیق کون  
کرتا ہے اور اس کی پہچان کیا ہے۔ اگر کوئی شخص ساری عمر ریاضت اور تقویٰ میں بسر کرے  
اور علم فقہ و مسائل پڑھتا رہے اور نماز روزے اور نفلوں میں گزار دے اور دن رات تلاوت  
قرآنی میں مشغول رہے اور ذکر فکر اور مراقبہ سے جاں بلب ہو جائے تو بھی جب تک  
مشرف بیدار نہ ہو۔ کبھی اسے تصدیق قلبی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ نفس کے اکہتر ہزار  
زُتار یا کفر کے زُتار سے بھی زیادہ سخت ہیں اور یہ اسی وقت ٹوٹتے ہیں۔ جب انسان مشرف  
بیدار پروردگار ہو جاتا ہے۔ بعض کو یہ بات بے واسطہ نصیب ہوتی ہے۔ بعض اس بات کو

۱ وہ دھاکہ جو ہندو گئے اور نفل کے درمیان ڈالے رہتے ہیں

۲ وہ دھاکہ یا زنجیر جو یہودی عیسائی اور مجوسی کمر میں باندھتے ہیں۔

جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔ فقیر لوگ پہلے ہی روز علم تصدیق اور علم دیدار کا سبق پڑھتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔

اور وہی حقیقی مومن مسلمان ہیں

نہ آنجا نفس و قلب و روح دانی فنا فی الذات وحدت لا مکانی  
علم دیدار کا مطالعہ افسانہ و قصہ خوانی سے ہاتھ نہیں آتا۔ یگانگت عین بعین ہے۔ علم فی اللہ کے مراتب غیب دانی اور باعین عیانی ہیں

بے سرے بینم خدا را بے زبا نم ہم سخن

معرفت توحید ایں است ہم راز ہم آواز کن

علم دیدار تعلیم و تلقین پر ہی موقوف نہیں بلکہ توفیق ہے۔ اس وقت انسان حق شناس ہونا چاہیے۔ میں اس حق کو لے لیتا ہوں۔ اہل بدعت کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اللہ بس ماسوئی اللہ ہوس۔

مرشد کامل اور مرشد ناقص کس عمل کس مرتبے کس علم کس حکمت کس توفیق اور کس طریق سے پہچانے جاتے ہیں؟ ان کی پہچان یہ ہے کہ کامل مرشد معرفت اور توحید الہی کے سمندر کے سمندر پی جاتا ہے اور ناقص مرشد خود فروش ہوتا ہے۔ کامل مرشد یکبارگی دیدار سے مشرف کر دیتا ہے اور حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اسے فکر مراقبہ اور تسبیح پھرانا آتا ہی نہیں۔ برخلاف اس کے ناقص مرشد طالب سے ذکر فکر مراقبہ کراتا رہتا ہے۔ جس سے وہ دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا مرشد ابلیس کا مصاحب ہوتا ہے۔ کامل مرشد صادق طالب کو تصور بخش دیتا ہے۔ جس کے ذریعے وہ حضور میں لقا سے مشرف ہو جاتا ہے۔

طالب صادق کو کامل مرشد تصور عنایت کرتا ہے۔ جس سے نور دیدار میں غرق ہو جاتا ہے اور فنا فی اللہ ہو کر حضور میں پہنچ جاتا ہے۔ طالب پر فرض عین ہے کہ دیدار پروردگار سے مشرف ہو۔ طالب کو بھی قسم ہے۔ جو مرشد سے پہلے روز معرفت الہی لقا اور لا ہوت ولا مکان طلب نہ کرے اور مرشد کو بھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے کہ طالب کو جب تلقین کرے تو اسے حضرت نبی رابعہ اور سلطان بایزید رحمہما اللہ علیہما جیسے مراتب بخش

دے اور طالب اولیاء اللہ کا خطاب پا جائے اور ہمیشہ کے لیے لقائے الہی سے مشرف ہو جائے اور دنیا و آخرت میں اسے وجودی بقا و اصل ہو جائے۔ جو مرشد ان صفات سے متصف نہیں اور باطنی توفیق سے تحقیق تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ناقص، بے مروت، بے شرم، بے وقوف، بے حیاء، اہل ناسوت اور نامکمل ہے۔ ایسے شخص سے طالب کے لیے تلقین حاصل کرنا ہی حرام ہے

نامرد مرشدے نماید ذکر راہ      مرد مرشدے رساند با الہ

نیز مرشد کامل صاحب تصرف خزانہ ہوتا ہے۔ جو ہر روز ایک کروڑ مہریں راہ خدا میں صرف کرتا ہے۔ جس مرشد کے مراتب اس قسم کے ہوں اور روزینہ اس کے عمل تصرف میں ہو وہ ابھی ناقص ہے۔ مرشد وہی ہے جو ہمیشہ دیدار پروردگار کے مشاہدے میں رہے اور اس کے تصرف میں بے شمار الہی خزانے ہوں۔ ایسے شخص کو کیا ضرورت ہے؟ کہ اہل دنیا سے التجا کرے اور جھوٹے مرید کو تلقین کرے۔

کامل مرشد پہلے صادق طالب کو عنایت اور تصرف گنج عنایت کرتا ہے۔ جس سے طالب بے جمعیت اور پریشان ہونے نہیں پاتا۔ صادق طالب کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے۔ وہ اپنے مرشد سے یک وجود اور یک جان ہوتا ہے۔

صادق طالب کو مرشد کی خدمت میں دن، مہینے اور سال نہیں گننے چاہئیں۔ اسے مرشد کی رضا مندی درکار ہونی چاہیے۔ جو طالب اپنی خدمت پر مغرور ہے وہ معرفت اور حضوری الہی سے دن بدن دور رہتا ہے۔

### اقسام باطن

واضح رہے کہ باطن دو قسم کا ہے، ایک باطن صورت۔ وہ وہم و خیال ہی ہوتا ہے۔ اہل وہم و خیال جو اب بے صواب حاصل کرتا ہے۔ جسے احمق طالب باطن صحیح خیال کرتا ہے۔ اسے اصلی کیفیت معلوم ہی نہیں ہوتی۔ وہی صورت اس کے لیے راہزن اور زوال کا باعث ہوتا ہے۔ دوسرا باطن قرب الہی سے بے حجاب جو اب با صواب حاصل کرنا۔ نیز محاسن نبوی ﷺ سے جو کچھ حاصل کرنے۔ قرب اللہ سے وصال ہو۔ کیونکہ اسے حضوری کا

خیال رہتا ہے۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہیں۔ جس کا وجود نور ہو اور قرب الہی سے حضور میں سوال و جواب کرے نہ کہ مراقبہ اور آنکھ بند کر کے۔ اہل راز ظاہری آنکھوں سے لوگوں سے گفتگو کرتے ہیں۔ لیکن باطن میں وہ لاہوت و لامکان کی سیر کراتے ہیں۔ اگر خواب میں جہان کی آنکھ کو بیدار کریں تو توفیق تصور اور تصرف سے نور ذات سے مشرف کر دیں اور فیض فضل خدا تک پہنچا دیں۔ اسم اللہ ذات کا تصور اور روحانیت قبور کا تصرف کامل تصور اور مکمل تصرف کے مراتب ہیں۔ اللہ بس باقی ہوں۔

واضح رہے کہ سوال معرفت اور وصال الہی سے باز رکھتا ہے۔ خواہ چھ سو سال کی ریاضت اور مجاہدہ کے بعد کیوں نہ کیا جائے۔ ہاں! اگر وہ سوال قرب اللہ سے ہو۔ یعنی اکمل ہو تو کوئی ڈر نہیں

مکن عاجزی بروز کس سوال وصال تو بہتر بود از زر و مال

قولہ تعالیٰ "واما السائل فلا تنهر" اور سائل کو نہ جھڑکو۔

بعضوں کا سوال ثواب اور تحقیق کی رو سے ہوتا ہے اور بعض کا گناہ اور بے دینی کے متعلق۔ سوال چار قسم کا ہوتا ہے۔ نفسی، زبانی، روحی، سریری، اسی واسطے فقیر پہلے عنایت کا درجہ حاصل کرتا ہے اور پھر فقر اختیاری۔ جس فقیر کو الہی خزانوں کی عنایت ظاہر و باطن میں حاصل نہیں۔ وہ مراتب فقر اور مراتب قرب الہی نہیں جانتا۔

جناب سرور کائنات مفر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الفقر فخری

والفقر منی" فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھی سے ہے

ہر کہ از خود گم شود یا بد خدا نیست آنجا ذکر فکر و مثل و جا

بے مثل را مثل بستہ کے شود ہر کہ بندد مثل آل کافر شود

قولہ تعالیٰ: "واذکرم ربک اذا نسیت" اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کر جب تو

اور سب کچھ بھول جائے۔

مرشد طالب اللہ کو پہلے روز تلقین کے ساتھ ہی چار مرتبے عنایت کرتا ہے۔ اول

حضور سے پیغام لانا۔ دوسرے صاحب عیاش اور عارف نظر ہونا۔ تیسرے ظاہری و باطنی

مراتب اور حضرات خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنا اور چوتھے اولی الامر کے مراتب بخشنا۔ جو مرشد ان صفات سے موصوف نہیں۔ وہ معرفت فقر اور توحید الہی سے دور ہے۔ اس کا طالب گائے اور گدھے کی طرح ہے۔ جس شخص کو نعم البدل کا علم ہے۔ اسے فیض و فضل ازلی اور معرفت قرب اور توحید الہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ نعم البدل کل پانچ ہیں۔ جو ایک دوسرے سے تبدیل ہو سکتے ہیں۔ جسے پانچوں حاصل ہیں وہ لازوال ہے۔ لا رجعت لا سلب ہے اور اسے عرفان، قرب اور وصال ذات حق حاصل ہے۔ وہ نعم البدل یہ ہیں۔ نعم البدل ازل، نعم البدل عقبی، نعم البدل فنا، نعم البدل بقا، اور نعم البدل لقاء ان پانچوں نعم البدل کے خزانوں کے طلسمات کو عارف، نعم البدل ذات صاف صاف منکشف کر دیتا ہے اور دکھا دیتا ہے۔ نعم البدل معما کو عارف معما ہی منکشف کر سکتا ہے اور وہ حسب ذیل علوم کا عالم ہوتا ہے۔ یعنی ”علم الانسان ما لم يعلم“ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ علم انسان اشرف و کامل بشر۔ ”انسی جاعل فی الارض خلیفہ“ بے شک میں روئے زمین پر خلیفہ بنانے کو ہوں۔ علم لدنی علماء ”ہدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب“ ان پرہیزگاروں کے لیے سراسر ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔“

طالب مرید پہلے ہی روز حضرات رابعہ اور سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہما کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ اسم اللہ ذات سے ساتوں تصرف، ساتوں توجہ، ساتوں تفکر، ساتوں محبت کی آگ اور ساتوں گرمی نور قرب حضور الہی، جمعیت کے ساتوں خزانے اور ساتوں علم، جس میں سے ہر ایک میں ستر ہزار علوم ہیں حاصل ہوتے ہیں۔ نیز اس سے نور الہی میں غرق ہوتا ہے اور اسے قبور کے روحانیوں کی ملاقات نصیب ہوتی ہے۔ اسے مشاہدہ بلا مجاہدہ، محبت بلا محنت، راز بلا ریاضت، سراسر ارثواب بے حجاب حاصل ہوتا ہے۔ اس کا قلب زندہ اور نفس مردہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اس کی روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور بے رنج و غم خزانہ حاصل ہو جاتا ہے۔ طالب ان تمام مطالب کو پانچ دن میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں حاصل کر لیتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے حضرات کے قاعدہ کا



سبق پڑھتا ہے۔ اس سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی۔ اللہ بس ماسوئی اللہ ہوں۔  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اسم اللذات کے پہلے سبق سے تماشاے ازل کی  
 سیر کرتا ہے۔ دوسرے سے تماشاے ابد کی اور خوف ورجا کے مراتب میں نفس کو رجعت بہ  
 سبب حرص، حسد، خود پسندی اور خواہشات کے لاحق ہوتی ہے۔ تیسرے سبق سے دنیا اس  
 کے خزانوں اور کل و جز کے تماشا کی سیر نصیب ہوتی ہے۔ جس سے طالب کا دل دنیا کی  
 طرف سے بالکل سرد ہو جاتا ہے۔ چوتھے سبق سے حور و قصور اور عقبی کا تماشا دیکھتا ہے۔  
 پانچویں سبق سے معرفت باللہ قرب اور توحید الہی کی سیر کرتا ہے اور تمام ماسوئی اور تقلیدی  
 مراتب کو ترک کر دیتا ہے۔ بعد ازاں کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قرآنی  
 آیات، اسماء الحسنیٰ اور تیس حروف کے حضرات سے انبیاء اللہ، اولیاء اللہ کی روحوں اور  
 فرشتوں سے ملاقات کرتا ہے۔



عقل بیدار • گنج الاسرار • اورنگ شاہی

عین الفقر

اسرار قادسی

مجالس لائبریری

کلید التوحید

طرقہ العین

قرب التوحید

نور الہدی

رسالہ روحی ترقی  
سوانح پیرا و فرزند محمدی

دیدار بخش

تصانیف حضرت سلطان باہو

ایسات باہو

محکم الفقہ

کشف الاسرار

زبیہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰، اڑو بازار لاہور  
فون: 042-7246006

شبیر برادرز

